بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد دوم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

نعت شریف

غم ہوگئے بیشمار آقا

بندہ تیرے نثار آقا

حل لغات

آقا،اسم مذکر بمعنی صاحب و مالک اور افسر۔نثار،کوئی شے صدقے کے طور پر کسی کے سر پر بکھیرنا،نچھاور کرنا۔

شرح

اے مالکِ کونین ﷺ میں آپ پر قربان میرے غم بہت زیادہ ہوگئے فلہذا غموں سے نجات دلا یئے۔شعر کے مصرعہ ثانی میں سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق فدائیت کا اظہار فرمایا ہے۔فنِ حدیث کا ماہر جانتا ہے کہ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے بارگاہِ بیکس پناہ میں جب بھی کوئی عرض کرتے تو پہلے عرض کرتے "فداک ابی وامی یارسول اللہ ﷺ" اس کی متعدد مثالیں فقیر اُویسی غفرلہ نے "عاشقانِ رسول" میں عرض کی ہیں۔شفاء شریف جلد۲ صفحہ ۱۷ میں ہے

كان رجل عندالنبی ﷺ ینظر الیه لا یطرف فقال یا بالک قال بابی انت وامی اتتمع من النظر الیک فاذا كان یوم القیامة رفعک الله بتفضیله فانزل الله الایة ومن تیطع الله الخ.

کوئی آدمی حضور ﷺ کے ہاں آپ کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا پل جھپکنے کے برابر بھی ادھر اُدھر نہ دیکھتا تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے۔کہا میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اُٹھا رہا ہوں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا میں تو دیدار سے محروم ہو جاؤں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

بلکہ بی بی عطیہ کے متعلق ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کا بہت کم اتفاق ہوتا جو رسول اکرم ﷺ کے اسم گرامی کے ذکر مبارک کے ساتھ یہ نہ کہتی ہوں "بابی" میرا باپ قربان۔(بخاری شریف)

اور یہ نہ صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خاصہ ہے بلکہ بعض ایسے خوش نصیب اس دولت سے نوازے جاتے رہے تا قیامت نوازے جاتے رہیں گے جن کی خبر حضور سرورِ عالم ﷺ نے دی۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے

من اشد امتی لی حبا للناس یکونون بعدی احدهم لورانی باهله و ماله .

(شفاءشریف صفحہ ۱۷، جلد ۲)

میرے وصال شریف کے بعد میرے امتی بعض ایسے بھی ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت کی وجہ سے آرزو کریں گے کہ (ماں باپ) اہل وعیال قربان کر کے کاش مجھے دیکھ لیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ انہی خوش نصیبوں میں ہیں جو اظہارِ مدعا کے وقت عرض کرتے ہیں۔

بندہ تیرے نثار آقا

اللھم اجعلنا منھم

اے اللہ ہم غریبوں کو بھی انہیں خوش نصیبوں سے بنا۔

مصرعہ اول میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی اس وصفِ کریمہ کی طرف اشارہ ہے جسے قرآن مجید نے بتایا

عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم. (پارہ ۱۱، سورۂ توبہ)

وہ رسول (ﷺ) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت ہی چاہنے والے اہل اسلام پر کمال مہربان رحم والے ہیں۔

کسی نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے

کانٹا چبھے کسی کو روتے ہیں ہم امیر

دونوں جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

نبی پاک ﷺ کسی کا دکھ درد دیکھ کر پریشان ہونا، اپنوں بیگانوں میں مشہور ہے نہ صرف ایمان بلکہ غیروں پر بھی آپ حد سے زیادہ کریم ورحیم تھے۔ بے شمار روایات ہیں جن میں سے ایک حاضر ہے

اسیرانِ بدر کو جب باندھ کر مسلمانوں نے قید کر لیا اور رات آئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت بندش کی وجہ سے کراہنے لگے جب حضور ﷺ نے ان کے کراہنے کی آواز سنی تو آپ سو نہ سکے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ نیند کیوں نہیں آرہی ہے فرمایا اپنے چچا عباس کے کراہنے کی وجہ سے جب انصار نے حضور ﷺ کی رضا حضرت عباس کی بندش نرم کرنے میں پائی تو انہوں نے ان کی بندش ڈھیلی کر دی اور حضرت عباس سو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے میں عباس کے کراہنے کی آواز نہیں سنتا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان کے بندوں کو ڈھیلا کر دیا گیا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تمام اسیروں کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں۔

(مدارج النبوۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۶۴)

یہی وجہ ہے کہ کل قیامت میں جب کہ ہر ایک نفسی نفسی پکارے گا آپ کے لبوں پر امتی امتی اور ربِ سلم ہوگا انہی شفقتوں کے پیشِ نظر کوئی امتی آج بھی اگر حضور سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اپنی فریاد پیش کرے تو ممکن نہیں کہ آپ اس کی مدد نہ فرمائیں۔اس کی بے شمار حکایات و روایات کتبِ سیر و تواریخ میں موجود ہیں۔

میرا	کھیل	جاتا ہے	بگڑا
آقا	سنوار	آقا	آقا

حل لغات

کھیل بگاڑنا، بنابنایا کام بگڑنا۔سنوار، سنوارنا کا حاصل معنی درست کرنا ، یہ لفظ مونث مستعمل ہے ناضد ہے۔ بگاڑ کے بمعنی درستی و زینت و سنگار اور سدھار وغیرہ۔

شرح

اے سرورِ کونین ﷺ میرا بنابنایا کام بگڑتا جارہا ہے براہِ کرم جلد از جلد اسے درست فرمائیے۔

استغاثہ

بارگاہِ حبیب ﷺ کو مشکل میں پکارنا اور مطلب حاصل کرنا بہت سے مقربین بارگاہِ ﷺ کو نصیب ہوا۔فقیر نے درجنوں روایات و حکایات اپنی کتاب ”ندائے یارسول اللہ ﷺ“ میں درج کی ہیں چند یہاں بھی عرض کر دوں۔

راجز کی فریاد

عن علی ابن الحسین حدثنی میمونہ بنت الحرث زوج النبی ﷺ ان رسول اللہ ﷺ بات عندھا فی لیلتھا فقام یتوضا للصلوۃ فسمعتہ یقول فی متوضاہ لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا فل خرج قلت یا رسول اللہ ﷺ سمعتک تقول فی متوضاک لبیک لبیک ثلاثا نصرت ثلاثا کانک ت انسانا فھل کان معک احدفقال ھذا راجز یستعرفنی (طبرانی ۲۰۱،مطبوعہ لکھنؤ)

سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رسول اکرم ﷺ شب باش تھے اُٹھے اور نماز کے لئے وضو فرمایا پس میں نے سنا آپ فرمارہے تھے لبیک تین بار اور فرمایا تیری مدد ہوگئی میں نے عرض کی آپ کس سے لبیک وغیرہ فرمارہے تھے آپ نے فرمایا یہ راجز مجھے پکار رہا تھا میں نے اسے جواب دیا۔(مفہوم)

راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

راجز صحابی کا واقعہ یوں ہوا کہ کفار حضرت عمرو بن سالم راجز کے لئے مکہ سے ہجرت پر راضی نہ تھے لیکن آپ مکہ سے

نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آ گئے تو عمرو بن سالم صحابی نے نبی ﷺ کو پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کردے گا تو آپ اُس وقت حضرت میمونہ بنت حارث (اپنی بیوی صاحبہ) کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقامِ وضو میں بیٹھے بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد سے راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی اس واقعہ سے استمداد اور آپ اپنی امدادِ غائبانہ کو اپنی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

فانصر رسول الله اعتدا　　　　وادع عبادالله يا توامددا

پس تو رسول اللہ ﷺ کی مدد مانگ کیونکہ آپ ﷺ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے۔ (اصابہ صفحہ ۲۹۷ و کتاب الاستیعاب صفحہ ۴۴۶ جلد ۲ میں بھی مذکور ہے دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۲)

ایک صحابہ کی فریاد

ایک شخص کسی حاجت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر حضرت خلیفہ توجہ نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی اس شخص کو وہ طریق توسل بتاتے ہیں جو خود رسول اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو بتایا تھا جس میں یہ الفاظ ہیں

اللهم انی اسلک واتوجه اليک نبيک محمد نبی الرحمة يا محمد انی اتوجه بک ان تقضی حاجتی.

اس شخص نے اس پر عمل کیا اور کامیاب رہا یہی عمل آج تک مشائخِ امت میں جاری ہے۔

نعرۂ مجاہدین اسلام

عہد فاروقی ہی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکم حلب کے لشکر جرار سے ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن حمزہ لشکر اسلام کے بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں

يا محمد يا محمد يا نصر الله انزل.

یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ اے نصرتِ الٰہی نزول فرما۔

اور مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا

يامعشر المسلمين اثبتوا انما هی ساعة ويأتی النصر وانتم الاعلون. (فتوح الشام، جلد ۱، صفحہ ۱۵)

اے مسلمانوں ثابت قدم رہو یہی ایک لمحہ ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی غلبہ ہے۔

فائدہ

ابن کثیر نہایہ میں لکھتا ہے کہ غزوات میں یا محمد ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کہنا مسلمانوں کا شعار (علامت) بن گیا۔

منجھدار پہ آکے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

حل لغات

منجھدار، دریا کا بیچ۔ بھنور، نون غنہ جیسے مینہ یہ مونث اور اردو ہے۔ ناؤ مونث ہے لبی سے بیچ سے خالی شے اور کشتی یہاں یہی مراد ہے۔ دے ہاتھ، سہارا دیجئے۔

شرح

یہ بھی اسی استغاثہ کا ایک پہلو ہے کہ ہر مشکل میں ہی امتی کو سہارا ملتا ہے۔ آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب عمل فرمایا اور خوب مشکلیں حل کرائیں۔ ملاحظہ ہو

عن ابن عمر خدرت رجله فقيل له اذكرا حب الناس اليک يزل عنک فصاح يا محمداه فانتشرت. (الادب المفرد)

ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک مفلوج ہوگیا اور بے حس وحرکت ہوگیا کسی نے آپ کو اس کا علاج بتلایا کہ آپ اس شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے فوراً یہ عارضہ جاتا رہے گا۔ آپ نے اسی وقت چلا کر کہا یا محمداہ تو وہ شکایت اور عارضہ جاتا رہا۔ (مدارج النبوت)

اسی لئے امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اہل سنت کو مشورہ دیا

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرت امام نووح شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں مفلوج ہوگیا تو یا محمداہ کہا اور اچھا ہوگیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہے چنانچہ اہلِ مدینہ میں قدیم سے یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آئی ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ مصری نسیم الریاض شرح شفاء میں فرماتے ہیں

هذا مما تعاهده اهل المدينة.

یہی اہلِ مدینہ کی عادت میں شامل ہے۔

یعنی جب مشکل پڑی تو یا محمد ﷺ کا نعرہ لگایا اور ان کی ہر مشکل حل ہوگئی۔

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری

للہ یہ بوجھ اتار آقا

شرح

گناہوں کے بوجھ سے میری پیٹھ ٹوٹی جا رہی ہے خدارا اے میرے آقا کریم ﷺ یہ بوجھ اُتاریئے یعنی زندگی کی مشکلات آسان ہوں۔

حل اشکال

ویسے تو مخالفین کو حضور ﷺ سے کچھ مانگنا شرک محسوس ہوتا ہے اس پر مزید برآں یہ کہ الٹی چال ہوگئی کہ مانگنا اللہ تعالیٰ سے چاہیے پہلے تو کسی کے وسیلہ کی ضرورت ہی نہیں بقول اہل سنت حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا لیکن یہاں حضور ﷺ کا مانگنا اور اللہ تعالیٰ کو جو مقصود بالذات ہے اسے وسیلہ بنانا (توبہ توبہ)

شیئاللہ

شیئاللہ کا مطلب دراصل مخالفین نے یہ اعتراض ''وظیفہ'' یا شیخ عبدالقادر شیئاللہ اُٹھایا تھا اس کے جواب میں علماء و مشائخ اہل سنت نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ درجنوں تصانیف اس موضوع پر شائع ہوئیں فقیر اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے فیض سے یہاں اختصار کے طور پر کچھ عرض کرتا ہے۔

شیئاللہ کا مطلب حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ

شيئا لله بمعنى اعطني اكراماً لله تعالىٰ مماعطاك الله من الفيوض الباطنية.

مجھے وہ شے عطا کرو اس اعزاز و اکرام کی بدولت جو اللہ نے آپ کو فیوضِ باطنیہ سے نوازا ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ

امدوني شيئا اكراماً بالدعاء من الله تعالىٰ

یعنی میری مدد کرو دعا کر کے بوجہ اس اعزاز و اکرام کے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر دعا مستجاب فرمائی ہے۔پہلی وجہ میں التماس ہے کہ بندہ پر القائے فیوضِ باطنی فرمائیں۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں طلبِ دعا ہے اور وہ کوئی شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے۔اس لئے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ محبوبانِ خدا کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔حدیث میں

لایرد القضاء الا الدعاء

تقدیر کو دعا ہی ٹالتی ہے

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے لئے تقدیر مبرم بھی ٹال دیتا ہے سوائے اس کے کہ جس کا وقوع ممتنع ہو۔تفصیل فقیر کی کتاب ''التقدیر فی التدبیر''میں ملاحظہ ہو۔

فائدہ جلیلہ

کسی کو للہ کہہ کر اس سے کچھ مانگنے کی سات وجوہ ہیں چنانچہ علمائے بلاغت لکھتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر شیئاللہ کے معنیٰ صحیح اور اس کی عبارت فصیح ہے اور اس کی یہ وجوہ ہیں۔

(۱)یاشیخ عبدالقادر جیلانی امددنی شیئامملو کاللّٰہ الشی تو امددنی کا مفعول ہے اور للہ کی لام تملیک کی ہے۔

(۲)یاشیخ عبدالقادر جیلانی اطلب بتوسلک شیئا مملوکاً للّٰہ یشئی اطلب کا مفعول ہے اور لام تملیک کی ہے۔

(۳)یاشیخ عبدالقادر جیلانی اعنی بتوسلک شیئا خاصتاًللّٰہ ی اعنی کا مفعول ہے اور لام تخصیص ہے۔

(۴)یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی اطلب حاجتی بتوسلک خالص لوجہ اللہ تعالیٰ الشی محذوف کی خبر ہے اس تقدیر لام بھی بہ تقدیر مضاف تخصیص کے لئے ہے۔

(۵)یاشیخ عبدالقادر اتوسل بک شیئا مملوکاًللہ منسوب ہے بہ نزع خافض تقدیر حذف اور ایصال پر لام تملیک کی ہے۔

(۶)یاشیخ عبدالقادر جیلانی ارید بتوسلک تحصیل شیئ مملوک للّٰہ الشی تقدیر مضاف اور القادر مضاف الیہ اپنے حال پر نادر قلیل جدا اور لام تملیک کے لئے ہے۔

(۷)یاشیخ عبدالقادر جیلانی اعطنی شیئا مملوکاً للہ . الشی اعطنی کا مفعول ہے اور لام تملیک کی ہے۔

مزید ابحاث اور جواز وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کی تحقیق فقیر کے رسالہ "شیئا للّٰہ" کا مطالعہ کیجئے۔ یہاں صرف ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ

اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخِ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر تکفیر ہو سکے نہ تفسیق۔ اگر چہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں (یہ گنگوہی کا اپنا عندیہ ہے اگر یہی روایت مدنظر ہے تو ہزاروں عبادات ترک کرنی پڑیں گی مثلاً حدیث شریف میں ہے "وخیر الذکر الخفی ذکر خفی" ہے) اس حدیث کے مطابق کیا ذکر جہری ترک کر دیا جائے۔

اور کسی مسلمان پر گمان کفر و شرک و فسق کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتا دے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمانِ بد کرنا خود معصیت ہے۔

ان بعض الظن اثم○

لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ (فقط واللہ اعلم)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

نوٹ

یہ فتویٰ مجموعہ فتاویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ ۱۳۳۶ھ میں انجمن نعمانیہ ہند لاہور نے شائع کیا۔ اس میں دیگر علماء کرام مولانا ارشاد احمد راہوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولانا لطیف اللہ دہلوی علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا محمد نعیم لکھنوی، مولانا عین القضاۃ، مولانا محمد مسعود نقشبندی دہلوی کی تصدیقات ہیں۔ ویسے یہ وظیفہ شیئا للہ قدماء مشائخ و علماء میں مروج ہے اس کے جواز پر متقدمین کی متعدد تصانیف ہیں۔

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری تیرا وقار آقا

حل لغات

ہلکا، کم وزن۔ پلہ، ترازو کا پلڑا۔ مرتبہ، درجہ۔ وقار، قدر، منزلت عربی لفظ ہے۔

شرح

اگر چہ میزانِ عمل میں ہماری نیکیاں بہت کم وزن ہیں آپ کی قدر و منزلت اور عزت و عظمت اتنی وزنی ہے کہ آپ کی شفاعت سے ہمارا ہلکا پلڑا ابھی وزنی ہو جائے گا یہاں شفاعت بالوجاہت کی طرف اشارہ ہے۔ اہلِ علم کو معلوم ہے کہ شفاعت کی دس قسمیں ہیں اور وہ تمام سرورِ عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دی بعض کا ظہور دنیا میں ہوا اور ہو رہا ہے اور بعض کا قیامت میں ہوگا ان میں ایک یہی شفاعت بھی ہے۔

حدیث شریف میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے میں قیامت میں اس کے میزان پر کھڑا ہوں گا اگر نیکیاں غالب ہیں تو الحمد للہ ورنہ میں اس کی شفاعت کرونگا۔ (مدراج)

ایک ایسے شخص کا واقعہ خود امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدائق بخشش میں لائیں گے جسے اپنی طرف منسوب کرکے بتائیں گے کہ دوزخ کے کنارے لگنے والے کو واپس کرکے اس کے درود شریف پڑھے ہوئے کو پلڑے میں ڈالیں گے تو اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

شرح

اے آقا کریم ﷺ اگر گناہوں کی وجہ سے ہم مجبور اور بے اختیار ہیں تو کوئی غم نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اختیارِ کلی بخشا ہے ان احادیثِ مبارک کی طرف اشارہ ہے جن سے ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو شفاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ابھی سے کلی اختیار عطا فرمایا ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے صرف اسی موضوع پر ایک مستقل تصنیف لکھی اس میں ثابت فرمایا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو منجانب اللہ ابھی سے اذنِ شفاعت ہو چکا جو بد مذہب وہابی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اب کوئی اذن نہیں قیامت میں بھی عام شفاعت کی اجازت نہ ہوگی اس کے لئے شفاعت ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ خود آپ کو شفیع فرمائے گا اس کے رد میں چند احادیث نقل کرنے سے پہلے حکم فرمایا کہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں نہ یہ بات گول رکھی جیسے ایک بد بخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارے لئے شفیع بنا دے یہ حدیثیں مژدہ جانفزاء دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پشیمان ولرزاں ہے جس طرح ایک کور باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اسے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا اس پر

شرمندہ ہے اور رات دن روتا ہے نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انہیں شفیع المذنبین بنایا اس کی شفاعت ہم جیسے روسیاہوں پر گناہ سیہ کاروں ستم گاروں کے لئے ہے جن کے بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ و عار رکھتا ہے۔

ترسم آلودہ شود دامنِ عصیاں ازمن

مجھے ڈر ہے کہ دامنِ عصیان مجھ سے آلودہ ہو۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

خیرت حین الشفاعة و بین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانهااعم و اکفی اتروتها للمومنین المتقین لا ولکنهاللمذنبین الخطائین.

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لوں یا تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ان گناہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

حدیث نمبر ۲

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع عاصیاں ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی للها لکین من امتی.

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے جن کو گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے میں قربان تیرے

حدیث ۳

ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان و حاکم و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی.

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

حدیث ٤

ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا

شفاعتی لاھل الذنوب من امتی.

میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

وان زنی و ان سرق

اگر چہ زانی ہو اگر چہ چور ہو۔

فرمایا

وان زنی وان سرقی علی رغم خلف ابی الدرداء.

اگر چہ چور ہو بخلاف خواہش ابو درداء کے۔

حدیث نمبر ٥

طبرانی وبیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

انی لاشفع یوم القیامۃ لاکثر نھا علی وجہ الارض من شجر و حجر ومدر.

روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔

حدیث ٦

بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لمن شھدان لاالہ الا اللہ مخلصاً یصدق لسانہ وقلبہ.

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہے۔

حدیث نمبر ٧

احمد طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ

فرماتے ہیں

انها اوسع لهم هى لمن مات ولا يشرك باالله شيئاه.

شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس
سن لو میری پکار آقا

حل لغات

میرے پاس ،میرے قریب۔پکار،ندا،آواز،فریاد۔

شرح

میں اگر چہ بظاہر آپ سے دور ہوں لیکن اے میرے آقا کریم ﷺ خدا داد اختیار سے تو آپ میرے قریب ہیں میری ہر طرح کی امداد فرما سکتے ہیں فلہٰذا توجہ فرمایئے میری فریاد سن لیجئے۔

حاضر وناظر

حاضر وناظر اور آپ کا امتیوں کی پکار سننا اور اس پر مدد فرمانا مشہور مسائل ہیں۔

آپ کا ہر ایک کے قریب ہونا آیت

النبى اولىٰ بالمومنين من انفسهم. (پارہ ۲۱، رکوع ۱)

نبی علیہ السلام اہل ایمان کو ان کی جانوں سے قریب تر ہیں۔

اور اس مسئلہ میں وہ لوگ منکر ہیں جو کمالاتِ رسالت سے بے خبر ہیں ورنہ آپ کے غلاموں میں تو اللہ تعالیٰ نے قدرت واختیار رکھا ہے۔حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان جبرائيل عليه السلام مع ظهور بين يد ى النبى ﷺ فى صورة دحيه كلبى او غيره ولم يفارق سدرة المنتهىٰ. (تنویر الحائک صفحہ ۳۵)

بیشک جبرائیل علیہ السلام باوجودیکہ حضور ﷺ کے سامنے ہوتے بصورۃ دحیہ کلبی لیکن وہ سدرۃ المنتہٰی سے بھی جدا نہ ہوتے۔

یہ جبرئیل علیہ السلام ....دربان ہیں۔

جبرئیل امین خادمِ دربانِ محمد (ﷺ)۔(سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

جبرئیل امین حضور ﷺ کے خادم و دربان ہیں ایسے ہی ان کے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے کون سا اشکال ہے کہ تسلیم کیا

جائے کہ آپ اپنے مرکز مدینہ پاک میں بھی جلوہ گر ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں بھی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فیوض الحرمین صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں

ان الفضاء ممتلی بروحه ﷺ.

تمام فضاء حضور اکرم ﷺ کی روح سے بھری ہوئی ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اشعۃ للمعات کی نقل مولوی صدیق حسن بھوپالی نے بلوغ المرام کی شرح میں لکھی ہے کہ

بعض از عرفا گفته اند که این خطاب بجهت سریان حقیقتِ محمدیه ﷺ است علیه الصلوة السلام درذرائر موجودات و افراد وممکنات پس آنحضرت ﷺ درذوات مصلیان موجودحاضر است.(مسلک الختام صفحہ ۴۶)

یعنی بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب نماز میں حضور ﷺ کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے جو تمام موجودات کے ہر ذرہ تمام ممکنات کے افراد میں ہے پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں۔

یہ کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے جس کو وہابی غیر مقلد اپنا بڑا امام مانتے ہیں اور وہ وہابی دیوبندیوں کا بھی معتمد علیہ ہے یہی صاحب اس مسئلہ کو سمجھا کر پھر تمام نمازیوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس مشہور یعنی حاضر و ناظر کے مسئلہ سے غافل نہ ہوتا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہو۔ شاید کسی کو حاضر و ناظر کے مسئلہ میں شک پڑ جائے تو اس کی دلیل میں ایک شعر بیان فرماتے ہیں

در راه عشق مرحله قرب و بعد نیست

عیاں می بینمت دعامی فرستمت

عشق کے راستے میں قرب و بعد کی منزل نہیں تجھ کو اے نبی کریم ﷺ میں آپ کو ظاہر سامنے دیکھ کر دعا وسلام عرض کر رہا ہوں۔

ملک الموت سے ہر فرد بشر متعارف ہے ان کے متعلق روایت میں ہے کہ عزرائیل علیہ السلام ہر ذی روح کے پاس ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہو

(شرح الصدور صفحہ ۱۷، ۲۳، مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۲۳، ۲۴، فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۳) ان کے الفاظ یہ ہیں

عن ثابت البناتی رضی اللہ تعالیٰ عنه انه قال اللیل و النهار اربع و عشرون لیس منها ساعة تاتی علی

ذی روح الا وملک قائم علیها الموت.

شب وروز کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایسی گھڑی نہیں جس میں ہر ذی روح کے ساتھ ملک الموت موجود نہ ہوتا ہو۔

ملک الموت کے سامنے ساری دنیا ایسے ہے جیسے تھال پر چند دانے حوالہ جات یہ ہیں۔

(شرح الصدور صفحہ ۱۸، تذکرۃ الموتی والقبور)

حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں

الدنیا بین یدی ملک الموت بمنزلة الطست بین یدی الرجل.

دنیا ملک الموت کے آگے ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے سامنے ایک تھال ہو۔

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''تسکین الخواطر عرف دلوں کا چین'' اور ''ملک الموت اور حاضر وناظر'' میں ملاحظہ ہو۔

سوال

جب حضور ﷺ سب کے قریب ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیوں فرمایا کہ میں دور ہوں۔

جواب

یہ دوری حجابانہ کی ہے جو عوام پر ہے اور ایسی دوری قرب کے منافی نہیں۔ اس قسم کی ایک حکایت مولانا رومی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے

ایک شخص کے پاس ہیرا تھا سفر پر روانہ ہوا تو ایک چور بھی رفیق بن گیا۔ چور نے ہیرا اڑانے کا پروگرام بنایا وہ شخص سمجھدار تھا چور سے کہا رات کو آدھی رات تم آرام کرو میں بیدار رہوں پھر میں آرام کروں گا اور تم بیدار رہنا۔ چور نے اسے غنیمت سمجھا کہ آسانی سے ہیرا چرا سکے گا رات کو جب چور سویا تو ہیرا اس کے سامان میں رکھ دیا۔ چور بیدار ہوا اس شخص سے ہیرا تلاش کیا نہ ملا ایسے ہی سفر طے ہوا۔ سفر کے اختتام پر اس شخص سے حقیقت معلوم کی تو اس نے صاف بتادیا کہ اس سے مولونا رومی قدس سرہ نے نتیجہ نکالا کہ دیکھو ہیرا چور کے قریب (پاس) تھا لیکن چونکہ اس سے وہ غافل تھا اس لئے اسے دور ہی کہا جائیگا۔

دور سے سننا

یہ بھی حضور ﷺ کے ادنیٰ کمالات میں سے ہے۔ خود فرماتے ہیں

اسمع ما لا تسمعون. (بخاری شریف)

جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید کی نصِ قطعی ہے کہ انہوں نے کتنی دور چیونٹی کی آواز سن لی اور حضور ﷺ تو ان کے بھی آقا و مولیٰ ہیں۔

قوتِ سماعت

حضور سرورِ عالم ﷺ کے خصائص میں ہے کہ اکثر اژدہام ملائکہ کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی تھی آپ سن لیتے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام حاضر وناظر

حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی سدرۃ المنتہٰی میں ہوتے کہ آپ ان کے بازوؤں کی آواز سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کے لئے اترنے لگتے تو آپ ان کی خوشبو سونگھ لیتے آسمان کے دروازوں کے دروازے کھلنے کی آواز بھی سن لیا کرتے تھے۔

حدیث شریف

دلائل الخیرات شریف میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

اسمع صلوۃ اهل محبتی واعرفهم.

میں اہلِ محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔

دلائل الخیرات کی برکات

دلائل الخیرات شریف ہم اہل اسلام میں ایک بابرکت کتاب ہے جس کے متعلق فقیر مختصراً یہاں کچھ عرض کرتا ہے۔

مصنف دلائل

شیخ زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مولف دلائل الخیرات کی قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندی تبلیغی جماعت کی کتاب (تبلیغی نصاب صفحہ ۷۷۳) اور دلائلِ الخیرات شریف اور مصنف کے حالات اور ان کے علمی وعملی خدمات ہم نے شرح دلائل الخیرات میں لکھ دیئے ہیں۔ ممکن ہے مخالفین ''دلائلِ الخیرات'' کو ایک غیر معتبر کہہ دیں ہم ان کے اکابر کا صرف ایک حوالہ لکھ دیتے ہیں۔

دیوبندی حضرات کے عقائد کا مجموعہ کتاب المہند صفحہ ۱۵ میں ہے کہ ہمارے نزدیک (یعنی دیوبندی علماء کے نزدیک)

حضورﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہے گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا (کہ حضورﷺ نے فرمایا) کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمام علماءِ دیوبند کا فیصلہ ہے کہ دلائل الخیرات کتاب کا پڑھنا موجب اجر وثواب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دلائل الخیرات شریف میں جو مضامین ہیں وہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یقیناً حق ہے۔

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

حل لغات

سا، جیسا۔ غمزدہ، غم کا مارا۔ غمگسار، غمخوار۔

شرح

اے آقا کریمﷺ مجھ جیسا زمانہ بھر میں کوئی غم کا مارا نہ ہوگا اور آپ جیسا بھی کوئی غمخوار نہ ہوا ہوگا فلہذا میری غمخواری فرمائیے۔

حضور سرورِ عالمﷺ کی غمخواری کا کیا کہنا کہ حیوانات تک اپنے دکھڑے پیش کریں تو آپ ان کے بھی دکھ ٹالتے ہیں۔

اُونٹ

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا اور حضورﷺ کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہو گیا (اور کچھ عرض کیا) حضورﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تجھے اپنے سچ کا پھل ملے گا اور جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے گا اس کے باوجود یہ یقینی بات ہے کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی کا منہ دیکھ نہیں سکتا۔ ہم نے عرض کی

یارسول اللہ ﷺ ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا اس کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اسے کھالینا چاہا تھا تو یہ وہاں سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی کے حضور فریاد کررہا ہے ہم بیٹھے ہی تھے کہ اس کے مالک دوڑے ہوئے آئے اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور ﷺ کے سرانور کے پاس آ گیا اور حضور ﷺ کی پناہ پکڑی اس کے مالکوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور ﷺ کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دیکھو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت بُری نالش کی ہے۔ عرض کیا یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا ہے۔ گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ زار جاتے اور اُجاڑے میں گرم مقامات تک کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اس کے لئے یہ شاداب برس آیا تو تم نے اسے ذبح کر کے کھا لینے کا ارادہ کیا ہے۔ وہ بولے یارسول اللہ ﷺ ! خدا کی قسم اسی طرح ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے ایسا نہ ہونا چاہیے۔ عرض کیا اب ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اب میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤ۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی یہ تو ایمان والوں کے دلوں میں ہے۔ پس حضورِ اقدس ﷺ نے وہ اونٹ ان سے سو روپوں میں خرید لیا اور اس سے فرمایا کہ اے اونٹ چلا جا تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ پر اپنی بولی میں کچھ کہا حضور ﷺ نے آمین کہا۔

اس نے دوبارہ کہا حضور ﷺ نے آمین کہی سہ بار پھر اس نے کچھ کہا حضور ﷺ نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار پھر کچھ کہا اس دفعہ حضور ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور یہ کیا کہتا تھا؟ فرمایا اس نے پہلی بار کہا اے نبی اللہ ! اللہ عزوجل حضور ﷺ کو اسلام اور قرآن کی طرف بہتر جزاء عطاء فرمائے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور ﷺ نے میرا خوف دور کیا ہے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا حضور ﷺ کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھے (کہ وہ ان کو مٹا نہ سکیں) جیسا حضور ﷺ نے میرا خون بچایا ہے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت کی سختی ان کے آپس میں نہ رکھے۔

اس پر مجھے گریہ ہوا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے طلب کر چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں لیکن پچھلی دعا کو منع فرمادیا۔ (کنزالعمال)

ھرنی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے کہ آواز آئی یارسول

اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ میں نے توجہ کی تو کوئی نظر نہ آیا میں کچھ دور چلا تو پھر آواز آئی یارسول اللہ ﷺ !یارسول اللہ ﷺ ! فرماتے ہیں کہ میں نے ادھر اُدھر دیکھا تو پھر بھی کوئی نظر نہ آیا پھر آواز آتی چلی گئی یارسول اللہ !یارسول اللہ ! میں اس آواز کی طرف چلتا گیا تو آگے ایک ہرنی کو دیکھا جو مجھے آواز دے رہی تھی وہ ہرنی ایک رسی میں بندھی بیٹھی تھی اور ساتھ ہی ایک اعرابی (دیہاتی) کپڑا اوڑھے دھوپ میں سویا ہوا تھا۔

ہرنی نے مجھ سے عرض کی یارسول اللہ !اس اعرابی نے مجھے شکار کر کے پکڑ لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں جو دودھ کے لئے بھوکے ہونگے اگر حضور مجھے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس آجاؤنگی اور آپ مجھے پھر باندھ دینا آپ نے فرمایا واقعی تو واپس آجائیگی ۔اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ضرور آؤنگی اگر نہ آؤں تو مجھے اللہ تعالیٰ اسی طرح عذاب دے جس طرح ٹیکس لینے والوں کو دیگا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے کھول دیا وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی آپ اسے پھر سے باندھ ہی رہے تھے کہ وہ اعرابی بیدار ہوا اور حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ! کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا ہاں !اس نے عرض کی کہ میں نے اسے شکار کر کے پکڑا ہے آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ اب آپ کی ہوگئی میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

فاطلقها رسول اللہ ﷺ فخرجت تعدو فی الصحرا فرحاً تضرب برجلیها الارض وتقول اشهدان الاالہ الا اللہ واشهدان محمداً رسول اللہ.

تو آنحضرت ﷺ نے اسے کھول دیا وہ خوش ہو کر زمین پر دوڑتی اور کودتی ہوئی یہ کہتی چلی جارہی تھی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(البدایۃ والنہایہ لابن کثیر، جلد ۶، صفحہ ۱۴۷)

گرداب میں پڑگئی ہے کشتی
ڈوبا ڈوبا اتار آقا

حل لغات

گرداب (مذکر) بھنور، گھمن گھیری، پانی کا گول چکر۔

شرح

گناہوں کی وجہ سے میری کشتی عذاب کے بھنور میں پڑگئی ہے اسے آپ ہی پار لگا سکتے ہیں اس لئے ہمیں ہمارے رب تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کا در دکھایا ہے۔ چنانچہ فرمایا

ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤک فاستغفر و الله و استغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحیما.
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

آیتِ عام اور مطلق ہے اور علمِ تفسیر کا مسلم قاعدہ ہے کہ آیت کے مطلق اور عموم کو مطلق اور عموم کو عام رہنے دیا جانا ضروری ہے جب تک اس کے لئے مخصص (آیت یا احادیث صحیحہ) نہ ہو۔ اسی لئے یہ آیت مطلق اور عام ہے کہ امتی مدینہ پاک کا ہے یا عرب وعجم میں کہیں ہو اور وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ہو یا آپ کے وصال شریف کے بعد تا قیامت اور آیت کا مخصص نہ قرآن مجید میں ہے نہ احادیث میں اس قاعدہ پر جو بھی اسے اپنے قیاس سے آیتِ مذکورہ میں مطلب بیان کریگا وہ قرآن کی تحریف کا مرتکب ہوگا۔

نیز لفظ ظلم کا صلہ جب لفظِ نفس ہو تو وہاں ہر سہ اقسام ظلم مراد ہو سکتے ہیں۔

(۱) کفر (۲) کبیرہ (۳) خلافِ اولیٰ

امثلہ بالترتیب

(۱)لعنة الله علی الظالمین

(۲)ان الله لا یحب الظالمین

(۳)ربنا ظلمنا انفسنا

اور حضرت یونس علیہ السلام نے کہا

لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا

رب انی ظلمت نفسی

اور اہلِ بہشت کی ایک قسم کے متعلق فرمایا

فمنهم ظالم النفسه

ان امور کو سامنے رکھ کر اب آیت کو سمجھئے اس آیت میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے مگر قبولِ توبہ کے لئے ایک تیسرے امر گنہگارانِ امت کے لئے استغفار رسول ﷺ کی بھی

ضرورت بیان ہوئی اور حضور ﷺ کا تمام مومنوں کے لئے طلبِ مغفرت کرنا تو ثابت ہی ہے کیونکہ حضور ﷺ کو حکمِ الٰہی یوں ہے

واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات.

اوراے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کی پس اگر باقی دو امر (گنہگاروں کا بغرضِ توسل حاضر خدمت ہونا اور طلبِ مغفرت کرنا) پائے جائیں تو وہ مجموعہ متحقق ہو جائے گا جو موجبِ قبول توبہ رحمت الٰہی ہے۔اس آیت میں واستغفر لهم کا عطف جاؤک پر ہے اس لئے اس کا مقتضاء یہ نہیں کہ استغفارِ رسول ﷺ استغفار عاصیاں کے بعد ہو۔علاوہ ازیں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ حضور ﷺ وصال شریف کے بعد گنہگارانِ امت کے لئے طلبِ مغفرت نہیں فرماتے کیونکہ حضور ﷺ (بلکہ تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) وصال شریف کے بعد بھی زندہ ہیں اور عاصیانِ امت کے لئے طلبِ مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حیاتی خیرلکم تحدثون واحدث لکم ووفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فما رایت من خیر حمدت اللہ علیہ و مارایت من شر استغفرت اللہ لکم.

میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے تم مجھ سے (حلال وحرام) پوچھتے ہو میں تمہیں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں اور میرا وصال بھی تمہارے حق میں بہتر ہے تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے میں اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرونگا اور بُرے اعمال کو دیکھ کر تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرونگا۔

ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے حیاتِ شریف ہی میں عاصیانِ امت کو بشارت دے دی کہ میں وصال شریف کے بعد بھی ان کے لئے استغفار کیا کروں گا اور حضور ﷺ کی کمالِ رحمت سب کو معلوم ہے کہ جو شخص اپنے رب سے طلبِ مغفرت کرتا ہوا حضور ﷺ کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوتا ہے آپ اس کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔اس لئے علماءِ کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور ﷺ کا یہ رتبہ آپ کے وصال شریف سے منقطع نہیں ہوا۔

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ کہ بدی کو عار آقا

حل لغات

کرم، بخشش وعطاء۔ناز (مذکر) لاڈ، چوچلا، نخرہ، پیار، فخر، بھروسہ یہاں فخر مراد ہے۔عار (مونث) شرم وغیرت

یہاں شرم مراد ہے۔

شرح

اے میرے کریم ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب والا شان ہیں کہ بخشش وعطا کو آپ کی نسبت پر فخر و ناز ہے اور میں ایسا گنہگار ہوں کہ برائی کو میرے سے منسوب ہونے پر عار اور شرم ہے کہ ایسے ویسے سے سرزد ہوئی (تواضعاً فرمایا ہے) سچ ہے

من تواضع لله رفع الله درجاته.

جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جتنا اظہار و تواضع فرمایا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند قدر بنایا ہے۔ پہلے مصرعہ میں اس قاعدہ کی طرف اشارہ ہے کہ شے کی قدر و منزلت اضافت پر مبنی ہے۔ جیسی نسبت و یسی عزت یہی وجہ ہے کہ جو شے حضور ﷺ سے منسوب ہوتی گئی وہ اپنی دوسری جنسوں سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہوتی گئی مثلاً آل النبی جملہ آل الانبیاء سے افضل، اصحابِ الرسول جملہ اصحابِ الرسل سے افضل یہاں تک " أُمة من حيث الامة" جملہ امم سے افضل جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

كنتم خير امة اخرجت للناس.

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

دوسرے مصرعہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنا نام لے کر وہی مطلب واضح فرمایا کہ امتی کتنا ہی نا اہل کیوں نہ ہو لیکن آپ کی نسبت سے اسے وہ مرتبہ نصیب ہوا کہ کل قیامت میں تمام امتیں رشک کریں گی مثلاً حضور ﷺ کے صدقے ستر ہزار بہشت میں داخل ہونگے پھر اس میں ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ستر ہزار ہونگے جو کہ وہ بھی بغیر حساب بہشت میں جائیں گے گویا چار ارب نوے کروڑ ستر ہزار بلا حساب بہشت میں داخل ہونگے علاوہ ازیں جب درِ شفاعت کھلے گا پھر تو منظر دیدنی ہوگا کہ تمام امتیں رشک کر رہی ہونگی کہ حبیبِ خدا کی امت کے کیسے نصیب۔

(البدور السافر، للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا

دے دے ایسی بہار آقا

حل لغات

منہ نہ پڑے، ہمت نہ کرے،حوصلہ نہ ہو۔خزاں (مونث) پت جھڑ کا موسم، بے رونقی، بروالی۔

شرح

اے میرے مالک ﷺ مجھے عملِ صالح سے کچھ ایسی دائی وابدی بہار عطا فرما کہ پھر ہمیشہ کے لئے خزاں کو میرے پاس آنے کا حوصلہ نہ ہو۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے حسنِ طلب کی بہترین مثال قائم فرمائی ہے وہ یہ کہ حضور سرورِ عالم ﷺ دائی نگاۂ کرم نصیب ہو اس لئے کہ صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے ایک قاعدہ تحریر فرمایا ہے کہ جسے نگاۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دائی نصیب ہو اس سے گناہ نہیں ہوتا۔گناہ انسان سے تب ہوتا ہے جب نگاۂ نبی ﷺ ہٹ جائے یہاں تک کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی جب ان سے روحِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے توجہ ہٹائی۔(روح البیان عربی، جلد ۹، صفحہ ۱۸، اُردو جلد ۲۶، صفحہ ۲۳۰)

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

شرح

اس شعر میں امامِ اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ عوام وخواص کو آگاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ وہ ہیں کہ جن کی مرضی خدا تعالیٰ نے کبھی نہیں ٹالی وہی کرتا ہے جو اس کا محبوب کریم ﷺ چاہتا ہے مثلاً حضور سرورِ عالم ﷺ مدینہ طیبہ پہنچ کر بیت المقدس کو منہ کرکے نماز پڑھنے لگے اس کے بعد آپ کی خواہش ہوئی کہ قبلہ ابراہیمی یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت ہو تو اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آیت لائے۔

فالنولینک قبلۃ ترضھا (پارہ ۲)

تو پھر ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

اور فرمایا

ولسوف یعطیک ربک فترضی (پارہ ۳۰)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

یعنی قیامت میں آپ جیسے چاہیں گے ویسے ہی ہوگا۔

حدیث مشاورۃ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا فصل بهم فقلت ماشئت یارب هم خلقک وعبادک فاستشارنی الثانیة فقلت له کذلک فاستشارنی الثالثة فقلت له کذلک فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یااحمد و بشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفاً لیس علیهم حساب ثم ارسل الی ادع تحب وسل تعط فقلت لرسوله او معطی ربی سولی قال ماارسل الیک و الالیعطیک.

(الحدیث احمد وابن عساکر عن حذیفۃ، کنز العمال جلد ششم، صفحہ ۲۱۲ حدیث ۱۷۳۵، خصائص کبریٰ جلد دوم ۲۰۱ اخرج احمد وابوبکر الشافعی فی الغیلانیات وابونعیم وابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان ومسند امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳)

بے شک میرے ربِ کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کروہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کیا پھر میرے ربِ کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (ﷺ) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے رسوا نہ کرونگا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل ہونگے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائیگی اور مانگ تجھے دیا جائیگا۔ میں نے اپنے ربِ کریم کے قاصد سے کہا کہ میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے
۔

آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اور اپنی اُمت کے بہت سے فضائل و محامد بیان فرمائے ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

حل لغات

ملکِ خدا، جملہ ہژدہ ہزار عالم یا اس سے کم و بیش۔ کامگار، خوش نصیب، کامیاب، فتح مند، بامراد۔

شرح

حضور پاک ﷺ ہمارے آقا ومولیٰ بامراد ہیں جن کا ہر شرہ دہ ہزار عالم یعنی خدا کی تمام خدائی پر بعطائے الٰہی و باذنہٖ قبضہ و اختیار ہے۔ یہ مسئلہ اختیار و تصرف اختلافی ہے ہمارے علماء و مشائخ نے اس موضوع پر متعدد تصانیف لکھی ہیں مثلاً امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے سلطنۃ المصطفیٰ، الامن والعلی اور منیۃ اللبیب اور مفتی احمد یار خان گجراتی مرحوم نے سلطنتِ مصطفیٰ اور فقیر کی دو تصنفیں ہیں اختیار الکل المختار الکل اور التصرفات فی اختیار صاحب المعجز ات والکرامات۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں

(۱) ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک سپید ابر نے آپ کو ڈھانپ لیا اور میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا آپ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔

بخ بخ محمد ﷺ علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھل اللہ الا دخل فی قبضہ. (دلائل)

واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو حضور کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

فائدہ

منادی پکارتا ہے کہ زمین و آسمان کی مخلوق پر حضور ﷺ نے قبضہ کر لیا۔ مخلوق زمین و آسمان کی اگر تفصیل کی جائے تو عمر ختم ہو جائے اور صرف زمین کی مخلوق گنتی و شمار میں نہ آئے۔

اجمالی طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ زمین کی مخلوق حیوانات، جمادات وحوش وطیور جن وانسان ہیں اور ان سب پر حضور سرورِ عالم ﷺ کی حکومت و سلطنت ہے۔

انتباہ

اس میں شک وشبہ ہو تو کیوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا

واذ ربک للملائکۃ ان جاعل فی الارض خلیفۃ

اور اس کی تفصیل پہلے بارہا گزری ہے۔

(۲) امام احمد و ابن حبان و۔۔۔۔۔۔ و ابو نعیم بسند صحیح حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اتیت مفاتیح الدنیا علی فرس ابلق جاء نی بھا جبرائیل علیہ السلام علیہ قطفۃ من سندس.

(جواہر البیان جلد ۱ صفحہ ۳۹۶)

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں جبرائیل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر میری خدمت میں آئے اس پر خوبصورت زین پوش پڑا تھا۔

(۳) نبی پاک ﷺ نے فرمایا

بینا انا نائم اتیت مفاتیح الارض فوضعت فی یدی. (رواہ البخاری جلد ا صفحہ ۴۱۸)

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

فائدہ

یاد رہے کہ نبی علیہ السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ یہ مخالفین کو بھی مسلم ہے اس لئے جو کچھ حضور سرورِ عالم ﷺ کو خواب میں عطا ہوا وہ حقیقتاً عطا ہوا۔

دیکھنی ہے حشر میں

یہ منظر تو قیامت میں سب کے سامنے آجائے گا جب اللہ تعالیٰ سب کے روبرو حضور سرورِ عالم ﷺ کو جنت کی چابیاں عطا فرمائے گا چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا مدارج شریف میں ہے

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اور اپرورد یگارے یمین عرش و درروایتے برعرش و در رویتے بر کسی ومی سپارو بوے کلید جنت۔

سویا کئے نابکار بندے

رویا کئے زار زار آقا

حل لغات

نابکار، نالائق، نکمے۔ رویا کئے زار زار، بہت زیادہ روتے۔

شرح

نکمے غلام (اُمتی) تو راتوں کو میٹھی نیند سوتے رہیں اور وہ سب کا آقا و مولیٰ اور حبیبِ کردگار ساری ساری رات امت کے غم میں روئیں اور خوب روئیں بھلا ایسا شفیق اور رؤف و رحیم آقا کہیں دیکھا گیا ہے۔

سوال

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور ﷺ کے سوا تمام لوگوں کو نکمے نابکار کہہ دیا۔ اس میں انبیاء علیہم السلام داخل نہ سہی لیکن صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور آپ کی امت کے اغواث و اقطاب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو داخل ہیں یہ بے ادبی اور گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مراد عوام امتی ہیں اگر مذکورہ بالا حضرات شامل ہوں تو مراد یہ ہوگی کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کی بانسبت نکمے ہیں اس لئے کہ انبیاء و رسل بھی خود کو حضور ﷺ کے آگے بہت کم مرتبہ کا اظہار فرماتے۔

لیکن حق یہ ہے یہاں نکمے بندے عام مراد ہیں اس لئے کہ خواص تو حضور سرورِ عالم ﷺ کے نقشِ قدم پر خوب چلے اور شبِ بیداری اور عبادت گزاری میں انہوں نے کوئی کمی نہیں کی۔

آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرتِ قیامِ شب کے سبب سے آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ گیا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ آپ یہ تکلیف و محنت کیوں اُٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب تو اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی کیا میں اس بات کا شکر نہ کروں کہ میں بخشا گیا۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے۔ (ابن ماجہ)

وہ آیت یہ ہے

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکم.

لطیفہ

ادھر عبادت کا یہ حال تھا ادھر منافقین کو اپنی کثرتِ عبادت پر ناز تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ کو بھی کوتاہ عبادت تصور کرتے تھے چنانچہ ایک منافق کا واقعہ ملاحظہ ہو

عن انس قال کان فینا شاب ذوعبادۃ وزھد واجتھاد فسمعناہ لرسول اللہ ﷺ فلم یعرفہ ووصفناہ بصفۃ فلم یعرفہ بینما نحن کذالک اذاقبل فقلنا یارسول اللہ ھو ھذا فقال انی لاری علی وجھہ سفعۃ من الشیطان فجاء فسلم فقال لہ رسول اللہ ﷺ اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال لھم نعم ثم ولی فدخل المسجد فقال رسول اللہ ﷺ و سلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر انا ندخل فاذا ھو قائم یصلی فقال ابوبکر کیف اقتل رجلا رھو یصلی وقد نھانا النبی ﷺ وسلم عن قتل المصلین فقال رسول اللہ ﷺ من یقتل الرجل فقال عمر انا یارسول اللہ ﷺ فدخل المسجد فاذاھو ساجد فقال مثل ماقال ابوبکر وارادلا رجعن فقد رجع من ھو خیر منی فقال رسول اللہ ﷺ

معه یا عمر فذکر له فقال رسول اللهﷺ من یقتل الرجل فقال علی انا فقال ان ت تقتله ان وجدته فدخلا مسجد فوجده قدخرج فقال اماو الله لوقتله لکان اولهم واخرهم ولما اختلف فی امتی اثنان

اخرجه ابن ابی شیبه.

(ابریز شریف صفحہ ۲۷۷، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۵۵ مطبوعہ قدیم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد نوجوان تھا ہم نے ایک دن حضورﷺ سے اس کا تذکرہ کیا حضورﷺ اسے نہیں جان سکے پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے جب بھی حضورﷺ اسے نہیں پہچان سکے یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آ گیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضورﷺ کے خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ حضورﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کے دھبے دیکھتا ہوں اتنے میں وہ حضورﷺ کے قریب آیا اور سلام کیا حضورﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا ہاں۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا حضورﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت ابوبکر نے جواب دیا میں اس ارادہ سے وہ مسجد کے اندر گئے تو اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر واپس لوٹ آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جب کہ حضورﷺ نے نمازی کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر حضورﷺ نے آواز دی کون اسے قتل کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں جب وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت نوجوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح واپس لوٹ آئے پھر حضورﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں حضورﷺ نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے جملہ فتنہ پروازوں میں یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری امت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہ لڑتے۔

فائدہ

اس حدیث شریف پر بہترین تبصرہ فقیر کی کتاب ''وہابی دیوبندی نشانی'' میں پڑھئے اور یہاں پر ہمارا مقصد یہ ہے کہ منافق کو اپنی عبادت پر اتنا ناز تھا کہ مجلس میں حضورﷺ سمیت سب کو دیکھ کر تحقیر کی جس کا اس نے خود اقرار کیا جب اس سے حضورﷺ نے پوچھا ''اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک'' کوئی اس سے اچھا نہیں اس نے کہا ''اللھم نعم'' بے شک ایسے ہی ہے یا رسول اللہ ہمارے دور کے بے ادب لوگوں کا حال ایسے منافقوں سے کچھ کم

نہیں۔مولوی قاسم نانوتوی سابق مہتمم دیوبند نے تو صاف لکھ دیا کہ امتی کبھی عمل میں اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

لطیفہ

یہ گستاخانہ عبارت تحذیر الناس میں ہے اس پر عذر گناہ بدتر از گناہ یہ کہ بجائے غلطی کے احساس کہ اس کے جوابات کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ اس میں نانوتوی صاحب نے بظاہر کی قید لگائی ہے تو بظاہر دیکھا جائے تو بہت سے امتی بہت سے اعمال میں حضور ﷺ سے بڑھ جاتے مثلاً ایک امتی ساری رات ذکر الٰہی میں مصروف ہے اور آپ نیند فرما رہے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن ایسے بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ نبی علیہ السلام کا نیند میں ہونا یا دوسرے امور میں مصروف ہونا امتی کی لاکھوں عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ہر عمل شریعت بنتا ہے اور شریعت سازی ایک ایسا عمل ہے کہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے کے نصیب کہاں بقول ان کے بظاہر کی قید تسلیم کر لی جائے تو پھر بے ادبی ہے مثلاً حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ عمر میں بڑے ہیں یا حضور ﷺ ۔ جواب دیا بڑے تو حضور (ﷺ) ہیں لیکن میں آپ سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔ (شفاء شریف)

بتایئے حضرت عباس کہہ دیتے کہ میں بڑا ہوں تو بظاہر تو ٹھیک ہے لیکن چونکہ آپ سے بڑا کہنا بے ادبی ہے اس لئے آپ نے جواب میں ادب کو ملحوظ رکھا۔

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں
دنیا کے یہ تاجدار آقا

حل لغات

کیا بھول، کتنی بڑی غلطی ۔ان کے ہوتے، حضور ﷺ کی موجودگی میں۔

شرح

کتنی بڑی غلطی ہے کہ شہنشاہ کائنات کی موجودگی میں دنیا کا کوئی بادشاہ خود کو آقا کہلائے اس لئے کہ بڑے سے بڑا بھی حضور نبی پاک ﷺ کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے ہے۔

ملکوت میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام ادنیٰ خادم و دربان حضور ﷺ ہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام بھی حضور ﷺ کو اپنا آقا و مولیٰ مانتے جانتے ہیں آپ کی عزت وقدر و منزل کے آگے خود کو خدام کی حیثیت بتاتے۔ یہ منظر شبِ معراج خوب ہوا کہ جونہی حضور سرورِ عالم ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو سب کے سب صف بستہ نیازمندانہ صورت میں کھڑے تھے اور پھر جس کیفیت سے آپ سے ملاقات کی اور جو نیازمندی الوداع کے وقت دکھلائی اور قیامت میں خصوصیت سے اس کا ظہور ہو گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مجلس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا ذکر کر رہے تھے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسے تھے جیسے تم کہہ رہے تھے مگر سنو میں کون ہوں

انا حبیب الله و الا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر.

(رواہ الترمذی وابونعیم والدارمی، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۶)

میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ کوئی بڑائی نہیں اور اس میں فخر نہیں کل قیامت میں حمد کا علم میرے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اس کے علاوہ سب اس کے نیچے ہوں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں فخر نہیں کہ کل قیامت میں میں سب کا سردار ہونگا اور اس دن ہر ایک میرے ہی پرچم تلے جمع ہوگا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی)

محشر میں اذانِ بلال

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواہر البحار جلد اول میں طویل حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت بلال جنتی ناقہ پر سوار ہونگے اور اس کی پشت پر اذان دیں گے پھر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں "اشهدان محمد رسول الله" سنیں گے تو سبھی پکار اُٹھیں گے اس پر ہم گواہ ہیں۔

ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں
ایسے ایسے ہزار آقا

حل لغات

مٹ جائیں، قربان نچھاور ہوجائیں۔

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ کے ادنیٰ گداؤں کا یہ حال ہے کہ ان کے آگے بڑے بڑے جابر سلطان دم نہیں مار سکے بلکہ ہزاروں دنیوی بادشاہ ان پہ قربان اس کا آج بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے بہت بڑی قدآور شخصیات کو گنبد خضراء کے دربان بھیڑ بکریوں کی طرح ہٹاتے چلاتے ہیں تو کسی کی کیا مجال کہ ان کے آگے دم مارے۔

شاھانِ اسلام

بہت بڑے نامور بادشاہوں کے واقعات تاریخ میں ثبت ہیں کہ انہیں زائد حضور نبی پاک ﷺ کا نام سنتے ہی ان کی گردنیں جھک گئیں مثلاً سلطان محمود غزنوی، اورنگزیب، ہارون الرشید وغیرہ وغیرہ کے حالات شاہد ہیں۔

ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وزیر ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا ایک مرتبہ سلطان کو طہارت کی ضرورت ہوئی تو آواز دی کہ ایاز کا بیٹا پانی لائے۔ ایاز نے بھی سن لیا اور پریشان ہو کر کہا معلوم نہیں میرے بیٹے سے کیا خطا ہوئی کہ سلطان نے اس کے نام کے بجائے ایاز کا بیٹا کہہ کر یاد فرمایا۔ وضو کے بعد سلطان نے ایاز کو پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی تو ایاز نے کہا آپ نے میرے بیٹے کا نام نہیں لیا اسی وجہ سے پریشانی ہوئی کہ شاید اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ سلطان نے تبسم فرما کر کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ کے بیٹے کا نام میں نے اس لئے نہیں لیا کہ میرا وضو نہ تھا اور بے وضو یہ نام زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس ہوئی اس لئے ایاز کا بیٹا کہہ کر پکارا۔

(روح البیان، پارہ ۲۲، تحت آیہ صلوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

سلطان محمود کا دستور العمل

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ اہلِ دربار کو فرمایا کہ جو شخص یہ درود پاک پڑھے ایسا ہے کہ گویا اس نے دس ہزار بار درود پاک پڑھا ہے لہٰذا میں تین مرتبہ اول شب میں اور تین آخر شب میں اُٹھ کر یہ درود شریف پڑھتا ہوں اور اس طرح ساٹھ ہزار کی تعداد شمار کرتا ہوں۔ درود شریف یہ ہے

اللھم صل علی سیدنا محمد مااختلف الموں وتعاقب الصران وکر الجلیدان واستقل فرقدان وبلغ روحه وارواح اهل بیته مناالتحیة والسلام وبارک وسلم علیه کثیرا.

(روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

انعام و نگاۂ عنایت

سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عشقِ رسالت و تعظیمِ مصطفوی کے باعث بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھی اس پر خصوصی عنایت تھی چنانچہ ایک شخص دیدارِ نبوی ﷺ سے خواب میں مشرف ہوا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہزار درہم مجھ پر قرض ہے ادا کرنے کی توفیق نہیں ڈرتا ہوں کہ قرض دیئے بغیر کہیں موت نہ آجائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا محمود کے پاس جاؤ اور اس سے رقم لے کر اپنا قرض ادا کرو عرض کیا یا سید البشر ﷺ شاید وہ میری بات کا اعتبار نہ کریں اور نشانی طلب کریں۔ حضور صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ وہ تیس ہزار مرتبہ درود پاک اول شب اور تیس ہزار آخر شب بیدار ہو کر پڑھتے تھے چنانچہ جب اس شخص نے سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہو کر یہ مبارک خواب سنایا تو محمود پر رقت طاری ہوئی اور انہوں نے ہزار درہم قرض اتارنے کے علاوہ مزید ہزار درہم اس شخص کو دیا اور حاضرین کے پوچھنے پر فرمایا

کہ اس خواب سے علماء کے اس بیان کی تصدیق ہوگئی ہے کہ واقعہ مذکورہ درود شریف ایک بار پڑھنا دس ہزار کے برابر ہے ۔(روح البیان وغیرہ)

بے ابر کرم کے میرے دھبے
لاتغسلھا البحار

حل لغات

دھبے، داغ۔ لاتغسلھا البحار ،جنہیں سمندر نہ دھوئیں۔

شرح

اے میرے آقا ﷺ آپ کے ابر کرم کے بغیر میرے گناہوں کے دھبوں کو سمندر نہ دھو سکیں گے۔

یہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی کسر نفی و تواضع ہے اور ایسا طریقہ ہر محبوبِ خدا کا رہا کہ خود جملہ عالم سے حقیر تر سمجھے اگر چہ آپ نے اپنا نام لیا لیکن اس سے مراد ہر مجرم و خطا کار ہے اور ظاہر ہے کہ گناہوں کے دھبے پانیوں سے نہیں نگاہوں سے دھلتے ہیں اور یہاں دھل جانے سے نجاتِ کاملہ مراد ہے کہ جونہی نگاہ مصطفیٰ ﷺ اُٹھے گی تو بے شمار گناہگاروں کے بیڑے پار ہو جائیں گے جیسے باب الشفاعۃ میں تفصیل گزری ہے۔

اتنی رحمت رضا پہ کرلو
لایقربو البوار آقا

حل لغات

لایقربو البوار، ہلاکت اس کے پاس نہ آئے۔

شرح

اے میرے آقا ﷺ ذرا سی رحمت احمد رضا پر بھی فرمائیے کہ دارین میں مصائبِ آلام اس کے قریب بھی نہ آئیں۔

یہ دونوں اشعار قطعہ بند ہیں جن کا خلاصہ یہ ہوا کہ بندہ کتنا ہی گناہ گار ہو اور اس کے گناہ سمندروں کے پانی سے پاک نہ ہو سکیں ان کی بخشش کا واحد حل ہے نگاہ مصطفیٰ ﷺ جس پر پڑ گئی وہ نہ صرف دنیا بلکہ اخروی مصائب و آلام سے بھی نجات پا گیا سیدنا آدم علیہ السلام کی لغزش کا حال سب کو معلوم ہے اور صدیوں گریہ وزاری کی اور آنسو بہائے لیکن جب تک نہ کہا

یارب اسئلک بحق محمد ﷺ لما غفرت لی.

اے میرے رب میں تجھ سے رسول اللہ محمد ﷺ کے طفیل سے سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف فرما دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اُٹھایا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو تیرے نزدیک احب الخلق ہیں چونکہ تم نے اس کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (حاکم، طبرانی)

یہودیوں کی مشکل حل

قرآن مجید میں ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں حضور انور ﷺ ہی کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے

وکانوا من یستفتحرون علی الذین کفروا. (سورۂ بقرہ)

اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

فائدہ

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں عطاء و ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و نضیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے اور فتح پایا کرتے تھے۔

اللھم انا نستنصرک بحق النبی الامی ان تنصرنا علیھم (تفسیر درمنثور للسیوطی وغیرہ وغیرہ)

خدایا! ہم تجھ سے بحق نبی امی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔

عقائد و معمولاتِ صحابہ

جو کچھ امام احمد رضا نے کہا وہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلبِ دعا، طلبِ شفاعت بروزِ قیامت یا طلبِ دعائے مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں اگر زیادہ مطلوب ہوں تو شفاعت کا منظر دیکھئے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سالت النبی ﷺ ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل فقلت

یارسول اللہ فاین اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عندالحوض فانی لا اخطی ھذہ الثلث المواطن . (رواہ الترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمادیجئے فرمایا میں کردونگا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈو میں نے عرض کیا اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں فرمایا تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان مقامات کو نہیں چھوڑوگا۔

نعت شریف

محمد ﷺ مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ اندازِ وحدت کا

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ حق کی شانِ عزت کے کامل مظہر ہیں اندازِ وحدت اس کثرت میں نظر آتے ہیں۔حدیث قدسی میں ہے

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعراف. (الحدیث)

میں ایک مخفی خزانہ تھا چاہا کہ پہچانا جاؤ۔

کنت کنز امخفیاً کا راز تابش کھل گیا جب جہاں میں سرورِ دنیاودیں پیدا ہوئے۔

اسی اظہارِ ارادہ پر مخلوق پیدا فرمائی اسی تخلیقِ اول کا نام ہے محمد (ﷺ) اور آپ ہی ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ کامل ہیں اس کے بعد کے تعینات آپ کا جلوہ یہ مسئلہ تصوف ہے اس کے سمجھنے کے لئے مراتب ذہن نشین فرمالیں۔

(۱) احدیت اسے مرتبہ لابشرط شے کہا جاتا ہے۔

(۲) وحدت اسے مرتبہ بشرط لاشے کہتے ہیں یہ تعین اول ہے۔

(۳) واحدیت اس میں ظہور بالتفصیل ہے اسے مرتبہ بشرط شے کہا جاتا ہے۔

مرتبہ وحداور واحدیت کے درمیان برزخ ہے جسے حقیقتِ محمدیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔اسی کا اشارہ فرمایا

وما رميت اذ رميت الله رمی

اور

ان الذین یبابا یعونک انما یبایعون الله

اور صحیح بخاری میں

من رانی فقدرای الحق

اور فرمایا

من الله وقت لایسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل

یہ اس معنی پر حضور سرورِ عالم ﷺ کی حقیقت مرتبہ وحدت اور مرتبہ واحدیت کے مابین واسطہ ہے اس لئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتبہ اول کے اعتبار سے مظہرِ کامل اور مرتبہ ثالث کے اعتبار سے آپ میں کثرت ہے اور اسی میں اندازِ وحدت ہے۔

اثباتِ اولیتِ حبیب خدا ﷺ

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ حضور ﷺ کو مظہرِ کامل ہونے کا انکار کریں تو ان کی شوم بختی ہے جب کہ ذرہ ذرہ اسی کا مظہر ان کو بھی تسلیم ہے اور آپ کو جملہ عالم سے اول ماننا بھی زیادہ تاویل ہے ورنہ یہ تو عقل کو بھی تسلیم ہے کہ ہر سلسلہ کی جانب ماضی میں چلتے چلتے ایک حد ایسی ضرور نکلتی ہے جس سے اس سلسلہ کی ابتداء ہوتی ہے اس حد کو اس سلسلہ کا مبداء کہتے ہیں جیسے سلسلہ توالد و تناسل بشری کی جانب ماضی میں ایک حد ضرور ہے جس سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوئی اور یہ سلسلہ بشریت اسی ایک ذات سے شروع ہوا ہے اور وہ ہیں سیدنا آدم (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) پھر اس سے آگے بڑھئے کہ بشریت سے پہلے کی مخلوق کا مبداء کون ہے اسلام نے اسی اول مخلوق کا نام نورِ محمد (ﷺ) بتایا ہے۔ سیرۃ کے محققین نے اس نور کو حقیقۃ الحقائق جیسی عالی رب العالم اصل مخلوقات مبداء موجودات کے مختلف القاب سے یاد کیا ہے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی)

مظهر ذات و صفات

اہلِ علم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنی ذات و صفاتِ قدیم کے ساتھ حادث مخلوق کے رابطہ قائم رکھنے کے لئے ایک ایسی ہستی اور پیدا فرمائی جو اس کی تجلیاتِ ذات و صفات کی مظہر اتم ہو اور وہ ہستی ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں اسی معنی پر تمام مخلوق اللہ تعالیٰ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے واسطہ کے بغیر فیضیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ

شفاء شریف جلد ا صفحہ ۱۸ میں ہے

فاقام بینهم وبینه مخلوقاً من ....فی الصورة والبسه من نعته الرافة والرحمة واخرجه الی الخلق سفیر صادقاً وجعل طاعة وموافقة قال الله من یطع الرسول فقد اطاع الله.

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان ایک ایسی مخلوق مقرر فرمائی جو صورت میں ان کی جنس ہو اور اپنے صفات رافت و رحمت کا اسے لباس پہنایا اور اسے مخلوق کی طرف سچا سفیر بنا کر بھیجا اور اس کی موافقت کو اپنی موافقت کہا اور فرمایا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

مظہر کامل واکمل

حضور سرورِ عالم ﷺ ذات وصفات کے مظہر کامل ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولقد نبیک سبعا من المثانی.

یعنی ہم نے آپ کو سات ذاتی صفات عنایت فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات یہ ہیں

(۱) سمع (۲) بصر (۳) کلام (۴) حیاۃ (۵) علم (۶) ارادہ (۷) قدرۃ۔ (من المثانی) یعنی الثانی کی خصوصیت ہے۔ اس سے مظہر ذاتی وصفاتی مراد ہے یعنی مظہریت ذاتی وصفاتی جو صرف حضرتِ انسان کو نصیب ہوتی ہے وہ آپ کو ہم نے عنایت فرمائی۔

یاد رہے کہ مظہریت ذاتی وصفائی انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوتی اور نہ ہوگی اگر چہ ملائکہ نوری مخلوق ہیں لیکن وہ بھی اس دولت سے محروم ہیں اس سے "وعلم آدم الاسماء کلھا" کا بھید کھلا کہ آدم علیہ السلام اسی مظہریت ذاتی وصفاتی سے مسجودِ ملائکہ ٹھہرے اسماء میں بعض اسماء ذاتی تھے اور وہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے ملائکہ ان سے بے خبر تھے وہ اسی لئے کہ آدم علیہ السلام اسماءِ ذاتی کے ذاتی وصفاتی مظہر تھے انہیں بتائے گئے اور ملائکہ مظہر نہیں تھے اسی لئے انہیں بے خبر رکھا گیا تھا ہاں ملائکہ بعض صفات کے مظہر ہیں لیکن وہ بی اسی طرح نہیں جیسے آدم علیہ السلام تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا

ثم عرضهم علی الملائکة فقال انبئونی باسماء هولاء ان کنتم صادقین.

پھر .... نے ان اسماء کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا مجھے ان اسماء کی خبر دو اگر تم سچے ہو۔

چونکہ ملائکہ کرام بعض صفات کا مظہر تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر فرشتوں نے عرض کیا

لاعلم لنا الا ما علمتنا. (الایۃ)

ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے کہ تو نے ہمیں سیکھایا۔

یہی ہے اصل علم مادہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحد ت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

حل لغات

مادہ،جڑ،بنیاد۔ برپا،قائم۔عجب،انوکھا۔ہنگامہ،شوروغل۔

شرح

یہ شعراول کی تفصیل ہے یعنی آپ ﷺ تمام مخلوق کی تخلیق کا مادہ اوراصل ہیں آپ کی ذات وحدت کا مظہر ہیں اس لئے اس وحدت کی کثرت کا عجیب ہنگامہ آپ سے قائم ہے حدیث مشہوراول

ماخلق اللہ نوری و جمیع الخلق کلھم من نوری

کی طرف اشارہ ہے۔

اس حدیث کی صحت کا مخالفین نے انکار کیا فقیر نے دلائل سے ثابت کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس رسالہ کا نام ہے

"التنقیح الفروری فی توثیق حدیث اول ما خلق اللہ نوری "

اول ما خلق اللہ نوری

سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے جو شئے پیدا فرمائی وہ میرا نورتھا

حوالہ جات تفسیر نیشاپوری جلد ۸ صفحہ ۵۵،تفسیر عرائس البیان جلد ا صفحہ ۲۳۸،تفسیر روح البیان جلد ا صفحہ ۵۴۸،زرقانی شریف جلد ا صفحہ ۴۷،مدارج النبوت فارسی جلد ۲ صفحہ ۲،جواہر البحار۔اس حدیث کو مخالفین کے اکابرین نے بھی تسلیم کیا۔چند حوالے حاضر ہیں

مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اس کو حدیث شریف تسلیم کرتے ہوئے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۶، ۱۶ اپریل ۱۹۰۹ء میں درج کیا ہے۔دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کو حدیثِ رسول ﷺ تسلیم کیا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹ مطبوعہ دہلی)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی اس حدیث شریف کو قصیدہ امالی کی شرح کے صفحہ ۳۵ پر درج فرمایا ہے اور

شرح قصیدہ امالی ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابراہیم میر سیالکوٹی کے نزدیک بھی مستند کتاب ہے کیونکہ میر سیالکوٹی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''شہادۃ القرآن'' کے صفحہ ۸۹ جلد ا پر مرزائیوں کی تردید میں شرح قصیدہ امالی کا حوالہ درج کیا ہے۔

دیوبندیوں کے مولوی ذوالفقار علی صاحب نے بھی عطر الوردہ صفحہ ۲۴ میں یہ حدیث درج کی ہے اور حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا اس حدیث کی تفسیر ہیں جس میں وارد ہے کہ امام عبدالرزاق نے سند صحیح سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک روز حضور ﷺ سے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ بتائیں کہ وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا آقائے کائنات، شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر فرماتا رہا اُس وقت نہ لوح وقلم تھا نہ بہشت ودوزخ تھی نہ فرشتے تھے نہ زمین وآسمان تھا نہ چاند وسورج تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اس نور میں شعاعیں درشعاعیں بڑھتی گئیں اور وہ مزید شعاعوں میں تقسیم ہوتی گئیں یعنی پہلے نور کے چار حصے کئے گئے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش چوتھے کے چار حصے کئے وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ کائنات کا وجود ظاہر ہوگیا ۔(الحدیث) یہ حدیث طویل ہے بقدرِ ضرورت نقل کی گئی ہے

سلف صالحین کی تصریحات

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے عقیدہ کی توثیق سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے ملاحظہ ہو۔

(ا) علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اعلم ان اللہ تعالیٰ بعث النبی ﷺ نور یبین حقیقۃ حظ الانسان من اللہ تعالیٰ وانہ تعالیٰ سمی نفسہ نور ا بقولہ تعالیٰ اللہ نورالسموت والارض لانہما کانا مخفیتین فی ظلمۃ العدم فاللہ تعالیٰ اظھر ھما بالایجاذ وسمی الرسول نورالان اول شی ظھرہ الحق بنور قدرتہ من ظلمۃ العدم کان نور محمد ﷺ کما قال اول ماخلق اللہ نوری ثم خلق العالم بما فیہ من نورہ بعضہ من بعض فلما ظھرت الموجودات من وجود نورہ سماہ نورا وکل ماکان اقرب الی الاختراع اولی باسم النور کما ان علم الارواح اقرب الی اختراع من عالم الاجسام فلذالک سمی عالما لانور والعلویات نور انیا بالنسبۃ الی السفلیات فاقرب الموجودات الی الاختراع لماکان نورا فالنبی ﷺ کان اولی باسم النور ولھذا کان یقول انا من اللہ والمومنون منی وقال تعالیٰ قدجاء کم من اللہ نور وروی عن نبی

عليه السلام انه قال كنت .... بين يدى ربى قبل خلق ادم ....عشر الف عام وكان يسبح ذالك النور وتسبح الملائكة . تبسيحه فلماخلق ادم الق ذالک النور فی صلبه وعن ابن عبا س رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى ﷺ انه قال لما خلق ادم اهبطنى فى صلبه الى الارض و جعلنى فى صلب نوح فى الدفينة وقدفنى فى صلب ابراهيم ثم لم يدى تعالى ينقلنى من الاصلاب الكريمة الى الارحام الطاهرة حتى اخرجنى من ابوى لم بلتقيا على سفاح قط.

(روح البیان پارہ ٦ تحت آیۃ قد جاءکم من اللہ نور)

اور یادرکھو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحیثیت نور مبعوث فرمایا اور آپ نے انسان کا حصہ الٰہی بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اپنے قول ''اللہ نورالسموات والارض'' میں نور سے موسوم فرمایا کیونکہ ارض وسماء ظلمتِ عدم میں مستور تھے پس اللہ تعالیٰ نے صفتِ ایجاد سے انہیں ظاہر فرمایا اور نبی علیہ السلام کو نور فرمایا کیونکہ وہ پہلی مخلوق جسے اللہ تعالیٰ نے قدرت سے ظاہر فرمایا نورِ محمد ﷺ ہے جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عالم کے بعض انوار کو بعض سے پیدا فرمایا پس جب آپ کے نور سے موجودات ظاہر ہوگئے تو آپ کا نام نور رکھا اور وہ ہر شے جو اقرب الایجاد ہو وہ اسمِ نور کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ عالم ارواح جبکہ ایجاد کے زیادہ قریب تھا تو اسی وجہ سے اس عالم انوار کا نام دیا اور عالم علوی نورانی ہے بنسبت عالم سفلی کے پس نورِ نبی جبکہ تمام موجودات کی نسبت ایجاد کے سب سے زیادہ آپ ہی کی ذاتِ مقدسہ کے مناسب ہے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور کی (تجلی) سے پیدا ہوا اور مومنین مجھ سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاریب تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور آیا اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے اپنے رب کے پاس بحیثیت نورِ آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے موجود تھا اور یہ نور اللہ کی حمد وثناء کرتا تھا اور فرشتے اس حمد سے تسبیح کیا کرتے تھے پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا اور ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو مجھے ان کی پشت کی ضمن میں زمین پر اتارا پھر صلبِ نوح کے ضمن میں زمین پر پھر صلبِ نوح کے ضمن میں کشتی میں اتارا اور ابراہیم کی پشت میں رکھا پھر اسی طرح مجھے کریمانہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین کی طرف بھیجا جو کبھی نازیبا حرکت کے مرتکب نہیں ہوئے۔

فائدہ

حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جملہ عالم سے پہلے اور جملہ عالمین آپ

ہی کے موجود ہوئی اس معنی پر امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا شعر

یہی ہے اصل مادہ ایجادِ خلقت کا

مبنی بر حقیقت ہے اور یہ سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔

(۲) امام قسطلانی مواہب اللدنیہ کے مقصد اول جلد ا صفحہ ۲۷ میں ارقام فرماتے ہیں

لما تعلقت ارادة الحق تعالیٰ بایجاد خلقه و تقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیة فی الحضرة الا حدیة ثم سلح منها العوالم کلها علوها وسفلها علی صورة حکمه کما سبق فی سابق ارادته و علمه ثم اعلمه تعالیٰ نبوته و بشره وبرسالة هکذا اوادم لم یکن الا کما قال ﷺ بین الروح و الجسد. (جواہر البحار، جلد ا صفحہ ۲۷۱)

جناب حق تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کو پیدا کرنے کا اور اس کے رزق مقرر کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اس نے حقیقتِ محمدیہ کو صمدی انوار سے بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس حقیقتِ محمدی سے تمام عالم علوی اور سفلی کو اپنے ارادۂ ازلی کے مطابق اخراج فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے حقیقتِ محمدی کو نبوت کی خبر اور رسالت کی بشارت دی اور ابھی حضرت آدم علیہ السلام فرمانِ نبوی کے مطابق روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(۳) اس کی شرح میں امام زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں کہ

وانما کانت الحقیقة المحمدیة هی صورة الحقیقة الحقائق لاجل ثبوت الحقیقة المحمدیة فی خلق الوسطیة هی عین النور الاحمدی المشار الیه بقول علیه السلام اول ما خلق الله نوری.

اور جز ایں نیست کہ حقیقت محمدیہ ہی تمام حقائق کی حقیقت ہے کیونکہ حقیقت محمدی کا ثبوت حلق وسطیہ میں ہے جو کہ عین نورِ احمدی ہے جس کی طرف حضور ﷺ نے اپنے قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

(۴) میر عبدالقادر الجزائری الحسنی اپنی کتاب موقف کے موقف صفحہ ۷۹ میں فرماتے ہیں

فان حقیة ﷺ هی الرحمه التی وسعت کل شی وعمت هذه الرحمه حتی اسماء الحق تعالیٰ من حیث ظهور واثارها و مقتضیاتها بوجود هذه الرحمة وهذه الرحمة هی اول شی فتق ظلمة العدم والاول صادر عن الحق تعالیٰ بلا واسطة وهی الوجود المفاض علی اعیان والمکنونات قبل الوضع اللغوی ولهذا یسمی المصطفیٰ بنور الانوار وبابی لارواح.

بلا ریب حضور ﷺ کی حقیقت وہ رحمتِ عظمیٰ ہے جس نے ہر شے کا احاطہ کرلیا ہے حتیٰ کہ حق تعالیٰ شانہ کے اسماء کو بھی یہ رحمت

شامل ہے کیونکہ ان اسماء مقتضیات اور آثار کاظہور اس رحمت محمدی سے وجود میں آیا اور اسی رحمت نے سب سے پہلے پردۂ عدم کو چاک کیا اور یہ پہلی مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ صادر ہوئی اور اس وجود کا فیضان تمام موجودات کو حاوی ہے اس وضع لغوی سے پہلے اس لئے حضورﷺ کا نور الانوار اور ابوالارواح ہے۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالمﷺ اصل کائنات اور جملہ عوالم آپ کے نور کا جلوہ ہیں اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا

کیا شانِ احمدیﷺ کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدﷺ کا نور ہے

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

حل لغات

خلد (بضم الخاء) ہمیشہ کی جگہ، یہاں بہشت مراد ہے۔ضیافت، مہمانی۔

شرح

گدا سے اپنی ذات مراد لی ہے یعنی میں احمد رضا بھکاری ہوں اور انہی سے وابستہ ہوں اللہ تعالیٰ ان نیکوں کے ساتھ مجھے بھی خلد بریں میں جگہ عطا فرمائے۔

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ جنت حصولِ اعمالِ صالحہ پر مبنی نہیں وہ تو ایک قسم سے اسباب ہیں قبول ہو گئے تو پھر بھی جنت کا ملنا محض فضل ربانی پر منحصر ہے۔ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے اور معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ حصولِ جنت اور اجر وثواب اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے کچھ اسی عقیدے کی بدبو مخالفین کمالاتِ مصطفیﷺ کے منکرین سے بھی آتی ہے۔ جب کہ یہ طے ہو گیا کہ فضلِ ربانی کے بغیر بہشت کا داخلہ ممنوع ہے۔

حکایت

امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت میں ایک شخص کو لایا جائیگا جس نے تیس سال پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا میرے فضل سے جنت میں جائیگا یا اپنے عمل کے بھروسہ پر۔ وہ کہے گا اپنے عمل کے بھروسہ پر تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو فرمائے گا اسے ایسے راستہ سے لے جاؤ جہاں پانی نہ ہو جب پانی مانگے تو اعمال کے بدلے

پانی پلاؤ چنانچہ ایسے ہی ہوا جب اعمال پانی کے عوض دے چکا تو فرشتے واپس لے آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے دوزخ میں پھینک دو کہا یا اللہ مجھے اپنے فضل سے بہشت عطا فرما۔

فضلِ رب بطفیلِ حبیبِ رب صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے بہشت کی چابیاں محبوب کو عطاء فرمائی ہیں۔ چنانچہ فقیر نے حدیثِ صحیح اس سے قبل نقل کی اور حضور سرورِ عالم ﷺ اپنے یاروں اور محبوبوں کے ہاتھ میں بہشت و دوزخ دے دیں گے۔ بطورِ نمونہ ایک حدیث ملاحظہ ہو

حضرت امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے احادیث حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کو قسیم النار فرمایا۔ شفاء شریف میں فرماتے ہیں

قد خرج اهل الصحيح و الائمة ماعلم به اصحابه ﷺ مما وعدهم به من الظهور على اعدائه الى قوله و قتل على و ان اشقاها الذى يخصب هذه من هذه اى الحية من راسه و انه قسيم النار يدخل اولياء و الجنة واعداده و النار بيشک اصحاب صحاح وائمه.

حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبر دیں مثلاً یہ کہ وعدہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بدعت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

گنہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

حل لغات

گنہ، گناہ کا مخفف۔ مغفور، اسم مفعول بخشا ہوا۔ خنک بامعنی ٹھنڈک اس سے سکون وقرار مراد ہے۔ تعالیٰ اللہ بزرگ ہے اللہ، شعراء اسے تعریف و تحسین اور تعجب پر بولتے ہیں۔ ماہ طیبہ، مدینہ کا چاند، اس سے حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد ہے عالم بفتح (اسلام) جہان لیکن عام محاورہ میں صورت وحالت کے مستعمل ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں خوشی کے عالم میں پھولا نہیں سماتا۔ طلعت، چہرہ دکھانا۔

شرح

اے مدینہ منورہ کے چاند (ﷺ) سبحان اللہ آپ کے دیدار کا عالم کس قدر حسین اور دلکش کہ جس سے گناہ معاف اور دل باغ باغ اور اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے اور جگر کو سکون وقرار اور خوش وفرحت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ صرف امام احمد رضا

قدس سرہ کا اپنا جذبہ عشق نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی ذوق میں سرشار تھے چند عاشقانِ باصفا کے واقعات ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ (انشاءاللہ)

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جاباقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

حل لغات

جوشِ حسن، حسن کی زیادتی کا جوش، گلشنِ چمن۔ جا، بامعنی جگہ۔ چٹکتا پھر کہا غنچہ، یعنی اب کلی کیسے کھل سکتی ہے۔ باغِ رسالت، نبوت ورسالت کا باغ۔

شرح

چمنستانِ رسالت ونبوت میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل علی نبینا وعلیہم السلام اپنے اپنے وقت میں چمک دمک، خوشبو مہک کے ساتھ یکے بعد دیگرے مسلسل آتے رہے لیکن اس چمنستانِ رسالت میں ایک ایسا پھول کھلا جس کی عالمگیر خوشبو وحسن وجمال کی فراوانی نے ساری کائنات اور سارے زمانے کو تا قیامت مہکا اور سنوار دیا۔ اس پھول نے کسی اور مزید کلی کھلنے کی محتاجی باقی نہ چھوڑی لہٰذا اس پھول کے بعد چمنستانِ رسالت میں کوئی نئی کلی کھلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی طرح حضور ﷺ باغِ رسالت کے آخری مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

فائدہ

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآنِ پاک کی اس آیۂ کریمہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین. (پارہ۲۲)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

اور صحاح کی ان کثیر احادیث کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جن میں ایک حدیث شریف یہ ہے

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیا نہ ترک منہ موضع النبۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سدوت موضع البنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین. (بخاری ومسلم)

میری اور جملہ انبیاء کرام کی کہاوت اس خوبصورت محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی اور دیکھنے والوں نے اس عمارت کے گرد گھوم کر دیکھا تو سوائے ایک اینٹ کے خالی جگہ کے ساری عمارت کا حسن

وجمال دیکھ کرتعجب (حیرت) کرنے لگے (یعنی عمارت کی انتہائی خوبصورتی اوراس خالی جگہ کی کمی کا شدت سے احساس کیا گیا) تو میں نے اس اینٹ کی خالی جگہ کوپُر فرمادیا اس طرح میرے ذریعہ عمارت کی کمی جوشدت سے محسوس کی جارہی تھی ختم ہوگئی اور میرے ہی ذریعہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ختم کردیا گیا (اب کوئی نیا رسول و نبی نہیں آسکتا) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اس خالی جگہ کی اینٹ ہوں اور میں تمام نبیوں میں پچھلا ہوں۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور چمنستانِ رسالت ونبوت کے وہ آخری خوش رنگ ومعنبر پھول ہیں جس نے اورمزید کلی کھلنے کی جگہ باقی نہیں چھوڑی۔(وثائق)

فائدہ

اس شعر میں عقیدۂ ختم نبوت کتنا خوبصورتی اور فصاحت و بلاغت سے ادا فرمایا لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا آپ کوقادیانی مرزائی فرقہ کا آدمی ثابت کرنے کی ناکام سعی کی گئی ''البریلویت'' نامی کتاب میں اس پر چند بے سروپا اور بے ڈھنگے دلائل دیئے گئے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اُصولوں سے

یادر ہے کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی بھی آپ ہی کے دور میں ہوا جسے دعویٰ کفر،عملِ کذب، کلماتِ باطل اور نظریاتِ قاتل کی وجہ سے ''مسلمہ پنجاب'' کہا جاتا ہے۔اعلیٰ حضرت نے نہ صرف مرزا قادیانی کے اعمال و عقائد کی گرفت کی بلکہ بدلائل اس پر کفر وارتداد کے فتویٰ صادر فرمائے جو آپ کی متعدد کتب اور فتاویٰ میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں مثلاً ختم نبوت، حسام الحرمین ، رسائل ردِقادیانیت ، تاریخِ محاسبہ قادیانیت اور فتاویٰ رضویہ کی مجلدات امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاعرانہ کلام میں متعدد جگہ اثباتِ ختم نبوت پر اشعارِ مدون فرمائے مثلاً ''حدائق بخشش'' میں آپ فرماتے ہیں

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ . . . . . کا جلوہ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

(صفحہ ۵٦،نعت،سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی)

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم

والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام

آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

(صفحہ۱۰۲،رباعی اول)

لنخ ادیاں کرکے خود قبضہ بٹھایا نور کا

تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نور کا

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا

اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

(حصہ دوم،صفحہ۵،۴)

سب سے اول سب سے آخر

ابتدا ہو انتہا ہو

سب تمہاری ہی خبر تھے

تم مؤخر مبتدا ہو

(صفحہ۴۴،خلاصہ فکروعرض خاص)

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود

ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(صفحہ۲۵،نعت مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام)

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیف ''الاستمداد علی اجیاد الارتداد'' میں متعدد مسلمان فرقوں کے وہ اقوال بھی اپنی شاعری میں سموئے ہیں جو عقیدۂ ختم نبوت کے منافی ہیں ان اشعار کا حوالہ جات منظر مذکورہ کتاب کے حاشیہ میں مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی سے تفصیلاً دیا ہے جس کا یہاں موقع ومقام نہیں ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار اسی سلسلے میں ہدیہ ہیں

(الف) وہابیوں کے مخالف عقیدۂ ختم نبوت اعتقادات پر یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ

اسرار رویئت ختم نبوت
سب کو عدم میں سلاتے یہ کہیں

(صفحہ ۴۱)

ختم جنہوں نے نبوت کر دی
جس پر دل ہمکاتے یہ ہیں

(صفحہ ۴۷)

(ب) دیوبندی فرقہ کے عقیدۂ ختم نبوت سے متضاد و متحارب اقوال وعقائد کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ

شاہ کے پچھلے ہی نبی ہونے کو
فضل سے خالی بتاتے یہ ہیں
منکر ختم کو پھر کافر بھی
دھوکے کو لکھ جاتے یہ ہیں

(صفحہ ۷۷)

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) کے رسالہ امدادیہ کے حوالہ سے انکارِ ختم نبوت پر آپ نے یہ اشعار مدون کئے

وار جو ختم نبوت پر تھے
اب وہ بیج اگاتے یہ ہیں
یعنی اپنے نبی جیسے کو
تسکین بخش بتاتے یہ ہیں
اپنے نام پہ استقلالاً
صلی علیٰ بھجواتے یہ ہیں

غرض کہ اسی طرح آپ نے مشکوک، مبہم اور کفریہ اقوال پر گرفت کی ہے اور اپنا عاشقانہ مسلک اور دوسروں کا فاسقانہ عقیدہ بیان کیا ہے۔ آپ نے کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جب وقت آیا تو بلا جھجک اور بلا مروت انہیں دین کی کسوٹی پر پرکھا۔

ازالہ وہم

منکرینِ عقیدۂ ختمِ نبوت (حدائق بخشش) میں مناقبِ غوث الاعظم میں شامل متعدد اشعار کے حوالے سے آپ کو منکر ختمِ نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح سوادِ اعظم کو باور کراتے ہیں کہ تمہارے امام کا اگر عقیدہ مخالف ہو کر بھی تمہارا امام مسلمان رہ سکتا ہے تو ہم بھی کیوں نہیں رہ سکتے۔

کراچی سے میرے ایک مہربان نے مکتوب کے ذریعے آپ پر یوں انگشت نمائی کی ہے کہ آپ نے غوثِ پاک کے یوں مناقب بیان کئے ہیں

قد بے سایہ ظلِ کبریا
تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث

(صفحہ ۱۸۵)

سید عبدالقادر جیلانی کے بعد پھر سے آغازِ رسالت ہوگا اور وہ نیا رسول بھی شیخ جیلانی کے تابع ہوگا (۵۴) پھر فرماتے ہیں کہ "مندرجہ بالا خیالات کے حامل ختم نبوت کو نہیں مانتے اس لحاظ سے کیا انہیں دین اسلام سے خارج تسلیم کیا جائے۔"

جواب

موضوع زیر بحث سے متعلق چند اشعار حدائق بخشش ہی سے ہدیہ ناظرین کر دیئے جائیں تا کہ الوہیت و رسالت اور رسالت و ولایت میں ملحوظِ ادب کے بارے میں فاضل بریلوی کے عقائد واضح کئے جا سکیں۔ فضائلِ سرکارِ غوثیت وصل دوم و سوم مشمولہ حدائق بخشش حصہ اول میں آپ فرماتے ہیں کہ

نبی سے آخذ اور امت پر فائض
ادھر قابل ادھر فاعل ہے یا غوث
الوہیت نبوت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت
کہ "ختم" اس راہ میں حائل ہے یاغوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

یادر ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان نظریات سے یہ اندازہ کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں ہے کہ آپ حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم کو کمالاتِ نبوت وفضائلِ رسالت کا مظہر سمجھتے ہیں لیکن چونکہ سرورِ کائنات ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے لہٰذا آپ بھی نبی نہیں ہوسکتے یہ نظریہ حدیث سے اخذ کردہ ہے جو اس طرح ہے کہ

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(۲) رسالتِ مآب ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

(۳) ختم الرسل ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔

(۴) ختم الانبیا ﷺ نے فرمایا اگر ابراہیم (آپ کے صاحبزادے) زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔

درجِ بالا چاروں ارشاداتِ رسالت میں ایک بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم میں کمالات واوصافِ نبوت کو قبول کرنے کی صلاحیتیں موجود تھیں آپ سب حضرات قدسی کمالات وصفاتِ نبوی کے مظہر تو بنے مگر چونکہ بالکل یہی بات فاضل بریلوی نے کہی کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم اوصاف وکمالات ہوچکے ہیں لہٰذا اب آپ نبی نہیں ہیں منقبت میں تعریفی لہجہ اور اندازِ بیان کی بلندی کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ منقبت منقبت ہی ہوتی ہے نعت نہیں ہوسکتی اگر آپ سرکارِ غوثِ صمدانی کو کسی بھی قسم کا نبی سمجھتے تو ان کی منقبت نہ کرتے بلکہ نعت کہتے لیکن آپ کے پورے کلام میں سے ایک بھی مثال ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔

جواب

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

میرے امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

اس ارشادِ رسالت میں علماء کو انبیاء بنی اسرائیل فرمانے کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً علمائے امت محمدی انبیاء کے

زمرے میں آگئے بلکہ یہ ہے کہ عمل واثرات کے لحاظ سے یہ انبیائے بنی اسرائیل کا کردارادا کریں گے مثلاً تبلیغ دین اور تشہیر حق کے لئے انبیاء کی سی کوششیں حمیت دین کے لئے انبیاء کا سا کردار، انہمک فی العبادات اور تقویٰ میں انبیاء کی سی مماثلت، خشیت الٰہی، ورع اور عاجزی میں انبیاء کی متابعت، کرامات کے ذریعے معجزۂ انبیاء کا تمثیل یہ وہ نبوی کمالات ہیں جو اولیائے امت وعلمائے امت کو فرداً فرداً عطا فرمائے گئے۔ مجموعی طور پر ایک نبی میں جتنے کمالات ہو سکتے ہیں ان کو ایک ایک کر کے اولیاءِ امت پر تقسیم کر دیا گیا اور بقولِ حضرت مجدد الف ثانی انہوں نے انبیاء کا پس خوردہ وہ کمالات ہیں جن کے سیدنا غوثِ اعظم میں ہونے کا ذکر اعلیٰ حضرت نے اپنے مناقبِ قصیدہ میں کیا ہے باقی جہاں تک فضیلت نبوتِ علی الولایت کا تعلق ہے اس کے آپ شدت سے قائل ہیں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصانیف میں خود سیدنا سید الاسیاد، فرد الافراد، غوثِ اعظم، غیث اکرم، غیث عالم، محبوبِ سبحانی، مطلوبِ ربانی، شہبازِ لامکانی ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قولِ فیصل نقل کیا ہے

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم ﷺ کے قدمِ پاک پر ہوں مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے قدم اُٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کی ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں۔

سیدنا غوثِ اعظم کے اس فرمانِ عالی سے بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ آپ بھی اتباعِ انبیاء کے قائل تھے۔ منصبِ نبوت کے حصول کا عقیدہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ اپنے لئے جائز سمجھتے تھے اور نہ دوسروں کے لئے۔ فاضل بریلوی کا یہ اقتباس اپنی تصانیف میں درج کرنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ آپ باوجود اعلیٰ ترتیب منقبت کے سرکارِ غوثِ اعظم کو مرتبۂ نبوت سے دور سمجھتے تھے لہٰذا فاضل بریلوی پر انکارِ ختم نبوت کا اتہام آپ کے عقائد ونظریات سے جہالت کی دلیل ہے

۔(حاشیہ جو صفحات کے آخر میں دیئے گئے ہیں)

(۱) علامہ اقبال نے جس شدت کا ذکر کیا ہے وہ حب رسول اللہ ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ کی مظہر ہے کہ آپ کسی بھی ذریعہ بیان ذریعہ دلیل سے رسول کی شان میں گستاخی کرنے والے کے حق میں بہت شدید ہیں یہ شدت آپ کے عشقِ رسول ﷺ کے جذبہ کا تقاضا بھی ہے۔ جس کا اعتراف مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی کیا ہے۔

(دیکھیئے فقہ القرآن، جلد پنجم، صفحہ ۱۱۸ از مولانا عمر احمد عثمانی)

(۲) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''مرزا قادیانی'' لکھتے ہیں ''غلام احمد'' اس کے نام سے حذف کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ غلام احمد نہیں بلکہ گستاخِ احمد تھا قادیانی فرقے کو آپ احمدی یا قادیانی نہیں لکھتے بلکہ ''غلامیہ'' لکھتے ہیں غلام احمد کی نسبت سے یا غلامِ انگریز کی نسبت سے۔

(۳) شائع کردہ مظہرِ فیضِ رضا، برج منڈی فیصل آباد۔

(۴) مجھے یہ شعر مل نہ سکا جس کا ترجمہ میرے مہربان نے دیا ہے۔

(۵) کسی ولی کو نبی سمجھنے کا عقیدہ تو ایک طرف ولی کو تو ایک صحابی کے برابر بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جانے والی گرد (جو میدانِ جنگ میں گھوڑے کے نتھنوں میں داخل ہوئی) حضرت اُویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے نہ کہ انہیں حضرت امیر معاویہ سے افضل قرار دیا جائے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی (افضلیت النبی علی الولی) کا عقیدہ بے بانگ دہل بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ "رسالہ الرفضہ صفحہ ۱۵،۱۴" فرماتے ہیں کہ

(۱) ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو آئمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

(۲) یہ (یعنی انبیاء کو اولیاء سے مفضول قرار دینا) کھلا کفر ہے۔

(۳) وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا ہے کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت، بے دینی و جہالت ہے۔

(۴) بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیاء کرام علیہم السلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔

(۵) ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ نبی کے ولی سے افضل ہونے پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" لکھتے ہیں کہ باجمع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق کبھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔ (صفحہ ۱۷) (بشکریہ معارفِ رضا کراچی)

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

حل لغات

بڑھا، لمبا ہوا، بامعنی ایسا۔ سلسلہ، زنجیر، دور، گردش، گھماؤ۔ زلف، رات کا ایک حصہ، رات کی مناسبت سے مجازاً کاکل یعنی کنپٹی والے وہ بال جو بڑھ کر کانوں کی لو پر آجاتے ہیں جسے کٹ بھی کہتے ہیں۔ والا، بلند مرتبہ۔ تسلسل (عربی) کسی چیز کا یکے بعد دیگر آنا۔ کالے کوسوں رہ گیا، بہت دور رہ گیا۔ عصیاں، گناہ، ظلمت، اندھیرا، تاریکی۔

شرح

حضورِ اکرم ﷺ کی عالی شان خمدار زلفوں میں رحمت کا سلسلہ کچھ ایسا دراز ہوا یعنی سرکار کی رحمت و شفقت اپنی گناہ گار امت پر اتنی زیادہ غالب ہوئی کہ مسلسل گناہوں کی تاریکیاں اور سیاہیاں حضور ﷺ کی رحمت کے کاکل خمدار کی خوبصورت سیاہی سے بہت دور رہ گئی ہیں۔

عظمتِ گیسوئے رسول ﷺ

حضور سرورِ عالم نورِ مجسم ﷺ کی رحمتوں والی زلفوں کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ خود قرآنِ پاک نے حضور ﷺ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

والضحیٰ واللیل اذا سجی. (پارہ ۳۰)

رُخ تاباں (ﷺ) کی قسم اور (آپ کے) گیسوئے معنبر یں کی قسم۔

صفت ماتم اُٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گناہگارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

حل لغات

صفت ماتم اُٹھے، ماتم ختم ہو اور خوشی حاصل ہو۔ خالی ہو زنداں، تاریکی دور ہو جائے۔ ٹوٹیں زنجیریں، بیڑیاں ٹوٹ جائیں۔ در، دروازہ، چوکھٹ، زنداں سے مراد قید و بند۔

شرح

اے گناہگارو! اب غم مت کرو اس لئے کہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں جنت کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا ہے اور وہ ہے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا درِ اقدس اور اے مصیبت میں گرفتار لوگوں! تمہیں مبارک ہو کہ معصیت کی تاریکیاں اب ختم ہو جائیں گی اور عذاب کی زنجیریں توڑ دی جائیں گی اور تم سب کو رہائی مل جائے گی۔

امام احمد رضا خان قدس سرہ کا یہ اشارہ شفاعت کے عقیدہ کی طرف ہے۔

قرآن

قرآن پاک نے اعلان فرمایا ہے

ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاوک فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول لوجد واللہ توابا رحیما. (قرآن پاک)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (معصیت و نافرمانی کر کے) تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے اپنے گناہوں

کی معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

اس آیت میں منافقوں کی بدبختی کا ذکر ہے کہ وہ حضور ﷺ سے شفاعت نہیں چاہتے پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت شفیع امت ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتي يوم القيامة حق لم يومن بهالم يكن اهلها.

میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جواس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا (یعنی وہ شفاعت سے محروم رہیگا)

لطیفہ

منکرینِ شفاعت اپنے قول میں سچے ہیں جس کی تائید مذکورہ بالا حدیث شریف سے ہوئی کہ وہ سرے سے شفاعت کے لائق اور مستحق ہیں ہی نہیں اس لئے کہ وہ شفاعت کے متعلق ایمان ہی نہیں رکھتے۔شفاعت ہم غریبوں کو نصیب ہوگی جب کہ ہمیں صرف شفاعت کا ہی سہارا ہے۔

کسی کو ناز ہوگا عبادت کا ریاضت کا
ہمیں تو سہارا ہے محمد (ﷺ) کی شفاعت کا

احادیث شفاعت

احادیث شفاعتِ کبریٰ میں ہے کہ عرصاتِ محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے،سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کی جائیگی اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لاکر رکھی جائیگی۔ پیاس کی شدت وہ کہ خدا نہ دکھائے۔گرمی وہ قیامت کی کہ اللہ بچائے بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہوکر اوپر چڑھے گا اتنا کہ جہاز چھوڑیں تو بہنے لگیں،اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے،لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جابجا پھیریں گے۔آدم و نوح ،خلیل و کلیم و مسیح علیہم السلام کے پاس حاضر ہوکر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء علیہم السلام فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہ ہوگا نفسی نفسی تم اور کسی کے پاس جاؤ۔یہاں تک کہ سب کے سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ ''انا لھا انا لھا'' فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ کریں گے۔ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

يامحمد ارفع راسک و قل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع.

اے محمد ﷺ اپنا سر اُٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقامِ محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور ﷺ کی تعریف اور خدا کی حمد و ثناء کا غل پڑ جائیگا اور موافق و مخالف سب کھل جائیگا۔ بارگاہ الٰہی کی وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور رب العزت کے یہاں جو عظمت ہمارے نبی کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں اسی لئے اللہ پاک اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے انبیاء کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر ان کی خدمت میں آجائیں تا کہ سب جان لیں کہ منصبِ شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے۔

سکھایا آئینہ کو ہے یہ کس گستاخ نے یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کرکے حیرت کا

حل لغات

گستاخ، شوخ، چالاک۔ روئے جاناں، محبوب کا چہرہ۔ حیرت، تعجب کی وجہ سے ایک ہی حالت پر رہ جانا۔

شرح

شعراء آئینہ کو حیرت بتاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یہاں اس اعتبار سے ایک عجیب وغریب مضمون آفرینی فرمارہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت آئینہ حیرت کا بہانہ کرکے کررہا ہے حالانکہ یہ ایک گونا گستاخی ہے۔

آئینہ رسول ﷺ کا کمال

بقولِ مذکور اس کی گستاخی سہی لیکن ہے تو عشق اور عشق میں ایسی بات ہونی چاہیے اور عشق میں ایسی بات قابلِ ستائش ہوتی ہے جیسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کی وجہ سے حضور ﷺ کا اسم گرامی نہ مٹانا اور قاعدہ ہے کہ عشق کے ہر عمل پر بہتر انعام ملا کہ اس میں سوائے محبوبِ خدا ﷺ کی صورتِ مبارکہ کے کسی اور صورت کو نہ آنے دیا گیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دفعہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو انہیں یہ حدیث تصور میں آئی کہ

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة.

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیدار میں دیکھے گا۔

اس سے انہیں غم لاحق ہوا کہ نا معلوم مجھے بیداری میں زیارت ہوگی یا نہیں۔ اسی خیال میں گم ہوکر بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اپنا حال سنایا تو

اخرجت له مراته ﷺ قال رضی الله تعالیٰ عنهما فنظرت فی المراة فرایت صورة النبی ﷺ ولم ارلنفسی صورة. (الحاوی للفتاوی جلد۲صفحہ۴۴۹مطبوعہ مصر)

حضور ﷺ کا آئینہ نکالا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے آئینہ میں دیکھا تو اس میں حضور ﷺ کی صورت نظر آئی میری شکل مجھے نظر آئی۔

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشم شفاعت کا

حل لغات

حسرت،ارمان،آرزو۔نرالا،انوکھا۔طور،طرز۔گردش،گھماؤ،حرکت۔

شرح

قیامت کے دن حضور ﷺ کی نگاہ شفاعت کی عجیب وغریب گردش ہوگی کبھی آپ امت کی حسرت ویاس کی طرف نظر فرمائیں گے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف آخر خدا کی رحمت آپ کی شفاعت کے سبب امت کی دستگیری فرما کر نجات دے گی۔

امت پرحسرت کا حال تو مذکور ہو چکا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید بلکہ یقین کہ اس مالک نے جو بعدہ فرمایا کہ

ولسوف یعطیک ربک فترضی(پارہ۳۰،والضحیٰ)

عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دیگا کہ تو راضی ہوجائیگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) دیلمی مسند الفردوس میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے فرمایا

اذن لا ارضی وواحد من امتی من النار.

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھے راضی کردینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔

(۲) طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اشفع الامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت.

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میرے

میں راضی ہوا۔

(۳) حدیثِ شفاعت میں ہے

ثم اشفع فیحدلی حدافاخرج ھم من النار وادخلھم الجنة حتی ما بقی فی النار الا من قد حبسه القرآن ای وجب علیه الخلود. (مشکوٰۃ)

پھر (اللہ تعالٰی سے) شفاعت کرونگا اور لوگوں کو آگ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ جہنم میں کوئی باقی نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کو قرآن نے روکا یعنی جہنم میں ہمیشہ رہنا ان کے لئے واجب ہو گیا ہو۔

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضال والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

حل لغات

بڑھیں، کثیر ہوئیں۔ اس درجہ، اس قدر۔ موجیں، لہریں۔ افضال، فضل کی جمع، بخششیں۔ والا، بلند۔ نہر، دریا کی شاخ، عرف میں دریا۔ دریائے وحدت، وحدت کا دریا۔

شرح

حضور ﷺ پر مہربانیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ آپ ذاتِ باری تعالٰی کے مظہرِ اتم بن گئے جس طریقہ سے دریا سمندر سے مل جاتا ہے اور مل کر بے انتہا ہو جاتا ہے حضور ﷺ کی نہرِ رحمت بحرِ کرمِ الٰہی میں مل کر گویا کہ نامحدود ہو گئی۔

حدیثِ قدسی

یہ مضمون اسی حدیثِ قدسی شریف کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عبد اپنے معبود کا مظہر تب بنتا ہے جب مرتبہ فناء تک پہنچتا ہے۔ وہ حدیثِ قدسی شریف یہ ہے

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ان اللہ تعالٰی قال من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب وماتقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیه ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجلة التی یمشی بها وان سئالنی لا عطینه ولئن استاذنی لاعیذنه وماترددت عن شئی انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مسائته ولا بدله منه

(صحیح البخاری، جلد۲ صفحہ ۹۶۳، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل التقرب الیه، فصل اول صفحہ ۱۹۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اعلانِ جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں اس کے وہ کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں جس چیز کا میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں وہ مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کی غمگینی کو نا خوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔

فائدہ

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں اور حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحاوی میں فرماتے ہیں کہ

وقع فی روایہ" بی یسمع و بییبطش وبی یمشی"" زاد احمد من حدیث عائشة" وفواده الذی یعقل به ولسانه الذی یتکلم به. (حاشیہ صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۹۶۳)

یعنی ایک اور روایت میں ہے میرے ساتھ سنتا اور پکڑتا اور چلتا ہے اور حضرت عائشہ کی روایت سے امام احمد نے اضافہ کیا کہ میں اس کا دل ہوتا ہوں اسی سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہوتا ہوں وہ اس سے بولتا ہے۔

انتباہ

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بندہ خدا ہوجاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ بندہ مظہر تجلیات ہوجاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کی زبانی سنیئے

شرح الحدیث

امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اسی حدیث شریف کی یوں تشریح کرتے ہیں

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول الله کنت له سمعا وبصرا فـ
نور جلال الله سمعا له سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصراله رای القریب والبعید واذ
صار ذلک النور یدا له قدر علی التصرف فی العصب والسهل والبعید والقریب (تفسیر کبیر جلد ۵، صفحہ

۶۸۸،۶۸۹ تحت آیۃ ''ام حسبت ان اصحاب الکہف''

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ''کنت لہ سمعا وبصرا'' میں فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

نتیجہ

حدیثِ قدسی شریف اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریح سے بات وہی ثابت ہوئی جو امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے شعر مذکور میں فرمایا کہ محبوبِ خدا ﷺ جلوۂ حق میں گم ہوئے

من تو شدم تو من شدی

پس کس نگوید بعدازیں دیگرم تو دیگری

لیکن منکرین چونکہ محدود العلم ہیں اس لئے اولاً تو وہ ان حقائق کو سمجھتے نہیں اگر کچھ کسی کے سمجھانے سے سمجھتے ہیں تو ایسے کنجوس اور تنگ ظرف واقع ہوئے ہیں کہ کمالاتِ مصطفویہ کو نچلی سطح پر دیکھتے ہیں۔

لطیفہ

حدیثِ مذکور کو تمام مصنفین نے مذکورہ بالا میں لے کر انبیاء و اولیاء کے تصرفات کا ثبوت دیا ہے لیکن انہوں نے اس حدیث شریف کا یہ مطلب نکالا ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب پاتا ہے تو وہ کوئی ناجائز نہیں سنتا اور آنکھوں سے خلافِ شرع کوئی چیز نہیں دیکھتا وغیرہ اس کار خودان کے مقتدا مولوی انور کشمیری نے فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۴۲۸ میں لکھا کہ

هذا عدول عن حق الالفاظ

یہ معنی الفاظ کے حق سے تجاوز اور ٹیڑھا پن ہے۔

خم زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں

کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کار ان امت کا

حل لغات

خم، ٹیڑھا۔ زلفِ نبی، نبی ﷺ کی لٹیں۔ ساجد، سجدہ کرنے والی۔ محراب، وہ کمان نما طاق جو مسجد کی کعب والی نیچے والی دیوار میں امام کے لئے بنایا جاتا ہے جو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بہت عرصہ بعد عمر بن عبدالعزیز

نے یہ بدعت ایجاد کی (تفصیل دیکھئے فقیر اُویسی کی تصنیف "بدعات المسجد") دوابرو، دونوں بھنویں۔ ولی، مالک سیہ کارانِ امت، امت کے گناہگار لوگ۔

شرح

حضور ﷺ کی زلفیں گھنگریالی تھیں اور جب حضور ﷺ سجدہ کرتے تو وہ ابروں پر آجاتی تھیں اور حضور ﷺ امت کے لئے سجدہ میں دعائیں مانگتے تو گویہ یہ کہ آپ کی زلفیں آپ کی امت کے لئے دعائیں مانگتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تو خود گناہگار انِ امت کا وارث و مالک ہے لہٰذا تو انہیں معاف فرمادے۔

زلفِ عنبریں سجدہ ریز

یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے اس لئے کہ بحکم

وان من شئی الا یسبح بحمد ربه. (پارہ ۱۵)

کوئی شئے نہیں جو حمد الٰہی کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کا رونگٹا رونگٹا ذکر الٰہی میں ہے لیکن چونکہ اضطراری ذکر ہے اس لئے اس کے لئے اجر و ثواب نہیں اور محبوبانِ خدا کے قلب و لسان کے علاوہ جسم کا ہر ذرہ ذکر الٰہی میں اختیاراً ہے یہی فرق عوام و خواص کا ہے۔

مددائے جوشش گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلو بے حجاب اس پاک تربت کا

حل لغات

جوشش، ابال، محبت رسول کا جذبہ۔ کوہ (پہاڑ) صحرا، جنگل، ریگستان۔ تربت، قبر، مزار۔

شرح

اے محبتِ رسول کے جذبۂ شوق کے گریہ تو میری مدد کر اور جذبہ اشتیاقِ زیارت میں اتنے آنسو بہا کہ میرے اور مدینہ منورہ کے درمیان جتنی بھی رکاوٹیں ہیں سب بہہ کر صاف ہوجائیں تا کہ نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کا مبارک جلوہ بے پردہ نظر آنے لگے۔

اس شعر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے زیارتِ رسول ﷺ کا نسخہ بالخصوص گنبد خضراء سے دوری ہٹانے کا عملی وظیفہ بتایا ہے فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے "تحطه اللبیب فی زیاۃ النبی الحبیب" ان نسخوں اور وظیفوں میں درود شریف کی کثرت سب سے بڑھ کر ہے کہ ہجر و فراق میں آنسو بہاتا رہے بالخصوص آہ سحر گاہی اس

طرح سے حجابات ہٹ جاتے ہیں اور دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

حکایت

(۱) مولانا محمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کئی عرصہ تک میں درود شریف پڑھتا رہا یہاں تک کہ ایک شب کو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ منہ آگے کرتا کہ میں اسے چوم لوں کہ تو درود شریف بکثرت پڑھتا ہے اس سے میں شرمایا اور گھبراہٹ بھی ہوئی۔ گھبراہٹ سے جاگ ہوا تو میرا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ (القول البدیع للسخاوی)

(۲) حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری مرحوم درود شریف بکثرت پڑھا کرتے بالخصوص شبِ جمعہ تو ساری رات درود شریف پڑھتے گزرتے جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے مکان سے ایک ماہ تک خوشبو مہکتی رہی۔

(۳) حضرت محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلائل الخیرات کو کون نہیں جانتا اس میں بے شمار درود جمع کئے گئے ہیں اور اس کا ورد ہزاروں فیوض و برکات پر مشتمل ہے۔ اس کی ایک برکت یہ ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے تا حال خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

ہوئے کمخوابی ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

حل لغات

کمخوابی، بیداری شب۔ ہجراں، فراقِ محبوب۔ ساتوں پردے، آنکھوں کے ساتوں پردے۔ قیمتی کمخواب، سونے کے تار سے بنا ہوا قیمتی تار۔ استار جمع ستر بامعنی پردے۔

لغوی لطیفہ

اس شعر میں کمخوابی دو بار ہے پہلا بالفتح بامعنی نیند نہ آنا دوسرا بالکسر بامعنی قیمتی کپڑا۔

شرح

حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کے فراق میں آنکھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پردوں کا ایسا اچھا تصور جمایا کہ آنکھوں کے ساتوں پردوں پر نقشہ کھینچ گیا اسی لئے میری آنکھوں کے ساتوں پردے بڑے قیمتی ہو گئے کیونکہ ان پر حضور ﷺ کی قبر انور کے پردے منقش ہو گئے ہیں جس سے مجھے انتہائی خوشی ہے۔

فائدہ

اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو موضوع بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ہجر و فراق کی دوری کس طرح دور ہوسکتی ہے۔
(۲) جسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی کسی بھی نسبت سے معمولی سا تعلق ہو جائے وہ شے قدر و منزلت اور عزت وعظمت پا جاتی ہے۔

مسئلہ اول

سلوک کا مسلم قاعدہ ہے کہ مطلوب کا تصور اتنا قوی اور مضبوط کرو کہ مطلوب بے حجابانہ ملاقات پر مجبور ہو جائے اس کی تفصیل کا موقعہ نہیں صرف دو حکایتوں سے اس کی توضیح سامنے آ جائے گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

حکایت

حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا کہ بلی کبوتر کا شکار چاہتی لیکن وہ زمین پر اور کبوتر درخت کی چوٹی پر بلی نے وہیں سے ہی کبوتر پر نگاہ رکھی اور ایسی یکسوئی سے کہ آنکھ تک نہ جھپکائی کبوتر کو اس کے تصور نے ایسا قابو کیا کہ اوپر سے گر کر بلی کے منہ میں جا پہنچا۔

نتیجہ

مولانا رومی قدس سرہ نے سالک سے مخاطب ہو کر فرمایا ایک بلی مضبوط اور قوی تصور سے مطلوب کو حاصل کر سکتی ہے تو تم حضرتِ انسان ہو کر ہمت کر کے مطلوب کو کیوں نہیں حاصل کر سکتے۔

حکایت

سیدنا جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک سالک حاضر ہوا اور عرض کی کہ ربع مسکون چھان مارا ہے کوئی مردِ مولیٰ نہیں ملا جو مجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دے۔ آپ نے شب باشی کا فرمایا رات کو لنگر سے مچھلی پکوا کر بھجوائی اور خدام سے فرمایا کہ اسے پانی نہ پلانا مانگتا رہے لیت ولعل کرکے ٹال دینا۔ کھانے کے بعد فوراً دروازہ بند کر کے تالا لگا دو اس کے بعد جتنا ہی شور مچائے دروازہ بالکل نہ کھولنا چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اس نے پانی کی طلب میں خوب شور مچایا لیکن خدام نے ایک نہ مانی صبح کو دروازہ کھلا تو فوراً پانی کی طرف دوڑا اس کے بعد حضرتِ قدس سرہ کو خوب کوسا۔ آپ نے فرمایا جو ہو گیا جو ہونا تھا لیکن یہ بتایئے کہ رات کیسے گزری جواباً کہا بیداری میں تو پانی کے سوا کچھ نہ سوجھتا لیکن خواب میں بھی پانی ہی پانی کا خیال غالب رہا۔ آپ نے فرمایا یہ تیرے سوال کا جواب ہے اس سے سمجھ لے کہ تو سالک خام ہے اس لئے کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے تو پھر مچھلی سے سبق سیکھ کہ مٹ جانے کے بعد بھی اپنے مطلوب کے بغیر اسے قرار نہ آیا یہاں تک کہ تجھے بھی بے قرار رکھا جب تک اسے مطلوب نہ ملا یا پھر اپنی غلط کیفیت کو دیکھ کہ پانی کی طلب میں اتنا بے قرار رہا کہ شب بھر کمرہ

کوسر پر اُٹھالیا نہ خود سویا نہ قریب والوں کو سونے دیا اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے ملنے کی سچی طلب ہوتی تو رات پھر پانی کی طلب میں بیقراری سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ملنے کے لئے بیقرار و مضطرب ہوتا۔

مسئلہ ثانیہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کی نسبت کا تعلق قیمتی بنا دیتا ہے اسے خود اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی لئے کسی پنجابی شاعر نے فرمایا

قدرنبی دا اللہ جانے یا اصحابی ۔

یعنی نبی کریم ﷺ کی عظمت اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم ہے۔

طویل بحث کو مختصر مضمون میں ڈھالتا ہے۔

(۱) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو آپ سے کتنا پیار ہے کہ آپ کے شہر کے خس و خاشاک کی بھی قسمیں یاد فرماتا ہے آپ نے فرمایا کیسے سمجھا عرض کی آپ کے شہر کی قسم قرآن نے یاد فرمائی تو شہر کے خس و خاشاک اور گلی کوچے اسی میں تو ہیں۔ (ابن عساکر، تجلی الیقین ملخصاً)

یقین ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

حل لغات

جلوہ، اپنے کو ظاہر کرنا، نمودار کرنا۔ لغزش، پھسل جانا اردو میں اس کی جمع لغزشیں استعمال ہوتی ہے۔

شرح

جب حضور ﷺ کا جلوہ سامنے نظر آئے تو اس وقت آپ کے جسم کی صفائی کی وجہ سے نگاہوں کے پیر کو لغزش ہو اور نبی کریم ﷺ کے پائے مبارک کا بوسہ مل جائے۔

یہاں چھڑکا کا نمک واں مرہم کا فور ہاتھ آیا
دل زخمی نمک پر وردہ ہے کسی کی ملاحت کا

حل لغات

یہاں، اپنے دل کی طرف اشارہ۔ چھڑکا نمک، تھوڑا تھوڑا نمک ڈالا، مجازاً عشق و محبت کا رنج والم۔ واں، وہاں کا مخفف ادھر مجازاً فوراً۔ مرہم کافور، کافور کا بنا ہوا زخم پر لگائے جانے والا مرہم جو فوراً ٹھنڈک اور چین و سکون دیتا ہے۔ ہاتھ

آیا، محسوس ہوا، حاصل ہوا۔ دل زخمی، زخمی خوردہ دل۔ نمک پروردہ غلام، ملاحت نمکینی، خوبصورتی، حسن و جمال۔

شرح

آپ کے نمکین حسن نے دل کے زخموں پر نمک چھڑکا لیکن عام عادت کے خلاف آپ کا یہ نمک مرہم کافور بن گیا اس لئے کہ ہمارا دل زخمی آپ کی لاحت کا پروردہ ہے یعنی آپ کے عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا ہے۔

نمکین حسن

حضور سرورِ عالم ﷺ کا حسن نمکین تھا جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

الحسب حسن الصوت الوجه كريم الحسب حسن الصوت. (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ٧٦)

تمہارے نبی علیہ السلام نمکین حسن والے اعلیٰ نسبت اچھی آواز والے تھے۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم　　　وہ ملیح دل آراء ہمارا نبی ﷺ

انتباہ

یہ صرف تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ چشمِ عالم حسنِ محبوبِ خدا کے دیکھنے سے عاجز اور آپ کے حسن و جمال کی حقیقت و ماہیت کے سمجھنے سے قاصر ہے چہرۂ نبی پر ستر ہزار حجابِ جمال ہے اور آپ کا کمالِ ظہور ہی حجاب ہے مگر اس کے باوجود اس حجاب سے جو حسن کی کرنیں ظاہر ہوتی تھیں وہ بھی حسنِ یوسف سے بدرجہا افضل و اعلیٰ تھیں۔

کوئی انہیں کرنوں کو دیکھ کر چہرۂ اقدس کو چاند کہتا ہے اور کوئی سورج اور کوئی وصفِ رخ سے عاجز آکر مقامِ حیرت میں یہ جملے زبان پر لاتا تھا

لم ارى قبله والا بعده مثله. (ترمذی شریف)

ان جیسا حسن ہم نے نہ ان قبل دیکھا اور نہ ان کے بعد

عرض یہ کہ

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سروجاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۱) ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حسن نرالا تھا۔ بدن کا رنگ نورانی تھا

لم يصفه واصف قط الاشبه وجهه بالقمر ليلة البدر. (خصائص کبریٰ، جلد ا، صفحہ ٦٧)

جو بھی آپ کا وصف کرتا چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا تھا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا جب میں چہرۂ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

كان الشمس تجری فی وجهه

آفتاب چہرۂ مبارک میں جاری ہے۔

الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

حل لغات

خرامِ ناز، ناز و انداز کی چال۔ بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے، انتظارِ محبوب۔ کمخواب (بالفتح) تھوڑی سی نیند، بیداری (و بالکسر) قیمتی کپڑا۔ بصارت، نظر، آنکھوں کا نور۔

شرح

اے میرے معبود! میں اس بات کا منتظر ہوں کہ وہ کب ہمارے غریب خانہ پر خرام ناز فرمائیں (کب تشریف لائیں) میری آنکھوں نے ان کے انتظار میں کمخوابِ بصارت کا فرش بچھا رکھا ہے یہی عاشقِ زار کی علامت ہے کہ محبوب کے فراق میں رونا دھونا انتظار میں رہنا بیداری میں کئی کئی راتیں بسر کرنا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی بیقراری سے مسجد نبوی شریف سے باہر نکل جاتے اور منتظر کی طرح کھڑے ہو جاتے پوچھنے پر فرماتے کہ انتظار میں ہوں کہ کہاں سے اور کب حضور ﷺ تشریف لائیں گے۔ یہ حضور ﷺ کے واقعہ وصال کے بعد ہوتا تھا اور پھر راتوں کو رونا اور گریہ و فغان کا حال تو پہلے گزر چکا ہے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کس سے مخفی ہیں کہ کئی کئی راتیں آنکھوں پر کاٹتے۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

حل لغات

آقا، مالک۔ آدم و یوسف کو سجدہ، حضرت آدم اور حضرت یوسف علیہما السلام کے لئے سجدہ جائز ہونا لیکن، سد (عربی) بند کرنا۔ ذرائع، ذریعہ کی جمع، اسباب اور رسائل۔ داب، طریقہ۔

شرح

ہماری شریعت میں حضورﷺ کوسجدہ منع ہے اور پہلی شریعت میں آدم علیہ السلام کوفرشتوں نے اور یوسف علیہ السلام کوان کے بھائیوں نے سجدہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے شریعت ان ذرائع کو بھی روکتی ہے جس سے شرک پھیلنے کا امکان ہو۔

السجده لغير الله

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف اسی موضوع پر ایک ضخیم تصنیف ہے ''الزبدة الزكيه فی تحریم سجود التحیه''

مسجود الملائكه

حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کرام نے سجدہ کیا یہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن حضور سرورِ عالمﷺ کو دل کا سجدہ روا ہے جس کا کسی کو انکار نہیں۔ اس لئے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اے شوقِ دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور یہ سجدہ ہو کہ جمیع انواع عوالم سے ثابت ہے کہ جملہ عوالم کا ذرہ ذرہ حضور سرورِ عالمﷺ کے حضور میں قلبی سجدہ ریز ہے ظاہر ہے وہاں صرف ملکوتیوں کی پیشانیاں جھک گئیں یہاں جملہ عوالم کے قلوب سجدہ ریز ہیں۔ ظاہر ہے کہ دلوں کا اور وہ بھی جملہ عوالم کا سروں سے سجدہ سے افضال ہے۔

سوال

قلوب کا سجدہ کہاں سے ثابت ہے۔

جواب ۱

سجدہ سے نیاز مندی مراد ہے اور کون سا بد بخت دل ہوگا جو حضور سرورِ عالمﷺ کا نیاز مند نہ ہو۔ ہاں کافروں اور بے دینوں کے قلوب کی بات نہیں۔

جواب ۲

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو سجدہ کی آرزو کی۔

چنانچہ امام ابونعیم ثعلبہ بن مالک سے راوی کہ ایک اونٹ نے جب بارگاہ نبوی میں سجدہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ نبوت میں عرض کی

نحن احق ان نسجد للنبی ﷺ. (خصائص کبریٰ، جلد ۱صفحہ ۵۲)

حضور جب جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔

فائدہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حکم نبوی کی تعمیل میں پیشانیاں تو نہ جھکاتے تھے مگر قلوبِ صحابہ حضور ﷺ کے لئے جھک ہوئے تھے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے مخالفین کی طعن و تشنیع پر کہ روضۂ اقدس کی طرف جاتے ہوئے سر جھکا کر جانا تو شرک ہے جواباً فرمایا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا　　　دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

حضرت بیدم وارثی نے ایک اور عجیب توجیہہ ظاہر کی ہے

سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

مزید توثیق

اگر نمازوں میں عموماً اور قبل وصالِ حبیب خدا ﷺ کی نمازوں میں خصوصاً کا حال سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ہوتے لیکن جونہی حضور سرورِ عالم ﷺ کی تشریف آوری یا کہیں سے چہرۂ رسول ﷺ کی جھلک محسوس کرتے تب پتہ چلتا کہ ان کا

سر خدا کے واسطے اور دل مصطفیٰ کے واسطے

یعنی ان کے اس طریقہ کار سے یقین ہو جاتا کہ یہ نماز تو پڑھتے ہیں خدا کی اور تعظیم بجالاتے ہیں مصطفیٰ (ﷺ) کی اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف ''رفع الحجاب'' کا مطالعہ کیجئے۔

مزید تائید

حضور نبی پاک ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو وہ دیر سے حاضر ہوئے آپ نے سبب پوچھا تو عرض کی کہ میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

استجیبو اللہ وللرسول اذادعاکم

جواب دو اللہ اور اس کے رسول کو جب وہ تمہیں بلائیں۔

مسئلہ

اس آیت و حدیث سے فقہاء کرام نے مسئلہ ثابت کیا ہے کہ جس کو امام رازی اور شارحِ بخاری امام احمد قسطلانی

لکھتے ہیں

ان الملائکۃ امروبالسجود لادم لاجل نور محمدﷺ ۔(تفسیر کبیر پارہ ۳،تحت آیۃ ۱)

سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے ملائکہ کوسجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں نورِ محمدی جلوہ گر تھا۔

حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

کان ﷺ المقصود من خلق آدم علیہ السلام ومن ثم لم یکن سجود الملائکۃ الالنور محمدﷺ۔

خلقِ آدم سے مقصود حضورﷺ ہی تھے اس لئے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفیﷺ کو تھا۔

اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا

مقصودِ ذات اوست وگر جملگی طفیل

مقصودِ نور اوست وگر جملگی ظلام

اصل مقصود تو آپ کی ذات ہے باقی جملہ مخلوق طفیلی ہے۔

اصل مقصود تو آپ کا نور ہے باقی سب آپ کے بغیر تاریکی ہی تاریکی۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

تو اصل وجود آمد ازنخست

وگر ہرچہ موجود شدہ

نمازی کوحضور سرورِ عالمﷺ بلائیں اس پرواجب ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہو آپ اس کے ساتھ جتنا دیر با ہم گفتگو رہیں جب واپس ہو تو نماز وہاں سے پڑھے جہاں چھوڑ گیا تھا اس لئے کہ جتنی دیر حضورﷺ کی خدمت میں رہا نماز میں رہا اگر چہ وہ سمت کعبہ بھی چھوڑ گیا تو حرج نہیں۔اس لئے کہ اب وہ کعبہ کے کعبہ کی طرف چلا گیا تھا۔(شامی وغیرہ ملخصاً)

مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی تصنیف ''کعبہ کا کعبہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

سجدہ آدم کو یا سید ولد آدم کو علیہم السلام

سجودِ ملائکہ واقعی سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا اعزاز ہے لیکن وہ سجدہ بھی درحقیقت ہمارے نبی پاکﷺ کو سجدہ کرایا گیا اور آدم علیہ السلام تو صرف درمیان میں ایک واسطہ اور وسیلہ کی مانند تھے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب نورِ نبوی کو زمین وآسمان و پہاڑ امانت رکھنے کے متحمل نہ ہوئے تو انسانِ کامل نے

اس امانت کے بار کو اُٹھایا جس کی طرف یہ آیۃ کریمہ مشہور ہے کہ

انا عرضنا الامنته علی السموات و الارض و الجبال فابین ان......... (قرآنِ حکیم)

ہم نے نورِ نبوی کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا وہ اس امانت کے بار کے متحمل نہ ہوئے۔

تو یہ نورِ مبارک سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا اس وقت رب العزت نے اس نور کی تعظیم و توقیر کے لئے قدسیوں کو سجدہ کا حکم دیا نوری سجدے کے لئے جھک گئے اور یہ سجدہ حقیقتاً نورِ مصطفیٰ ﷺ کو اور ظاہراً آدم علیہ السلام کو ہوا ۔جہت سجدۂ آدم بنے اور سجدہ نورِ نبوی کو ہوا لہٰذا حقیقت میں مسجودِ ملائکہ حضور ہی ہیں۔

سجدہ کی غرض و غایت

آدم علیہ السلام کو سجودِ ملائکہ سے ان کی تشریف مقصود تھی خدا نے تمام ملائکہ سے سجدہ کرا کر آپ کے فضل و شرف کا اظہار فرمایا مگر یہ شرف مستمر نہ ہوا ایک ساعت کے لئے تھا ایک وقت معین میں ہوا۔

ان سے بڑھ کر

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وہ اعزاز بخشا جو تمام مقبولانِ بارگاہِ ایزدی میں سے کسی کو نصیب نہ ہوا اور آپ کے فضل و شرف کو ایسے امر سے ظاہر فرمایا جو ہمیشہ رہے گا اور قیامت تک تشریفِ نبوی کے خطبے پڑھے جائیں گے۔

اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرماتا ہے

قلنا للملائکۃ اسجدو لادم فسجدوط

اور جب ہم نے ملائکہ سے فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو انہوں نے سجدہ کیا۔

نکتہ

اس آیت میں آدم علیہ السلام کی فضیلت کا نمایاں بیان ہے کہ آپ مسجودِ ملائکہ ہوئے ہیں لیکن اسجدو امر کا صیغہ ہے۔ تکرار کا مقتضی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجودِ ملائکہ سے جو شرف حاصل ہوا تھا وہ مستمر نہ تھا ایک وقت اور ایک آنِ واحد کے لئے تھا مگر اس کے برعکس حضور سید المرسلین ﷺ کی شان میں ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی. (قرآنِ کریم)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

فائدہ

اس آیت میں ہمارے حضور ﷺ کی شانِ رفیع اور منصبِ عالی کا بیان ہے کہ آپ پر اللہ، اس کے ملائکہ اور مومنین

درود بھیجتے ہیں۔لفظ **یصلون** دوام واستمرار چاہتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ہر فضل مستمر ہے اور صلوٰۃ بر نبی ملائکہ کا اشغالِ دائمی ہے نیز رب العالمین نے صلوات کو اپنی ذاتِ قدسی سے نسبت دی ہے اور حضور ﷺ کے فضل وشرف کے اظہار میں رب العالمین نے اپنی ذات کو ساتھ ملا لیا اس لئے حضور ﷺ کی شانِ بلندی کی رفعت اور بھی برتر ہو جاتی ہے اور یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ جو فضیلت ہمارے حضور ﷺ کو صلوۃ سے حاصل ہو رہی ہے وہ اس فضیلت سے بہت افضل وا کرم ہے جو آدم علیہ السلام کو سجود و ملائکہ سے حاصل ہوئی تھی اور صلوۃ کا مرتبہ سجود سے بہت تفوق اور برتری رکھتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی اسی مضمون کو خصائص کبریٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ

ان ذالک وقع وانقطع وتشريفة ﷺ بالصلوٰۃ مستمراً ابداً وثانياً ان ذالک حصل من الملائكة وتشريفه حصل من الملائكة وتشريفه حصل من الله والملائكة والمومنين.

حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ہوا وہ منقطع ہو گیا اور حضور ﷺ کی تشریف بالصلوٰۃ دائمی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے کیا اور حضور ﷺ کے فضل وشرف کے اظہار میں خود خالقِ کائنات شریک ہے۔

کسی سے ممکن ہے ثناءِ حضرتِ رسول اللہ کی
جب کہ خود خالق کرے مدحت رسول اللہ کی

لایمکن الثناء کما کان حقہ
بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خلاصه

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرانا حضور ﷺ پر فضیلت کی دلیل نہیں کیونکہ آپ میں ان سے بڑھ کر اس قسم کے فضائل وکمالات موجود ہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو انہیں ایسی فضیلتیں بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل اور آپ کے مرہونِ منت وصد احسان ہیں۔

زبانِ خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے
تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگار فرقت کا

حل لغات

زبانِ خار، کانٹے کی زبان۔کس کس درد سے، کتنے دکھ اور رنج والم سے۔دشتِ طیبہ، مدینہ کا جنگل۔جگرافگار، زخمی

دل۔فرقت،جدائی،فراق۔

شرح

کانٹے کی نوک بمنزلہ زبان کے ہے اور وہ نبی کریم ﷺ آپ کے فراق میں طیبہ کے جنگل میں لوگوں کا جگرا فگار تڑپنا کس کس درد سے سناتی ہے یعنی عشاق جو درِاقدس پر حاضر ہوکر آہ وفغاں کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔چند عاشقوں کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

بے دیدار بے کار

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ اپنے باغ میں کام کررہے تھے حضور سرورِ عالم ﷺ کے وصال کی خبران کے بیٹے نے سنائی تو اس وقت دعا کی اے اللہ میری بینائی واپس لے لے تاکہ جن آنکھوں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے آپ کے بعد اور کسی کو نہ دیکھ سکیں۔

درِ رسول پہ قصہ تمام ہوجائے

وہ یہودی جو تورات میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا نام دیکھ کر مٹا دیتا لیکن جتنا مٹاتا اتنا اور لکھا جاتا اس نے سمجھا کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں اس کے مدینہ پاک تک پہنچنے سے پہلے حضور ﷺ کے وصال کی خبر دی تو بے چین ہوگیا عرض کی مجھے حضور ﷺ کا کرتہ دکھایئے کرتہ مبارک سونگھا اور روضۂ انور کے سامنے کلمۂ اسلام پڑھ کر دعا مانگی الٰہی مجھے محبوب کے پاس بلالے یہ کہا اور فوراً فوت ہوگیا اسے جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

اس طرح کے متعدد واقعات فقیر کی کتاب ''عاشقانِ رسول ﷺ'' میں دیکھئے۔

حیوانات و جمادات کو عشق رسول ﷺ

نہ صرف حضرتِ انسان بلکہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے عشق ومحبت سے حیوانات و جمادات بھی سرشار تھے۔چنانچہ چند روایات حاضر ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصاری کا اونٹ تھا وہ سرکش ہوگیا اونٹ کے مالک حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس سے ہم آب کشی کیا کرتے تھے وہ سرکش ہوگیا ہے ۔اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اُٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اُٹھو وہ اُٹھے اور آپ ان کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوئے۔وہ اونٹ اس باغ کے ایک گوشہ میں تھا آپ اس کی طرف روانہ ہوئے۔اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کاٹنے والے کتے کی مانند ہوگیا ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کچھ ڈر نہیں۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا یہاں تک کہ آپ کے آگے سجدے میں گر پڑا آپ نے اس کے پیشانی کے بال پکڑ لئے اور وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام پر لگا دیا۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حیوان لا یعقل ہے آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عقل والے ہیں اس لئے ہم اس کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کو سزاوار نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہے۔

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

حل لغات

سرہانے، سر کی طرف، تکیہ کی جانب۔ بسمل، عرفِ عام میں بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا ہوا جانور، مجازاً درد، عشق کی وجہ سے بے تاب و بے چین، عاشقِ بے قرار، محبّ، دلفگار۔ بیتابی، بے چینی اور بے قراری۔ ماتم، سوگ، غم، آہ و نالہ۔ شہ کوثر، حرفِ ندا پوشیدہ ہے، اے جنت کی نہر کے مالک۔ ترحم، رحم فرمائیے۔ تشنہ، پیاسہ، آرزومند، حسرت مند۔

شرح

آپ ﷺ کی محبت میں تڑپنے والے کے سامنے بیتابی خود ماتم کر رہی ہے اور عرض کر رہی ہے کہ اے کوثر کے بادشاہ آپ رحم فرمائیے کہ آپ کی رحمت کا پیاسا دنیا سے تشنہ کام ہی جا رہا ہے۔ اس شعر میں عشاق کا مدینہ کے والی ﷺ کے عشق اور ہجر و فراق میں تڑپنے پڑھکنے کا منظر بیان کیا گیا ہے اور فقیر ان عشاق میں سے کس کس کی کہانی سنائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال سب کو معلوم ہے کہ کفار کے شدید ترین عذاب پہنچانے کے باوجود وہ پیچھے نہ ہٹے بلکہ جوں جوں وہ سختیاں بڑھاتے تھے آپ کا عشق تیز تر ہوتا چلا گیا۔ اسی طرح آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہر ایک عشق میں کامل بلکہ اکمل تھا مثلاً سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے ان کے متعلق امام حاکم حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عن زید بن حارثه فی قصة طویلة له حین جاء ت عشیرته بطلبونه من عندرسول الله ﷺ بعد ما اسلم فقالو اله امض معنا یازید فقال ماارید برسول الله ﷺ وسلم بدلا ولا غیره احدنا فقالو یامحمد انا معطوک بهذا الغلام دیات فسم ماشئت فانا حاملوه الیک فقال اسالکم ان تشهدوا ان

لاالہ اللہ وانی خاتم انبیائہ ورسلہ معکم الحدیث اخرجہ الحاکم مفصلا وسرد قصه مستدرکه. (جلد۳صفحہ۳۱۴)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید اُٹھو اور ہمارے ساتھ چلو میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں ساری دنیا سے کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ آپ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلے میں بہت سے دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ چاہیں فرمادیں ہم ادا کر دیں گے مگر اس لڑکے کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو کہ اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابلِ عبادت نہیں اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ (جب تم یہ گواہی دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کردوں گا۔

مجھے ماں باپ نہیں رسول اللہ ﷺ کی غلامی چاہیے۔ یہ سن کر ان کے باپ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔

جنہیں مرقد میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یادکرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

حل لغات

مرقد، خوابگاہ، قبر۔ حشر، قیامت۔ صدقہ، خیرات۔

شرح

اے حبیبِ لبیب دلوں کے طبیب ﷺ جن لوگوں کو قبر سے محشر تک امتی (اے میری امت) جیسے پیار بھرے لفظ سے پکاریں گے تو اے رحمت عالم اپنی رحمتوں کی خیرات عطاء فرمائیے اور ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں یاد فرمالیجئے۔

امتی کی یاد

حضور سرورِ عالم ﷺ نے امت کی مغفرت اور بخشش کے لئے بہت بڑی تکالیف برداشت فرمائیں امت کی خاطر عبادتِ شاقہ میں کئی کئی راتیں آنکھوں پہ کاٹیں یہاں تک کہ پاؤں مبارک میں ورم ہوجاتے پھر دنیا سے رخصت ہوئے تو بھی امت کو یاد فرمارہے تھے جیسا کہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ آخری شخص تھے جو حضور ﷺ کی قبر انور سے باہر آئے انہوں نے فرمایا کہ میں نے قبر میں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اپنے لبہائے مبارک ہلا رہے

تھے میں نے کانوں کولبِ اطہر کے قریب کیا تو میں نے سنا آپ فرمارہے تھے "ربِ امتی ربِ امتی"

(مدارجِ النبوۃ اُردو جلد ۳، صفحہ ۱۵۷)

مزار میں امت کی یاد

ہرصبح وشام اعمالِ امت حضورﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے اور حضرت امام اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدينه وحيقة التى هو عليها من دينه وحجابه الذى هوبه محجوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم وحقيقة ايمانهم واعمالهم وحسناتهم وسياتهم واخلاصهم ونفاقهم وغير ذلك بنور الحق.

(روح البیان پارہ ۲، تحت آیت ویکون الرسول علیکم شہیدا)

ان پر رسول کے گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور مطلع ہیں اپنے دین کے ہر متدین کے رتبے پر اور اس کے ایمان کی حقیقت پر اور اس حجاب پر کہ جس کے سبب سے وہ کمالِ دین سے محجوب ہے پس حضور ان کے گناہوں کو اور ان کے ایمان کی حقیقت کو اور ان کے اعمال کو ان کی نیکیوں اور برائیوں سے ان کے اخلاص ونفاق وغیرہ کو نورِ نبوت سے پہچانتے ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں

ویکون الرسول علیکم شهید یعنی وباشد رسول شمابر شماگواه . زیر اکه او مطلع است بنور نبوت بررتبه هر متدین بدین خود که در کدام درجه از دین من رسیده وحقیقت ایمان اوچیست وحجاب که بندان از ترقی محجوب مانده است کدام است پس اومے شناسد گناهان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیك وبدشمارا واخلاص ونفاق شمارا.

اور رسول اللہﷺ تم پر گواہ ہیں اس لئے کہ آپﷺ نورِ نبوتﷺ سے ہر دین دار کے دین سے آگاہ ہیں کہ وہ میرے دین میں کتنے مرتبہ تک پہنچا ہے اور اس کے دین کی حقیقت کیا ہے۔ آپﷺ تمہارے گناہوں کو جانتے پہچانتے اور تمہارے ایمان کے درجات کو بھی اور تمہارے نیک وبد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو بھی۔

حضرت امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

وینبغی ان یقف عند محاذاة اربعة اذدع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الهیبة کما کان یفعل فی حال حیاته اذلا فرق بین موته و حیاته فی مشاهدته و معرفة باحوالهم

ونیاتھم وعزائھم وخواطر ھم ذلک عندہ جلی لاخفاء بہ فان قلت ھذا الصفات مختصة باللہ تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالباً و قد وقع کثیر من ذلک کما ھو مسطور فی مظنة ذالک من الکتب وقد روی ابن المبارک عن سعید بن المسیب قال لیس من یوم الاتعرض علی النبی ﷺ امتہ غدوة وعشیة فیعر فھم بسیما ھم واعمالھم فلذلک یشھد علیھم. (مواہب لدنیہ)

چاہیے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہوے اور ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے اور مقامِ ہیبت میں آنکھیں بند کرے جیسا کہ حضور کی حیاتِ شریف کی حالت میں کیا جاتا تھا کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں حضور کی موت وحیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالمِ برزخ میں چلا جاتا ہے وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے ایسا بہت وقوع میں آیا ہے جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیّب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام امت کے اعمال حضور ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں لہٰذا آپ ان اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارتِ سید الاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے

فاذا زارئہ ﷺ فان قدران لا یجلس فھو بہ اولی فان عجز فلہ انیجلس بالادب و الاحترام و التعظیم وقد لایحتاج الزائد فی طلب حوائجہ ومغفرة ذنوبہ ان یذکرھا بلسانہ بل یحضر ذلک فی قلبہ وھو حاضر بین یدیہ ﷺ لانہ علیہ الصلوٰة و السلام اعلم منہ بحوائجہ ومصالحہ وارحم بہ منہ لنفسہ واشفق علیہ من اقاربہ وقد قال علیہ الصلوٰة و السلام(انما مثلی و مثلکم کمثل الفراش تقعون فی النار وانا احذ بحجز کم عنھا)او کماقال و ھذا فی حقہ ﷺ فی کل وقت وان عنی فی التوسل بہ طلب الحوائج بجاھہ عند ربہ عزوجل ومن لم یقدر لہ زیارتہ ﷺ بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ ولیحضر قلبہ انہ حاضر بین یدیہ متشفعا الی من من بہ علیہ.

(مدخل لابن الحاج، جزءاول، زیارت سید الاولین والاخرین ﷺ)

جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے اگر وہ طاقت رکھتا ہو تو نہ بیٹھے اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اسے ادب واحترام اور تعظیم سے بیٹھنا جائز ہے زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے بلکہ ان کو آنحضرت ﷺ کی حضور میں دل میں حاضر کرلے کیونکہ حضور ﷺ کو زائر کی حاجت وضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے اور حضور اس پر خود اس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں اللہ عزوجل سے اور جس شخص کے لئے بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی زیارت کا مقدور نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں حضور کے سامنے حاضر ہوں اور حضور کو بارگاہِ الٰہی میں شفیع لا رہا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

اور علامہ سیوطی عالمِ برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال میں یوں تحریر فرماتے ہیں

النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السیئات والدعا بکشف البلاء عنهم والترد فی اقطار الارض لحلول البرکة فیها وحضور جنازة من مات من صالحی امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ کماوردت بذلک الا حادیث والاشار (ربناءالانکیاءفی حیاۃ انبیاء)

اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور ان سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا اپنی امت صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا بے شک یہ امور حضور ﷺ کے اشغال میں ہیں جیسا کہ احادیث وآثار میں وارد ہے۔

میدانِ حشر میں امت کی یاد

امام طبرانی نے اوسط میں امامِ حاکم نے تصحیح کر کے روایت کی نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب انبیاء علیہم السلام کے بیٹھنے کے لئے سونے کے منبر ہونگے مگر میرا منبر خالی رہے گا اور تمام نبی علیہ السلام ان پر جلوہ افروز ہونگے میں اس پر نہ بیٹھوں گا اپنے رب کے سامنے خاموش کھڑا رہوں گا یہ اندیشہ کرتے ہوئے کہ کہیں میں تو جنت میں بھیج دیا جاؤں اور میری امت میرے بعد کہاں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب (ﷺ) آپ اپنی امت کے بارے میں جو چاہتے ہیں میں وہی کرونگا میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت کا حساب جلد فرمادے میں مسلسل سفارش کرتا ہی

رہوں گا حتی کہ میری امت کے ان لوگوں کی فہرست مجھے دے دی جائے گی جنہیں دوزخ میں بھیجا جاچکا ہو گا اس لئے دوزخ کا داروغہ کہے گا۔

ماترکت یغضب ربک فی امتک من بقیہ(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۱۷)

یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی امت میں اپنے رب کی ناراضگی کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔

حق وفا

ایسے کریم اور وفادار نبی ﷺ کے لئے امت پر بھی حق ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام سے وفاداری کا ثبوت دے نہ کہ آپ کے دشمنوں سے مل کر آپ ﷺ کے ساتھ غداری کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک ﷺ کا سچا پکا وفادار بنائے۔(آمین)

وہ چمکیں بجلیاں یارت تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

حل لغات

وہ چمکیں بجلیاں، بجلی کوندیں۔تجلی ہائے، جمع بطرز فارسی چمک دمک۔جاناں، محبوب۔کہ، تا کہ۔چشم طور، کوہ طور کی آنکھ۔مشتاق رویت، دیکھنے کا شوق اور تڑپ رکھنے والا۔

شرح

میرے محبوب ﷺ کی بے انتہا چمک دمک والی تجلیاں اے میرے مولیٰ مدینہ منورہ کی طرف سے کوندیں تا کہ رویت کا میرا مشتاق دل کوہ طور کی آنکھوں کا ہمیشہ کے لئے سرمہ ہو جائے یعنی جس طرح آرزومند کوہ طور تجلیاتِ الٰہی کی تاب نہ لا سکا اور جل کر سرمہ بن گیا۔اسی طرح میرا آرزومند دل اپنے محبوب ﷺ کی روشنیوں کی چمک دمک کی تاب نہیں رکھتا لیکن میرا دل مشتاق تجلیاتِ جاناں ﷺ سے شہید ہونے کا عزم رکھتا ہے تا کہ وہ کوہ طور کی آنکھوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرا یہ دل مشتاق سرمہ بن جائے یعنی میں اپنے محبوب کے جمالِ جہاں آراء پر اپنی جان قربان کردوں۔

سچی محبت کی علامت

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچی محبت کی علامت میں سے ایک یہ بھی لکھی ہے کہ

ومن علامت محبۃ ﷺ کثرۃ الشوق الی القائہ اذکل حبیب یحب لقاحبیبہ.

(شفاء شریف وزرقانی علے المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

اور حضور ﷺ کی محبت کی علامت میں زیارت کا شوق بکثرت ہو اس لئے کہ ہر محبّ اپنے محبوب کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

اور اس کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے ہر عاشق کے ذکر خیر کے بیان کو جی چاہتا ہے لیکن کیا کروں خوفِ طوالت ہے۔

سلطان العاشقین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں دیکھا کہ ہر چار سو دھواں کے نشان ہیں عرض کی ابا جان یہ باورچی خانہ تو نہیں ہے تو دھواں کہاں سے آ گیا۔ فرمایا بیٹی فراقِ رسول ﷺ سے جو آہیں نکلتی ہیں یہ انہیں کے نشانات ہیں۔

حضرت انس کا عشق

جب آپ کو ان کی والدہ نے حضور ﷺ کی غلامی میں دے دیا تو حضور ﷺ نے قبول فرما کر حکم فرمایا کہ صبح کی نماز تا دوپہر ہمارے ہاں گزار کر باقی اوقات والدین کے پاس رہا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تعمیل ارشاد پر رات کو ماں باپ کے ہاں گزارتا لیکن میں سرِ شام سے ہی طلوعِ صبح کی دعا کرتا تا کہ جلد جلد بارگاہِ نبوی ﷺ پہنچ جاؤں۔ اکثر میں ایسے وقت پہنچ جاتا کہ حضور ﷺ سحری کرتے ہوتے اور مجھے اپنی رکابی میں شریکِ طعام کر لیتے۔ (آئینہ حرم صفحہ ۶)

مؤذنِ حبیبِ کبریا سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرورِ کونین ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور کی جگہ کو خالی دیکھنا مشکل ہو گیا اس لئے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی کے جتنے دن ہیں جہاد میں گزار دوں اس لئے جہاد میں شرکت کی نیت سے چل دیئے ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے تو آنکھ کھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کی فرمائش کی لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی اذان کہنا شروع کیا اور مدینہ میں حضور ﷺ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا عورتیں روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں۔ چند روز قیام کے بعد واپس ہوئے اور ۲۰ ھ کے قریب دمشق میں وصال ہوا۔ (اسد الغابہ)

وصال برائے وصال

حضرت بلال بن رباح کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا

واحذناه

ہائے غم

یہ سن کر حضرت بلال نے کہا

واطرباہ غداالقی الاحبتہ محمدا وحزبہ. (شفاء شریف)

وائے خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔

حضرت اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب ۷ھ میں قبیلہ اشعریین میں سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ مدینہ شریف کو آئے تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے۔

غدا لقی الا حبة محمد او حزبہ .

ہم کل دوستوں یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ملیں گے۔

وصال میں بھی بے قرار

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کو اس طرح ٹکٹکی باندھے رہا تھا کہ پلک بھی نہیں جھپکنے دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے سبب پوچھا تو عرض کی جب تک آپ ﷺ کو دیکھتا رہتا ہوں سکون رہتا ہے ورنہ بے تاب و بے قرار ہو جاتا ہوں۔

سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن مدینے کے نواح میں تھا وہ اپنے قبیلے کے ذہین اور پڑھے لکھے انسان تھے۔ فنِ خطابت اور شعر و شاعری میں بھی ادراک رکھتے تھے طبیعت نہایت سادہ تھی ان کا خاص مشغلہ بکریاں چرانا تھا چند سال پہلے مکے میں جو صدائے توحید بلند ہوئی تھی اس کی بھنک حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں پڑی چونکہ اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سعید سے نوازا تھا اس لئے دعوتِ توحید کا حال سن کر بہت متاثر ہوئے۔ سرورِ دو عالم ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو یہ خبر مدینے کی نواحی بستیوں میں بڑی تیزی سے پھیل گئی۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس وقت یہ خبر ملی وہ بکریاں چرا رہے تھے مدینے میں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے ان کی دلی مراد بر آئی اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے بے تاب ہو گئے۔ بکریوں کے ریوڑ کو خدا کے حوالے کیا اور خود مدینہ روانہ ہو گئے مدینہ پہنچ کر سیدھے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کلمہ توحید پڑھا اور حضور ﷺ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول مجھ سے بیعت لے لیجئے

۔حضورﷺ نے پوچھا صرف بیعت چاہتے ہو یا بیعت ہجرت ۔عرض کیا بیعت ہجرت چنانچہ بیعت کر کے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور ہروقت خدمت نبویﷺ میں حاضر رہنے لگے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالمﷺ کے قدموں سے ایسے وابستہ ہوئے کہ سفر وحضر میں ہمیشہ ساتھ رہے اور حضورﷺ سے جدائی انہیں کبھی گوارا نہ ہوئی حضورﷺ سفر پر روانہ ہوتے تو عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری کھینچنے کی خدمت انجام دیتے اور حضور کو راستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس خوش بختی پر بڑے نازاں تھے حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ ایک بار وہ فرطِ شوق وذوق میں سرکارِ دو عالمﷺ کے قدموں سے چمٹ گئے اور عرض کی یا رسول اللہﷺ مجھے سورۂ ہود اور سورۂ یوسف پڑھایئے حضورﷺ نے بڑے لطف وانبساط کے ساتھ انہیں سورتوں کی تعلیم دی۔

مزید واقعات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم "عاشقانِ رسولﷺ" میں پڑھئے۔

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

حل لغات

رضا، شاعر کا تخلص جو ان کے پیارے نام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ایک جز ہے۔ خستہ، زخمی، رنجیدہ۔ جوش، تیزی۔ بحر، دریا، سمندر۔ عصیاں، گناہ۔ کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا، کبھی نہ کبھی ان کی رحمت کے سایہ میں پناہ ضرور ملے گی۔

شرح

اے رنجیدہ خاطر رضا گناہوں کے سمندر کی تیزی اور ابال سے تمہیں گھبراہٹ کیوں ہوتی ہے اتنے خوف و ہراس کی کیا بات ہے۔ رحمتِ عالمﷺ کی رحمت کے دامن میں آج نہیں تو کل قیامت میں ضرور پناہ ملے گی۔

شفاعت کی جھلک

امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ.

نازل ہوئی تو آپﷺ نے فرمایا

وانی لا ارضی واحد من امتی فی النار. (تفسیر القرطبی جلدا صفحہ ۹۶)

فقیر نے پہلے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پر بہشت حرام کردی جب تک حضورﷺ تشریف نہ لے

جائیں۔اب نتیجہ نکالئے کہ بہشت میں کوئی داخل نہ ہوگا جب تک آپ نہ جائیں گے اور آپ بہشت میں نہیں جائیں گے جب تک تمام امت کا آخری فرد بہشت میں نہ جائے گا اس سے بڑھ کرامت سے غم خواری وغمگساری اور کیا ہوگی اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ امت سے وفادار امتی مراد ہے نہ غدار جیسا کہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب امتی بننے والے پیش ہوں گے حضور ﷺ بھی از راہ شفقت آمادگی شفاعت ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب ﷺ یہ غدار امتی ہیں اس لئے آپ انہیں اپنے قریب نہ پھٹکنے نہ دیں۔آپ یہ سن کر "سحقا سحقا" دفع ہوں دفع ہوں" فرما کر انہیں اپنے دروازہ سے دھتکاریں گے پھر انہیں دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔(ملخصاً) (مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۲۴۹)

دوزخ مجرموں سے خالی ہوجائیگا

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوزخ خالی ہو جائے گی ملائکہ دروازے کھٹکائیں گے تو کہیں سے کسی انسان کا جواب نہ ملے گا۔

سوال

یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خلدین فیھا ابداً

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

جواب

صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے مذکورہ حدیث نقل کر کے سوال مذکور خود لکھ کر جواب دیا کہ اس حدیث میں طبقہ علیا مراد ہے اس لئے کہ اس میں صرف فاسق و فاجر تھے جنہیں نکال لیا جائے گا نیچے کے طبقات ویسے ہی پُر رہیں گے اور مرتدین، کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہم جنہیں خلودِ دائمی کا فرمایا گیا وہ اس میں دائماً رہیں گے۔

نعت شریف

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

حل لغات

لطف،مہربانی۔شاد،خوش وخرم۔

شرح

سرورِ عالم آقائے کون ومکان ﷺ کی مہربانیاں ایک روز ''قیامت کے دن'' اتنی عام ہونگی کہ ہر خاص وعام کا شاد کام ہوگا اور ہر ناکام و بے چارہ آپ کی مہربانیوں سے خوش وخرم ہوجائے گا اس میں قیامت میں حضور کی پہلی شفاعت ''شفاعتِ کبریٰ'' کی طرف اشارہ ہے۔اثباتِ شفاعت کے لئے متعدد آیات پہلے عرض کی گئی ہے منجملہ ان کے ''عسی ان یبعثک ربک مقاما محمود (پارہ ۱۵) بھی ہے یعنی قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری مدح کریں۔

فائدہ

مقامِ محمود سے مراد شفاعتِ کبریٰ ہے جو کہ ہر مومن وکافر سب کو نصیب ہوگی اور شادکام ہوکر حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔(مشکوٰۃ شریف، باب الشفاعۃ) اور جب حضور کی پہلی شفاعت سے اہل محشر کی مصیبت دور ہوجائے گی تو جملہ اہل محشر کافر ہوں کہ مومن خوش ہوکر حضور کی تعریف وتوصیف کریں گے۔

دخولِ جنت

مذکورہ بالا شفاعتِ کبریٰ کے بعد بھی حضور ﷺ کو چین نہیں آئے گا جب تک کہ آپ ﷺ کا آخری امتی جنت میں داخل نہ ہوگا چنانچہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے ندا آئے گی

قد رضیت یامحمد

اے حبیب ﷺ خوش ہوگئے ہو یا نہیں۔

تو میں عرض کروں گا

ای رب قد رضیت

ہاں اے میرے پروردگار بہت خوش ہوں۔

عقیدۂ حق

انہی روایات کے مطابق ہم کہتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

لیکن اس پر اعتراض بھی انہیں ہے جو شانِ رسالتﷺ کو تا حال سمجھے نہیں یہ شان تو ان کے غلاموں کی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شان بخشی ہے کہ جب غزوۂ تبوک میں سب کچھ راہِ خدا میں لٹا دیا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ حضورﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کیا تو راضی ہے یا نہیں۔

جاں دیدو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

حل لغات

جان دیدو، جان نچھاور کر دو۔ وعدہ دیدار، دیدار کا وعدہ۔ نقد، ادھار کی ضد، فوراً اسی وقت لین دین۔ دام، قیمت

شرح

حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر شخص جو مر جاتا ہے تو اس سے تین سوالات ہوتے ہیں۔ "من ربک، من دینک، وما کنت تقول فی حق ھذا الرجل" کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور حضور اکرمﷺ کا جمال جہاں آراء دکھائی دے رہا ہو گا ان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جائے گا کہ ان کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اس طرح حضورﷺ کا دیدار ہر شخص کو ہوتا ہے لیکن دیدار کے وقت منافق کافر کہے گا "لا ادری" کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا اور مومن عاشقِ رسول کہے گا "نبی اللہ و رسولہ" کہ وہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ ہاں ہمیں بھی امید تھی کہ تم یہی جواب دو گے

"نم کنوم العروس التی لا یستیقظھا الا احب اھلھا"

تم آرام و چین سے اس دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اس کے مالک کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ جان جیسی قیمتی چیز دیدارِ محبوبﷺ کے وعدہ پر نچھاور کر دینے میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہو گا بلکہ فوراً سرکار کا دیدار ہے جو ہم سب کو نصیب ہو گا۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اس شعر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی ترجمانی فرمائی ہے۔حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں

درینجا بشارت تیست مرمشتاقان غمزدہ راکہ اگر زندہ در گورروند جائے دارد

یہاں غمزدہ مشتاقوں کو مژدہ ہے کہ اگر وہ اسی میں زندہ در گور ہو کر چلے جائیں تو روا ہوسکتا ہے۔

مسئلہ

ہر قبر میں ہر مرد (مومن وکافر) کو حضورﷺ کی زیارت ہوگی خلافاً للوہابیۃ اور فقیر کی اس موضوع پر ایک تصنیف ہے "القول المويد فی هذاالرجل لمحمعوف ہر قبر میں زیارتِ رسولﷺ۔ یہاں شعر کی مناسبت چند مختصراً دلائل عرض ہیں ہمارا استدلال بخاری شریف کی حدیث سوالِ نکیرین سے ہے جس کا ایک جملہ "ماتقول فی هذاالرجل" بخاری میں ہے یہ جملہ مشکوٰۃ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب احادیث میں بقیہ صفحات تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

مواہب لدنیہ مع زرقانی جلد۵ صفحہ ۲۸۱، کشف الغمہ جلد۲ صفحہ ۴۴، مدارج النبوۃ جلد۱ صفحہ ۱۲۵، حاشیہ نسائی جلد۱ صفحہ ۲۸۸، اشعۃ للمعات جلد۱ صفحہ ۱۱۵، شرح الصدور صفحہ ۶۰، مجموعہ فتاویٰ جلد۲ صفحہ ۶۶، فتاویٰ عبدالحیٔ جلد۲ صفحہ ۲۴، قسطلانی جلد۳ صفحہ ۳۹۰، حاشیہ مشکوٰۃ جلد۱ صفحہ ۲۴، حاشیہ بخاری جلد۱ صفحہ ۱۸۴، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۹۷، ترمذی جلد۱ صفحہ ۱۲۷، ابن ماجہ جلد۴ ترجمہ ابوداؤد از وحیدالزمان نے لکھا ہے۔بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ کی صورتِ مبارک دکھائی جاتی ہے جلد۳ صفحہ ۵۱۱۔اس طرح مولوی احمد رضا بجنوری تلمیذ مولوی انور کشمیری انوار الباری شرح البخاری میں لکھا ہے بلکہ اس نے حقائق ودلائل سے بھی ثابت کیا ہے کہ ہر قبر میں ہر مردے کو حضور نبی پاکﷺ کی زیارت ہونا کوئی بڑا مشکل مسئلہ نہیں بلکہ آپﷺ کے کمالات میں سے ایک ادنیٰ کمال ہے۔

شارحینِ احادیث کی تصریحات

حدیث "ماتقول فی هذاالرجل" کے تحت شارحین نے لکھا ہے

(۱) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا

یعنی هذا الرجل کہ می گوئید آنحضرت رامی خواہند

ھذاالرجل سے مراد حضورﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔

اشعۃ اللمعات میں حدیث

یارباحضار ذات شریف دے درعیانے به این طریق که ور قبر مثالے دے علیه السلام حاضر ساخته باشند ودریں جابشارتے است عظیم مشتاقان غمزده راکه اگر برامید ایں شادی بان هندو زنده در گوراوند جائے دار دیا۔

قبر میں ظاہرظہور آپ کی ذات شرف کوحاضر کرتے ہیں اس طرح کہ قبر میں حضورﷺ کی وجودِمثالی موجودہ کردیتے ہیں اور اس جگہ مشتاقانِ غمزدہ کو بڑی خوشخبری ہے کہ وہ اگر اس شادی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو اس کا موقعہ ہے۔

(۲) حاشیہ مشکوٰۃ میں یہی حدیث

قیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیه السلام وهی بشری عظیمة

کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھادیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی کریمﷺ کو دیکھتا ہے اور یہ بڑی ہی خوشخبری ہے۔

(۳) قسطلانی شرح بخاری کتاب الجنائز صفحہ ۳۹۰ میں ہے

فقیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیه السلام وهی بشری عظیمة للمومن ان ضع

کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھادیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی کریمﷺ کو دیکھتا ہے اور یہ مسلمان کے لئے بڑی خوشخبری ہے اگر ٹھیک رہے۔

سوال

هــذاالــرجــل معہود ذہنی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مردہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ جو تیرے ذہن میں موجود ہیں انہیں تو کیا کہتا تھا؟

جواب ۱

یہ درست نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کافر میت سے یہ سوال نہ ہوتا کیونکہ وہ تو حضورﷺ کے تصور سے خالی الذہن ہے۔

جواب ۲

کافر اس کے جواب میں یہ نہ کہتا میں نہیں جانتا بلکہ پوچھتا کہ تم کس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ اس کے

"لا ادری" کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو آنکھوں سے دیکھ تو رہا ہے مگر پہچانتا نہیں لہٰذا یہ اشارہ خارجی ہے۔

فائدہ

حدیث اور شارحین کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قبر میں میت کو حضور ﷺ کا دیدار کرا کر سوال ہوتا ہے کہ تو اس شمس الضحیٰ بدرا لدجی علیہ ﷺ کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں کیا کہتا ہے ہذا اشارہ قریب ہے۔معلوم ہوا دکھا کے قریب کر کے پھر پوچھتے ہیں اس لئے حضراتِ صوفیائے کرام اور عشاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو دولہا کے دیدار کی رات کہتے ہیں۔آسی مرحوم فرماتے ہیں

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رات

حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرقد کی پہلی شب ہے دولہا کی دید کی شب
اس شب کے عید صدقے اس کا جواب کیسا

اسی لئے بزرگانِ دین کے وصال کے دن کو روزِ عرس کہتے ہیں۔عرس کے معنی ہیں شادی کیونکہ عروس یعنی محمد رسول اللہ ﷺ دولہا کے دیدار کا دن ہے۔

(۱)حدیث شریف میں ہے جنت کو اہل ایمان کا سخت اشتیاق رہتا ہے۔

(۲)جب بندہ دعا مانگتا ہے تو جنت عرض کرتی ہے یا اللہ وہ مجھے مانگتا ہے تو اسے عطاء فرما۔(کنز العمال ملخصاً)

(۳)سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پہلے سے اس کی سیر فرما آئے۔

شاد ہے فردوس یعنی ایک دن
قسمت خدام ہوہی جائے گا

حل لغات

فردوس، جنت۔قسمت،نصیب۔خدام، خادم کی جمع،خدمت گزار۔

شرح

جنت الفردوس خوش وخرم ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک دن حضور کے خدمت گزاروں کے نصیب میں آئے گی

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا ہے کہ

ان الذی امنو وعملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس نزلا خالدین فیھا لا یبغون عنھا حولا. (پارہ۱۶، رکوع ۳)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے تو فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا چاہئیں گے۔

جنت جاگیر ھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سیدنا ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس شرح میں بارہا لکھا جا چکا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت عطاء فرمارہے ہیں مالکِ جنت ہیں تو انہیں "او غیر ذلک" فرماتے ہیں اس لئے جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ومختار ہو۔

نکتہ عجیبہ

جب دریائے رحمت جوش میں آیا تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے فرمایا "سل" بلفظ "سل" کی عظمت ورفعت اور عموم واطلاق پر غور کیجئے۔ شہنشاہ کونین ﷺ کس بے نیازی سے فرمارہے ہیں کہ ربیعہ مانگو یہ نہیں فرماتے کہ فلاں چیز مانگو بلکہ ارشاد ہوتا ہے جو جی میں آئے مانگو کیونکہ لفظ "سل" میں عموم واطلاق ہے اور اتنا بڑا عظیم دعویٰ وہی کرسکتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری خدائی ہو۔ پھر ربیعہ کے مانگ لینے پر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو جو اس امر پر دال ہے کہ جنت ہی کیا ہم ہر چیز عطاء فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک ہو۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں

وازاطلاق سوال کہ فرمودسل وتخصیص نکرد مطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کارھمہ بدست ھمت و کرامت اواست ھر چہ خواھد ھر باذن پروردگار خود بدھد۔ (اشعۃ اللمعات)

حضور ﷺ نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانۂ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور کے دست تقدس میں ہے آپ جسے چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں عطاء فرماتے ہیں۔

بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

انما قاسم

حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ نعمتوں کے قاسم ہیں تو جنت کے بھی اس لئے محدثین کرام نے تقسیم کے عموم میں جنت کے دخول کی بھی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں

وکنیته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها. (مواہب، جلد ا صفحہ ۱۹۵)

حضور کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے آپ قاسمِ جنت ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

اس لئے فردوس خوش ہے کہ اس میں وہی آئیں گے جو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہونگے کیونکہ جنت تو ہے گھر غلامانِ مصطفیٰ کا اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے ہے۔

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

حل لغات

بے باکیاں، بے خوفیاں۔ رام، تابعدار

شرح

جوانی گزرنے کے بعد گناہوں کی بے باکیاں اور بے پرواہیاں یاد رہ جائیں گی اور اے نفس تو تو آخر خدا کا مطیع وتابعدار ہو ہی جائے گا لہٰذا گناہوں سے توبہ کر اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کا ابھی سے مطیع بن جا۔

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقت پیری گرگ زادہ میشود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبری طریقہ ہے بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

سوال

توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر توبہ انبیاء کا شیوہ ثابت نہ ہوا۔

جواب ۱

یہاں توبہ سے رجوع الی اللہ مراد ہے یعنی جوانی میں رجوع الی اللہ شیوۂ پیغمبری ہے کہ انبیاء علیہم السلام ویسے تو پیدائشی راجع الی اللہ ہوتے ہیں لیکن زمانہ تکلیف جوانی میں ہوتا ہے۔ وہ اس دور میں نہ صرف خود رجوع الی رکھتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی واصل باللہ بناتے ہیں۔

جواب ۲

اگر توبہ عرفی مراد ہو تو بھی تعلیمی توبہ مراد ہے نہ کہ حقیقی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد "تب علینا" کہا۔

جواب ۳

ہاں یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو ایسے قریب ہوتے ہیں کہ خلافِ اولیٰ امور پر بھی توبہ کرتے ہیں جیسے آدم و حواء اور موسیٰ وغیرہم علیہ السلام سے ایسے خلافِ اولیٰ امور سرزد ہوئے تو فوراً توبہ واستغفار فرمایا۔

بہر حال انبیاء علیہ السلام کو تمثیلاً ذکر فرمایا ہے کہ انسان عموماً دورانِ شبابِ جوانی کے نشہ میں سرمست ہوتا ہے۔ اسی لئے اسی دوران رجوع الی اللہ ہو تو سبحان اللہ ورنہ بڑھاپے میں عموماً انسان کے قویٰ واعضاء کمزور پڑ جاتے ہیں اگر چہ حرص کو شباب ہوتا ہے تب بھی عصیان کے ارتکاب کی امنگیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں انسان اس دوران تھوڑی سی توجہ سے رجوع الی اللہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے اکثر دوستوں کو بڑھاپے میں بکثرت راجع الی اللہ دیکھا جاتا ہے۔

نبی آخرالزمان کا شباب و جوانی

ویسے تو ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شباب و جوانی بے مثال باکمال ہے لیکن ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کا شباب و جوانی سب سے بڑھ کر بے مثال والا جواب ہے۔ اجمال ملاحظہ ہو

عرب جیسی قوم میں جس کی حالت زبوں سے زبوں تر تھی حضور ﷺ کی زندگی بعثت تک ہر پہلو کے لحاظ سے بالکل بے لوث رہی۔ آپ اخلاقِ حمیدہ سے موصوف اور صدق وامانت میں مشہور تھے یہاں تک کہ قوم نے آپ کو امین وصادق کا لقب دیا ہوا تھا۔ آپ مجالس لہو ولعب میں کبھی شریک نہ ہوئے۔ وہ افعالِ جاہلیت جن کی آپ کی شریعت میں ممانعت وارد ہے آپ کبھی ان کے مرتکب نہ ہوئے جو جانور بتوں پر ذبح کئے جاتے آپ ان کا گوشت نہ کھاتے۔ افسانہ گوئی، شراب خوری، قمار بازی اور بت پرستی جو قوم میں رائج تھی آپ ان سب سے الگ رہے۔ سال میں ایک بار ماہ رمضان میں کوہ حرا

جو مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف کو ہے اعتکاف فرمایا کرتے اور وہاں ذکر وفکر میں مشغول رہتے چندراتوں کا توشہ ساتھ لے جاتے وہ ختم ہو جاتا تو گھر تشریف لاتے اور اسی قدر توشہ لے کر حراء میں جا معتکف ہوتے۔

تنظیمِ نوجوانانِ عرب

جوانی و شباب کے دوران حضورﷺ کا ہر کارنامہ قابلِ صد آفرین و تحسین ہے لیکن حلف الفضول کی تنظیم آج بھی نوجوانوں کو دعوت پیش کرتی ہے کہ یہ ہے شیوۂ پیغمبری۔

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

شرح

جو لوگ حضورﷺ کی محبت میں اپنے آپ کو بے نام و نشان کر لیتے ہیں تو ان کا نشان کبھی نہیں مٹ سکتا بلکہ مٹتے مٹتے اتنے مشہور ہو جاتے ہیں کہ ہر شخص انہیں پہچان لیتا ہے۔

بے نشان کی شان

حضور سرورِ عالمﷺ کے عشق میں بے نشانوں کا شمار کہاں اور عاشقِ رسولﷺ بفضلہٖ تعالیٰ بے نشان تھا تو عالی شان بنا یہاں صرف بطورِ تبرک سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر عرض کر دوں کہ آپ اتنا بے نشان تھے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ستونِ دین اور ائمہ اسلام کے امام بھی ان کے وجود کے منکر ہیں لیکن سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گمنامی میں اتنا نام پایا کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بقول بعض ائمہ آپ کو صحابیوں میں شمار کر بیٹھے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''ذکرِ اُویس'' میں۔

ذکرِ اُویس

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے باشندے تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے آپ بڑی شان کے بزرگ تھے تابعین کے پورے گروہ میں آپ کو جو امتیاز حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا۔ آپ عہدِ رسالت میں موجود تھے مگر محبت الٰہی میں کچھ اس طرح کھوئے ہوئے تھے کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر نہ ہو سکے حالانکہ آنحضرتﷺ سے اس قدر محبت رکھتے تھے اور باطن میں ان کو حضورﷺ سے اس درجہ قربت حاصل تھی کہ خود حضورﷺ نے ان کو خیر التابعین کے لقب سے یاد فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُویس قرنی کی شخصیت سے مطلع فرما دیا تھا اور ان کی علامت بھی بتا دی تھی۔صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا تھا کہ ایک شخص قبیلہ مراد سے ہے اس کا نام اُویس ہے وہ خیر التابعین ہے۔یمن سے تمہارے پاس جو قبیلہ امداد لائے گا اس میں وہ بھی ہوگا اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں جو مٹ چکے ہیں صرف ایک درہم کے برابر داغ باقی ہے وہ اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتا ہے وہ کسی بات پر خدا کی قسم کھاتا ہے تو خدا اس کی قسم کو پوری کر دیتا ہے اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔

یہ نادیدہ عاشق رسول ﷺ کس درجہ پر فائز تھے۔امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم ان سے دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو ضرور حاصل کرنا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اصحابِ شجرہ اور اصحابِ عشرہ میں ہیں۔

زبانِ رسالت سے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ فضائل و مراتب سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس عالی مرتبہ شیفتہ رسول ﷺ کی ملاقات کا شوق بھڑک اُٹھا تھا۔آپ برابر حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں رہے چنانچہ آپ کے عہد خلافت میں جب روم و شام کی سلطنتوں سے اسلامی افواج نبرد آزما تھیں۔یمن سے فوجی آئے تو آپ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا آپ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو اُنہوں نے کہا ہاں۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے باری باری وہ تمام علامتیں دریافت کیں جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی تھیں ان سب کی تصدیق ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس بشارت سے آگاہ کیا جو آپ نے حضور ﷺ سے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سنی تھیں۔پھر ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کوفہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں عوام کے زمرہ میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

کوفہ جا کر حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بوسیدہ جھونپڑے میں بود و باش اختیار کی اور اپنے آپ کو اہل دنیا سے چھپانے کے لئے نہایت خستہ حال رہتے تھے یہاں تک کہ اکثر آپ کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہ ہوتے۔

آپ کی یہ حالت دیکھ کر ظاہر بین عوام ان کے مرتبے کو نہ سمجھتے آپ کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کر کے پریشان کرتے لیکن جو آپ کے فضائل و مراتب سے واقف تھے وہ آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اسی طرح ہر عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کا حال ہے۔سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون جانتا تھا لیکن عشقِ نبی ﷺ میں وہ نام پیدا کیا کہ ملکوتی ملک والے بھی آپ سے نہ صرف شناسا ہیں بلکہ آپ کا نام سن کر جھوم جاتے ہیں۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عجم و عرب میں کیسی شہرت نصیب ہوئی یہاں تک کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا ”سلمان ھذا من اھل البیت“ ہمارا ہے یعنی ہمارے اہل بیت سے ہے۔آج بھی تجربہ کر لیجئے کہ حقیقی عشقِ رسول ﷺ کی دولت جسے نصیب ہوتی ہے اس کے لئے اہل دنیا آنکھیں بچھاتے اور دلوں میں جگہ دیتے ہیں۔

جمادات تک

انسان تو پھر بھی اشرف المخلوقات ہے نبی پاک ﷺ کا عشق بے جان کھجور کے تھم کو نصیب ہوا تو وہ مقام نصیب ہوا کہ جس پر بہت بڑے اولیاء کرام رشک کرتے ہیں اور منبر رسول ﷺ کے نیچے دفن ہونا نصیب ہوا تو کل قیام میں جنت میں رسول پاک ﷺ کا منبر بن کر قدم چومتا نظر آئے گا اُس وقت معلوم ہوگا عشق مصطفیٰ ﷺ میں کس طرح کے بے شان نام پاتے ہیں۔

یادِ گیسو ذکر حق ہے آہ کر
دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

حل لغات

گیسو، لمبے لمبے بال، زلفیں۔ذکر حق، خدا کا ذکر۔آہ، نالہ وفغاں۔

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ کے گیسوئے مبارکہ کو ’لام‘ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی حضور ﷺ کے گیسوؤں کی یاد کرنا گویا اللہ کو یاد کرنا ہے اور اللہ کی یاد میں آہ دل سے نکلتی ہے اور آہ اور دل کے درمیان اگر گیسو کے دونوں لام کا اضافہ کر دیا جائے تو اللہ بن جاتا ہے گویا حضور ﷺ کے گیسو کے تصور میں آہ کے دل میں یعنی بیچ میں ذکر گیسو سے لفظ اللہ پیدا ہوتا ہے گویا کہ آہ کرنا اللہ کا نام لینا ہے۔

عشق ہو تو

امام احمد رضا قدس سرہ کی اس صنعت عاشقانہ کو وہی مانے گا جسے حضور ﷺ سے عشق ہوگا اور جو اس دولت سے محروم ہے وہ تو صرف تفنن پر محمول کریگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کا ہر تعلق دارین کی فلاح و کامیابی کا بے بہا سرمایہ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عشقِ رسول ﷺ ضرب المثل ہے امام احمد رضا قدس سرہ کے اس جملہ کی عملی تفسیر سیدنا خالد بن ولید (سیف اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے ہیں جنہیں اتنی بڑی فتوحات نصیب ہوئی تو گیسوئے رسول ﷺ کی برکت سے یہی تصور تو تھا جو امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیش کیا۔

تعدادگیسوئے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم ﷺ کے گیسواقدس کی تعداد بارہ لاکھ تیرہ ہزار کئی سوتھی جب سر مبارک ترشواتے تو تمام گیسوئے مبارک ترشواتے کبھی گیسوؤں کورنگا نہیں تھا عمر مبارک کے آخری حصہ میں بال مبارک بھی سفید ہوئے ۔ یہ سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کی مجموعی تعداد ہے کہ سر مبارک میں آپ تیل ڈالتے اور کبھی کنگھا کرتے اور جب انہیں سنوارتے تو ان کی خوشبو سے ساری فضاء معطر ہو جاتی۔

فائدہ

اس تعداد کو سامنے رکھ کر اس حدیث مبارک کو یاد کیجئے کہ آپ ﷺ نے بموقہ حج صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تقسیم فرمائے ۔(بخاری) اس کے بعد انکار برائے انکار ہو تو مجبوری ہے ورنہ یقین کیجئے کہ وہ لاکھوں بال مبارک کہاں گئے اور یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر نجدی کہ دور تک ہر زمانہ میں گیسوئے نبی پاک ﷺ کو اہل اسلام میں وہ پذیرائی رہی کہ بڑے بڑے بادشاہ کو نصیب نہ ہو بلکہ مسلمان جان کے نذرانے پیش کرتے اپنی گھر کی جائیداد قربان کر ڈالتے ۔معمولی سی بے ادبی پر کٹ مرتے جان سے عزیز تر گیسوئے رسول ﷺ کی حفاظت کرتے جس کے پاس ایک گیسوئے مبارک ہوتا وہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر دولت کا مالک سمجھا جاتا۔ گیسوئے مبارک کی زیارت کے لئے ایامِ مقررہ میں شادی کا ساسماں بندھ جاتا ہجوم کی کیفیت کو دیکھ کر پتہ چلتا کہ کسی شہنشاہ کی رعایا زیارت کے لئے جمع ہو رہی ہے لیکن نجدیت نے یکسر گیسوئے مبارک کے وجود کا انکار کر دیا اور بے سند کی من گھڑت کہانی سے عوام کے دلوں میں وسوسے ڈال دیئے پھر انہیں تبرک سمجھنے پر شرک کا فتویٰ جڑ دیا ادھر انگریز کے ذریعے ایسے تبرکات پر مختلف حربوں سے ختم کرانے کی کوشش کی لیکن مٹ گئے خود لیکن نہ مٹا نشان ان کا۔

معمولات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد اہلِ حق کا طریقہ رہا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے موئے مبارک دھو کر جس بیمار کو پلاتے اس کو فوراً شفاء ہوتی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک حضور ﷺ کے تھے وہ اسے پہن کر لڑائی میں جاتے اللہ تعالیٰ ان کو موئے مبارک کی برکت سے فتح عطا فرماتا۔

فتوحاتِ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات اسلام میں ضرب المثل ہیں ان کی فتوحات کا اعتراف غیر مسلموں کو بھی ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس کا عام چرچا تھا کہ جس جنگ میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک

ہونگے اس میں فتح یقینی ہے ان کی شجاعت و بہادری بسر و چشم لیکن انہیں اپنی شجاعت و بہادری پر ناز نہیں تھا بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ تمام فتوحات حضور سرورِ عالم ﷺ کے گیسوئے پاک کی مرہونِ منت ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی مبارک میں رسول اللہ ﷺ کے گیسو مبارک تھے جس کے باعث آپ اپنی ٹوپی کا بطور خاص خیال رکھتے تھے اس لئے ایک جنگ کے موقع پر جب آپ کی ٹوپی مبارک گر گئی آپ کو شدید تشویش ہوئی اور ٹوپی کی تلاش میں آپ نے بہت کوشش فرمائی اس پر جب آپ کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عین جنگ کے دوران ٹوپی کی تلاش میں آپ کے اہتمام پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معاملہ صرف ٹوپی کا نہیں تھا بلکہ اس کی یہ اہمیت اس کے موئے مبارک پر مشتمل ہونے کے باعث تھی کہ میں نہ موئے مبارک کی برکت سے محروم رہوں اور نہ کسی مشرک کے ہاتھ آجانے کے باعث اس کی بے ادبی ہو۔ (کتاب الشفاء، جلد ۲ صفحہ ۴۴ ملخصاً) مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''گیسوئے رسول ﷺ'' میں پڑھیئے۔

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

حل لغات

ساز، باجا۔ چہچہا، خوش الحانی میں پرندوں کی نغمہ سرائی، مجازاً دنیا کی نیرنگیاں اور خوشیاں، چہک چہک کر باتیں کرنا۔

کہرام، واویلا، آفت برپا ہونا۔

شرح

عالم کی یہ رعنائیاں، گلوں کی مہک، بلبلوں کی چہک، ستاروں کی دمک، ماہ خورشید کی دمک، کوہ و کہکشاں کے حسین مناظر، وادی و آبشار کی خوشنمائیاں، بحر و بر، برگ و شجر، خشک و تر کے انمول نظارے، پرندو چرند کے غل غپاڑے، زمین کے زمردین غالیچہ پر انسانوں کی چہل پہل اور کائناتِ قدرت کے اس عجیب و غریب شاہکار کی نوسنجیاں، عیش و نشاط کی رنگینیاں الغرض جن و انس، جمادات و نباتات، چرند و پرند کی آوازیں مل کر ایک انوکھے ساز کی دلنشین آواز بن کر جو ساز سنائی دیتی ہے اس ساز پر انسانوں کی خوش الحانی سے نغمہ سرائی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے مگر یہ ساز و خوش آواز ہمیشہ نہیں رہیں گے ایک دن ایسا بھی آئے گا جس دن کائنات کے یہ ساز بینے اور یہ خوش آوازیں اور جیتے جاگتے عالم کی رنگینیاں اور خوشیوں کے چہچہے بدل جائیں گے اور ایک کہرام برپا ہو جائے گا وہ دن قیامت کا دن ہے جس دن ہر ایک شخص پریشانی و سخت مشکلات میں گھرا ہوا نفسی نفسی کہتا ہوگا۔ قیامت کا شور اور آفتوں کا زور ہوگا ہر شخص دہائی دیتا ہوگا لیکن کوئی سننے والا دکھائی نہ

دیتا ہوگا ہاں سرورِ دو جہاں رحمتِ کون و مکاں ﷺ سنیں گے اور صرف ان کی شفاعت فرمائیں گے جو ان کے دامنِ الفت سے دنیا میں وابستہ ہوں گے جیسا کہ خود فرمایا ہے

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کے لئے ہوگی۔

یہاں نہایت دلچسپ انداز میں دنیا کی بے ثباتی اور قیامت کی حقانیت بیان کی گئی ہے۔

اس شعر کا ایک اور مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ میری شاعری ایک دن ختم ہو جائے گی بلکہ میں خود بھی اور تمام مخلوق فنا ہوگی پھر سب کو زندہ کر کے انہیں ابدی حیات عطاء فرمائی جائے گی۔

فناھی فنا

کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (پارہ ۲۷، رکوع ۱۱)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی یہ ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

کل نفس ذائقۃ الموت. (پارہ ۴، رکوع ۹)

ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

مرنے کے بعد کیا ہوگا

یہ طویل داستان ہے لیکن عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے موت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا

اموت تحفہ المومن

موت مومن کا تحفہ ہے۔

اور فرمایا

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

موت ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب سے ملاتا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ

دربشار نیست مرمشتاقان غمزدہ راا گر زندہ در گور روند جائے وارد۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱)

یہاں مشتاقانِ غمزدہ کو مژدہ ہے کہ اگر وہ جیتے جی قبر میں چلے جائیں تو روا ہوسکتا ہے۔

اورشرح الصدور للسیوطی وتذکرۃ الموتی والقبور للقاضی ثناءاللہ پانی پتی ومختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی وغیرہ میں یہ قاعدہ ازحدیث لکھا کہ موت کے وقت انسان جس تصور میں مرے وہی قبر میں ملے گا اس لئے ہم کہتے ہیں سنی المسلک عاشق نبی ﷺ خوش قسمت ہے کہ اسے موت کے وقت تڑپ ہوتی ہے کہ پہلے نہ سہی قبر میں حبیبِ کبریا ﷺ کی زیارت سے سرشار رہوں گا۔حضرت مولانا بشیر کوٹلوی سنی کی ترجمانی کرتے ہیں

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر اُٹھائیں فرشتے تو میں ان سے یوں کہوں
میں ان کے پائے ناز سے اے فرشتو کیوں اُٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

روح کیوں نہ مضطرب موت کے انتظار میں
سنا ہے وہ مجھے دیکھنے آئیں گے مزار میں

نوٹ

قبر میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا دیدار یقیناً ہوگا۔فقیر کی کتاب ’’القول المؤید‘‘ پڑھیے اور مختصر دلائل اس شرح میں عرض کردیئے ہیں۔

سنتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فقیر نے جو تڑپ اور جذبۂ عشق کا تذکرہ کیا ہے یہ دراصل اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وراثت میں ملا ہے جیسا کہ فقیر نے اس شرح میں متعدد واقعات عرض کئے ہیں مثلاً سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورابوموسیٰ اشعری وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم عین موت کے وقت نہایت لہجہ ومسرور کے رنگ میں کہتے ہوئے جانِ آفرین کو جان سپرد فرمائی کہ

’’نحن نلق محمد واصحابہ‘‘ ہم حضور اور آپ کے یاروں کو جا کرملیں گی (ﷺ ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

حل لغات

سائلو،اے منگتو!یہ لفظ دراصل عربی سائل ہے جس کی اردو بنائی گئی ہے۔سخی،داتا۔

شرح

اے منگتو! کہیں نہ جاؤ دو جہاں کے داتا کا دامن عقیدت و محبت اور مضبوطی سے تھالو داتا کی طرف سے کچھ نہ کچھ ضرور انعام ہوگا کیونکہ سرکارِ دو جہاں انعام واکرام کے معدن ہیں کیونکہ ویسے بھی ہر سخی کی عادت ہے کہ جو بھی ان کے دروازہ پر آجائے خالی نہیں جاتا۔ حاتم طائی کے آٹھ دروازے تھے ہر دروازے پر جو بھی جاتا جھولیاں پر کر دیتا اگر چہ ایک سوالی انہیں آٹھ دروازوں پر چلا جاتا تب بھی خالی نہ آتا اور ان ہی حاتم طائی کو اس سے اعتراض ہوتا کہ سائل کیوں ایسا غلط کر رہا ہے اور آپ ﷺ کل سخیوں کے امام و پیشوا بلکہ نائبِ خدا تعالیٰ ہیں۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ غریب مسکین امت کو مژدہ بہار سنایا کہ جس کا کوئی نہ ہو اس کا وارث و متولی اور کفیل میں ہوں۔ (بخاری شریف)

احادیث مبارکہ

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان قرض چھوڑ کر مر جائے تو مجھے اطلاع دو میں اس کا قرض ادا کرونگا۔ اس نے ترکہ چھوڑا ہو تو اس کے حقدار اس کے وارث ہونگے۔

(۲) ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ احد کا پہاڑ سونے کا ہو جائے تو بھی میں یہ پسند نہیں کرونگا کہ تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہ جائے۔

بحرین سے خراج کا غلہ آیا دوسرے روز حضور ﷺ بعد نمازِ فجر تمام غلہ حقداروں میں تقسیم فرما کر اس شان سے استغنا سے دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ جس طرح امیر کاروانِ حیات کا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

(۳) ایک دفعہ چار اونٹ غلہ آیا۔ تقسیم کے باوجود کچھ بچا رہا اور رات ہوگئی تو خدا کے مقدس رسول نے گھر میں آرام نہیں فرمایا اور مسجد میں رات بسر کی کیا کرۂ ارض میں ایسی کوئی اور ہستی پیش کر سکتا ہے کہ جس نے اس وقت اپنے گھر کے چین و آرام کو پسند نہ کیا ہو جب تک کہ غرباء اور حاجت مندوں کو ان کا حق پہنچ جائے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور یہ زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا اس کو مسجد میں ڈال دو۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرالیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لے لو۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال کر اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کسی سے فرمادیں کہ اُٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ آپ

نے فرمایا کہ میں کسی کو اُٹھانے کا نہیں کہتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے آپ ﷺ خود اُٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اسے نہیں اُٹھاتا پس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اُٹھانے لگے تو تب بھی نہ اُٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کسی سے اُٹھانے کو نہیں کہتے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے آپ خود اُٹھا کر مجھ پر رکھ دیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اسے نہیں اُٹھاتا پس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے بھی گرا دیا پھر اسے کندھے پر اُٹھا لیا اور روانہ ہوئے حضور اقدس ﷺ ان کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور ﷺ ان کی طمع پر تعجب فرماتے تھے غرض حضور ﷺ وہاں سے اُٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔ (بخاری شریف)

فائدہ

مسند بن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلال بطریق ارسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے اس روز بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پر تھا۔ آپ ﷺ نے وہ سب اس کو دے دیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم! تم اسلام لاؤ اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت سعید بن میسّب روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے دن مجھے مال عطاء فرمانے لگے حالانکہ آپ ﷺ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے پس آپ ﷺ مجھے عطاء فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔ (ترمذی شریف)

حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین سے (بعد تقسیم غنائم) واپس آرہے تھے تو بادیہ نشینانِ عرب حضور سے لپٹ گئے۔ وہ حنین کی غنیمت میں سے مانگنے گئے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ ﷺ کو بحالت اضطرار ایک ببول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ ﷺ کی چادر مبارک پھنس گئی آپ ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختانِ ببول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ دروغ گو اور بزدل پاتے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ نے کوہ احد کو دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑ دوں۔ (بخاری شریف)

ایک روز نمازِ عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے پھر جلدی نکل آئے ۔صحابہ کرام کوتعجب ہوا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خیال آ گیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ تھا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ (بخاری شریف)

یاد ابرو کرکے تڑپو بلبلو!
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

حل لغات

ابرو، بھنویں۔بلبلو، ایک مشہور پرندہ ہے جسے پھولوں کا عاشق سمجھا جاتا ہے۔اے بلبلو! مجازاً عاشق رسول ﷺ۔

دام، جال، پھندا۔

شرح

اے عاشقوں! اگر دنیاوی مصائب و آلام، رنج و ملال کے پھندوں اور جالوں میں پھنسے ہوئے اور محبوب کی ملاقات کے لئے تمہارے آزادی ناممکن ہو چکی ہو تو اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ محبوب ابروں کو یاد کر کے تڑپو ابروئے محبوب شمشیر براں کا کام کرے گا سارے پھندے اور تمام جال ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور مقصود حاصل ہو جائے گا۔

لطیفہ

بلبل ایک لطیف اور نازک مزاج پرندہ ہے جسے خوشبو محبوب ہے۔اعلیٰ حضرت نے عاشقانِ رسول ﷺ کو بلبل فرمایا ہے جو ان کی لطافت و نظافت طبعی کی طرف اشارہ ہے اور یہ واقعی حق ہے اس لئے کہ ہم نے تجربہ کیا ہے جس میں عشقِ رسول (ﷺ) ہے وہ طبعاً نازک و لطیف الطبع ہے اور جو عشقِ رسول ﷺ کی دولت سے محروم ہے وہ خشک اور مرجھایا ہوا محسوس ہوتا ہے تجربہ شاہد ہے۔

الحمدللہ سُنی عاشقِ رسول ﷺ کو دولتِ عشق رسول ﷺ نصیب ہے اور دولتِ عشق نصیب ہوتی بھی ہے تو لطیف مزاج کو اور رسول اللہ ﷺ کا عشق و محبت عین اسلام ہے۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ ولدہ و الناس اجمعین. (بخاوی ومسلم)

تم سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے زیادہ محبوب نہ بنا لے اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے۔

فائدہ

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ومن علامات محبته ﷺ ان یلتنمحبه بذکره الشریف وبطرب عند سماع اسمه المیف.(زرقانی علی المواہب جلد۲صفحہ۳۲۲)

اور آپ ﷺ کی محبت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا محبّ آپ کے ذکر پاک سے روحانی لذت اور سرور وفرحت پاتا ہے اور آپ کا نام سنتے ہی خوش ہوتا ہے۔

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

حل لغات

مفلسو،اے فقیر ومحتاجو۔باغِ خلد،جنت کا باغ۔اکرام،انعام،عطاء۔

شرح

اے جنت کے محتاجو اور اے فردوسِ بریں کے طلب گارو! رحمتِ کون ومکاں تمہ دور زمان نبی دو جہاں ﷺ کی پیاری پیاری گلیوں میں جا پڑو یعنی مدینہ منورہ میں جا پہنچو رحمت دو عالم نعمتوں کے قاسم وخازن کی طرف سے خلدِ بریں انعام میں ملے گی۔

مدینے میں موت کے فضائل

احادیث مبارکہ

(۱)قال رسول اللہ ﷺ من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا.(مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ شریف میں آنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ مدینہ پاک میں مرے تو بیشک میں اس شخص کی شفاعت کروں گا جو مدینہ پاک میں مرے گا۔

(۲)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من مات فی احد الحرمین بعثه اللہ من الامنین یوم القیمة.

مدینۃ النبی ﷺ یا مکہ مکرمہ میں جو مرے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب وآلام سے مامون ومحفوظ اُٹھائے گا۔

(۳)حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت فمن مات بالمدینة کنت له شفیعاً و شهیداً.

(الوفاء، جلد۲صفحہ ۵۸۵)

جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اسی جگہ مرے جسے مدینہ منورہ میں موت نصیب ہوگی وہ میری شفاعت سے مشرف ہوگا اور میں اس کا گواہ بنوں گا۔

فائدہ

جس شہر میں شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو اس خوش بخت کو اس شہر کے سوا اور کیا چاہیے۔

حضرت یحییٰ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور مدینہ کے اندر ایک قبر کھودی جارہی تھی۔ ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور کہا قبر مومن کی بہت بڑی خواب گاہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کہی۔ اس شخص نے کہا میرا منشاء یہ نہیں تھا بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں پھر فرمایا زمین کا کوئی ٹکڑا مجھے اتنا محبوب نہیں کہ وہاں میری قبر ہو جتنا کہ مدینہ میں ۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (خلاصۃ الوفاء)

تمنائے عشاق

(۱) حضرت کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روانگی سے قبل اس تمنا کا اظہار کیا

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے کے جابیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

چنانچہ آپ ۱۲۵۵ھ میں ادائیگی حج کے بعد حضور سرورِ عالم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے چلے۔ ۴ صفر کو اس مقام پر پہنچے جہاں سے روضۂ اقدس نظر آرہا تھا ایک حسرت بھری نظر روضۂ محبوب پر ڈالی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ (ماہنامہ نعت لاہور)

(۲) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ یہ آرزو رہی

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں تمنائیں پوری ہوئیں۔

(۳) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حرم سے باہر قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو حرم سے باہر نکلتے وقت آہستہ چلتے فراغت کے بعد تیزی سے چل کر حرم میں داخل ہوتے پوچھنے پر فرمایا کہ نکلتا آہستہ ہوں کہ موت آئے تو حرم

مدینہ میں، جلدی اس لئے آتا ہوں کہ کہیں حرم کے باہر موت نہ آجائے۔

(۴)مدینہ پاک سے باہر کسی سفر کے لئے نہ جاتے اس خوف سے کہ موت مدینہ کے علاقہ میں آئے۔

(۵)مفتی غلام سرور لاہوری نعت گوئی میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔آپ بیک وقت ایک بے مثال ادیب، بلند پایہ شاعر، مستند مورخ وسوانح نگار اور ماہر علم نعت تھے۔آپ کی اکثر نعتوں میں زیارتِ روضۂ پاک کے متعلق اشتیاق و دید کے جذبات کی فراوانی پائی جاتی ہے آپ نے سفر حج اختیار کیا تو وصیتِ دعا کی کہ آپ کی آخری آرام گاہ محبوبِ خالق و مالک ﷺ کی زمین ہو۔ چنانچہ شہیدی کی طرح اس عاشقِ رسول ﷺ کی دعا بھی قبول ہوئی اور راستے ہی میں ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کو داعی اجل کو لبیک کہا وفات سے دو گھنٹے قبل فرمایا کہ میری نعش کو مدینہ شریف لے کر جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔اس طرح آپ کی یہ دلی آرزو پوری ہوئی کہ حجاز جاؤں تو واپس نہ آؤں۔آپ کے آخری دیوان وصالِ سرور میں ایک نعتیہ غزل کا عنوان ''درِ اظہارِ زیارتِ حرمین الشریفین'' ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے متعدد نعتیں لکھ رکھی تھیں جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ کے روضہ کے سامنے پڑھنا چاہتے تھے مگر قدرت نے اتنی مہلت ہی نہ دی۔اُنہوں نے زیارتِ روضۂ اطہر کے متعلق ایک قطعہ تاریخ کہا تھا اور خیال تھا کہ روضہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے پڑھیں گے لیکن یہی قطعہ آپ کی تاریخ وفات بن گیا۔

ابھی سرور نے کی ہے سرورِ عالم کی پاپوسی

تعارف مفتی غلام سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ تذکرہ ''خذینۃ الاصفیاء'' و دیگر درجنوں تصانیف کے مصنف تھے۔

مفتی صاحب کے دیوان ''کلیاتِ سرورِ نعتیہ'' میں پونے چار سو اردو نعتیں ہیں۔''دیوانِ وصالِ سرور'' کا سارا کلام بھی اس میں شامل ہے یہ مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے چھپا۔''نعت سروری'' مطبع منشی نولکشور کانپور سے چھپا جس میں ڈیڑھ سو سے زائد نعتیں ہیں۔تاریخ وفات ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ ہے۔(ماہنامہ نعت لاہور)

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا تو بیشتر کلامِ نعت پر مشتمل ہے اس کی شاعری کا آغاز ''ہمالہ'' سے ہوا اور اس کی تان اشرف البلاد یعنی مدینۃ النبی تک سنائی دی۔ایک نظم میں دیارِ حبیب ﷺ سے یوں مخاطب ہوتے ہیں

وہ زمیں ہے تو مگر اے خوابِ گاہ مصطفیٰ ﷺ

دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر کے سوا

آہ طیبہ! دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو

نقطہ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو

آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ روضۂ اطہر کی زیارت کریں۔ علامہ کا دلِ حزیں یادِ محبوب میں بے قرار رہتا تھا آپ کی خدمتِ اقدس میں حالِ دل سنانے کی خواہش چٹکیاں لیتی رہتی تھی اور اضطراری اور ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو دیارِ حبیب اور روضۂ اطہر کی زیارت نصیب ہو اس لئے کہ مقصودِ سفر یہی ہے۔ جذبات کا ایک سیلاب ہے کہ اُمڈا چلا آتا ہے کعبہ سے مفارقت کا کچھ زیادہ خیال نہیں بس ایک دھن ہے کہ غبارِ راہ بن کر حضورِ پر نور ﷺ کے آستانۂ مبارک تک رسائی ہو دل میں ذوق وشوق ہے لیکن محبوب پاک ﷺ کا سامنا کرنے کا بھی حوصلہ نہیں۔ اسی شدتِ احساس میں خدا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔

به پایاں چوں رسد این عالم پیر
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور ﷺ خواجہ مارا
حساب من را چشم او نہاں گیر

''شفاء خانہ حجاز'' میں یہ عاشقِ رسول ﷺ عمر خضر کے بجائے سرزمینِ حجاز میں موت کے طلبگار ہے۔

اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی
میں موت کو ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

(ماہنامہ نعت لاہور)

گر یونہی رحمت تاویلیں رہیں
مدح ہر الزام میں ہو ہی جائے گا

حل لغات

گر، اگر۔ یونہی، ایسی ہی۔ تاویلیں، بطریقہ اردو تاویل کی جمع با معنی شرح، حیلہ، بہانا۔ مدح، تعریف۔ الزام، تہمت، گناہ۔

شرح

اگر حضور ﷺ کی رحمت کے بارے میں جو کچھ احادیث کریمہ سے ثابت ہے اس کے اثرات نمایاں ہو جائیں تو جتنے بھی ہمارے گناہ اور الزام ہیں سب مدح اور ثواب بن جائیں گے۔

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات (پارہ۱۹، رکوع ۲)

تو ایسوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

احادیث مبارکہ

(۱) مروی ہے کہ حشر میں ایک شخص آئے گا اور اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی فہرست پیش کی جائے گی تو ڈرے گا کہ کہیں میرے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیئے جائیں ورنہ میں اہلِ نار سے ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے عرض کرے گا اے اللہ اس میں سب گناہ نہیں ہیں جو میں نے کئے ہیں۔ یہ راوی کہتا ہے کہ

فلقد رایت رسول اللہ ﷺ ضحک حتی بدت نواجذہ (مسلم شریف باب اثباتِ الشفاعہ)

میں نے دیکھا حضور ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں مجھے یقیناً معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا وہ کون ہے وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو کولہوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو جنت پُر ہو چکی ہوگی واپس ہو کر اللہ تعالیٰ کو عرض کریگا کہ جنت تو بھر چکی ہے اس طرح تین بار آئے گا جائے گا آخر میں عرض کرے گا اے اللہ تعالیٰ تو مالک ہو کر میرے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہے (اپنی شان کے لائق)

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقعہ پر حضور ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں۔ (الحدیث، مسلم شریف)

فائدہ

جب کریم کرم نوازی کرتا ہے تو گداؤں کو ایسی جرأت و بیبا کی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کو بخش دینے میں ہی خوشی ہوتی ہے اس کے علاوہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی علمی وسعت بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ آپ کو ابھی سے علم ہے کہ کون دوزخ سے آخر میں نکالا جائے گا اور کون آخر میں بہشت میں داخل ہوگا۔

نوٹ

اس قسم کی متعدد اور عجیب وغریب روایات مسلم شریف باب اثبات الشفاعۃ میں مروی ہیں۔

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو
شیخ درد آشام ہو ہی جائے گا

حل لغات

بادہ،شراب۔خواری، پینا،نوش کرنا۔سماں، بندھنے تو دو،رنگ جمنے تو دو،محبت خدا اور رسول کا رنگ جمنے تو دو،محفل شباب پر آنے دو۔شیخ،صوفی پیر۔درد، تلچھٹ۔آشام،پینے والا۔

شرح

محبت خدا اور رسول کا رنگ جمنے تو دو وہ لوگ جو زاہد خشک ہیں اور عشقِ رسول کی شراب محبت رسول تلچھٹ کا مزہ آنے لگے گا۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں عشقِ رسول ﷺ سے محروم اور سرشار ہونے والوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کا خوب چرچا کرو اور اس میں ایسی استقامت دکھاؤ کہ محروم لوگ خود بخود تمہارے حامی ہو جائیں تجربہ شاہد ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کا چرچہ جذبہ پُرخلوص سے ہو تو منکر بھی اس سے سرشار ہوسکتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی اور امام نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف علاقوں کے واقعاتِ میلاد لکھے ہیں۔منجملہ ان میں سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو

میلادِ مبارک کی برکت

بغداد میں ایک شخص تھا جو ہر سال میلادِ النبی ﷺ کی محفل کرتا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت نہایت بد اور متعصبہ رہتی تھی اس نے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمارے پڑوسی مسلمان کو کیا ہو گیا ہے جو وہ ہمیشہ اس مہینہ (ربیع الاول) میں بہت بڑی دولت اور اپنا مال وزر فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کرتا ہے اور قسم قسم کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے۔ اس کے شوہر نے عورت کو کہا کہ غالباً یہ مسلمان گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اسی مہینہ میں پیدا ہوئے ہیں تو یہ ان کی خوشی میں یہ سب کچھ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اس سے مسرور اور خوش ہوتے ہیں لیکن یہودی عورت نے اس کا انکار کر دیا جب یہودی عورت پر رات آئی اور وہ سو گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اچانک بہت ہی نورانی شخص تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے صحابہ کی بہت بڑی جماعت ہے۔اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور ان کے کسی صحابی سے پوچھا یہ کون شخص ہیں جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ باعزت و بزرگ دیکھ رہی ہوں۔انہوں نے فرمایا یہ محمد

رسول اللہ ﷺ ہیں تو اس نے کہا کیا یہ مجھ سے بات کریں گے اگر میں ان سے کچھ کہوں تو ؟ صحابہ نے فرمایا ہاں! تو اس نے حضور کی طرف بڑھنے کا قصد کیا اور سامنے آکر سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ کی بندی لبیک میں (موجود ہوں) اس پر یہودی عورت رونے لگی آپ ﷺ مجھے کیوں جواب دیتے ہیں اور کیوں لبیک فرماتے ہیں حالانکہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اس پر حضور نے فرمایا میں نے تجھے جبھی جواب دیا ہے جبکہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت فرمانے والا ہے پھر اس عورت نے عرض کیا کہ اپنا دستِ مبارک دراز فرمائیے اب میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ اپنے اس خواب سے از مسرور و خوش تھی کہ اس نے سیدنا حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور چونکہ اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ پر اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گا اور آپ کی محفلِ میلاد منعقد کروں گی پھر جب اس نے صبح کی اور اپنے عہد کو پورا کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت ہشاش بشاش ہے اور اپنا تمام مال و زر قربان کرنے پر آمادہ ہے۔ اس وقت اس نے اپنے شوہر سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں یہ کس کے لئے ہے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تصدق اس ذات کے لئے ہے جس کے دستِ مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کسی نے اس میری باطنی حالت پر مطلع کر دیا اس نے کہا کہ اس ذاتِ کریم نے جس کے دستِ اقدس پر تمہارے بعد میں اسلام لایا اس عورت نے کہا کہ اللہ ہی سزاوار حمد ہے جس نے ہم دونوں کو شرک و گمراہی سے نجات دے کر دونوں کو امتِ محمدیہ ﷺ میں گردانا۔

غم! تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

شرح

اے غمِ عشقِ نبی ﷺ تو بھول کر ان سے اس طرح وابستہ ہو گیا ہے کہ جیسے اسی سبب سے اپنے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے یعنی عشقِ رسول ﷺ ایک ایسی دولت ہے کہ عملاً داخل ہونے والے کی تو بڑی شان ہے اس میں بھول کر یا کسی طمع و لالچ کی وجہ سے شامل ہو گیا تو بھی بہرہ ور ہو گا کیونکہ جب آپ ﷺ کی امت کے نیک لوگوں کی محفل کی یہ شان ہے اس میں آنے والا محروم نہیں جاتا آپ ﷺ تو جملہ محبوبوں کے محبوب ہیں۔

مٹ کے گر یونہی رہا قرضِ حیات

جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

حل لغات

مٹ،فنا ہو جا۔کہ،بامعنی کیونکہ۔نیلام،بولی دے کر بیچنا۔

شرح

عشق میں مٹ کر بھی اگر نا مر سکے تو پھر جان کو نیلام کرنا ہی پڑے گا یعنی آخر فرشتہ اجل جان ہی لے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ.(پارہ ۵)

اس لئے عشقِ رسول ﷺ میں موت نصیب ہو تو پھر وہی موت تحفہ نعمت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

من عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ تحفة المومن الموت .

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

مومن کا سب سے بڑا تحفہ موت ہے۔

فائدہ

موت ایک پل ہے کہ جس سے گزر کر آدمی اپنے محبوب حقیقی تک پہنچتا ہے۔ظاہر ہے محبوبِ حقیقی تک پہنچنا غمی کی بات نہیں انتہائی خوشی کی چیز ہوتی ہے۔

عاقلو! ان کی نظر سیدھی رہے
بوروں کا کام ہو ہی جائے گا

حل لغات

نظر سیدھی رہے،مہربانی رہے۔بوروں،ہندی لفظ ہے بورا کی جمع ہے اور یہ بورا کا مخفف یعنی باولا بامعنی کم فہم۔

شرح

اے عقل مندوں تم اپنے علم وعقل پر نازاں ہو اور ہمیں کم علم اور حقیر سمجھتے ہو لیکن یا درکھو ہم تو ان کی نظر عنایت کے منتظر ہیں۔اگر ان کی ایک نگاہ ہوگئی..... تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا.... اور تم اسی طرح اپنے غرور تکبر سے پڑے مار کھاتے رہو گے اور تمہارا تمام غرور وناز خاک میں مل جائے گا۔

وراثت

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالاتِ زندگی دیکھ کر کفار تحقیراً آپس میں کہتے کہ نبی پاک ﷺ کے تابعداروں کو دیکھو نہ تن کا کپڑا نہ پیٹ بھر کا کھانا اور یہ سطحی عقل والے ہیں اور ہم مالدار اور دانشور وغیرہ۔

کچھ آج بھی یہی کیفیت اہل سنت اور ان کے مخالفین بد مذاہب کی ہے کہ وہ اپنے امور اور علوم و فنون اور تنظیم اور دنیا میں پھیل جانے پہ نازاں ہیں اور سنی عوام بلکہ خواص علماء و مشائخ پر طعن و تشنیع کہ یہ نکمے بے کار اور نہ ان کے پاس علم و عمل اور نہ نظم و نسق ہے...... ان کا اپنا متکبرانہ گھمنڈ۔ ورنہ الحمد للہ اہل سنت میں سب کچھ ہے اور وراثت بے پایاں اور دائمی کے ہر بد مذہب مٹ کر رہ گیا لیکن اہل سنت صحابہ کرام کی وراثت سنبھالے ہوئے ہیں اور تا قیامت تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

شرح

اب تو ان کی شفاعت گناہگاروں کی معافی کی بشارت لے کر آ گئی ہے اور جب معافی بڑھے گی تو تمام امت کے لئے عام ہو جائے گی اس سے ہم جیسوں کو بھی حصہ نصیب ہوگا۔ اس لئے کہ ہم گناہگاروں کی بخشش کی دعا کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے

واستغفر لذنبک واللمومنین والمومنت

اے حبیبی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ۔

فائدہ

اس آیت میں خود رب رحیم و کریم ہم گناہگاروں کی شفاعت کے لئے پانے محبوب کو حکم دے رہا ہے۔

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا.

قریب ہے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں بھیجے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ سے کسی نے دریافت کیا مقامِ محمود کیا چیز ہے فرمایا ”ھو الشفاعۃ“ شفاعت ہے۔ ادھر نبی پاک ﷺ بھی قیامت میں شفاعت ہی کریں گے صرف شفاعت ہی سے آپ کو کام ہوگا۔

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تین سوال عطا فرمائے۔ میں نے تو دو بار دنیا میں عرض کرلی

اللھم اغفر لامتی ،اللھم اغفر لامتی

الٰہی میری امت کی مغفرت فرما، الٰہی میری امت کی مغفرت فرما۔

واخرت الثالثة قیوم یرغب الی فیه الخلق حتی ابراھیم.

اور تیسری عرض اس دن کے لئے اُٹھا رکھی جس میں تمام مخلوقِ الٰہی میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے حضور ﷺ نے شبِ اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ فضائل بخشے۔ رب عزوجل نے فرمایا

اعطیتک خیر من فلکلی(الی قوله)خبت شفاعک ولم اعطھا النبی غیرک.

میں نے تجھے عطاء فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تیرے لئے شفاعت چھپا رکھی ہے اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ وترمذی) بافادہ تحسین وتصحیح اور ابن ماجہ سے راوی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں

وانکان یوم القیمة کنت امام النبین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر.

اور جب قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفیع (شفاعت کرنے والا) ہونگا یہ فخر سے نہیں فرماتا۔

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

شرح

اے رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے دل کو مدینہ پاک کی آرزو ہے تو اس کا بھی ایک وقت مقرر ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے دل کو آرام نصیب ہو ہی جائے گا۔

مدینے میں چین وقرار

مدینے پاک کے ہجر وفراق کی بے چینی بے قراری پر فقیر اُویسی غفرلہ نے اسی نعت پاک کی شرح میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب مدینہ پاک میں پہنچنے پر قرار وسکون کا ملاحظہ ہو

قرآن

الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروافیھا. (سورۂ نساء ۹۷)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

فائدہ

مفسرین کرام نے فرمایا آیت میں "ارض اللہ" سے مدینہ پاک مراد ہے ویسے تو ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہی تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری زمین وہ ہے جہاں میرا محبوب (ﷺ) ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ اپنی زمین کہے وہ بے قراروں کو قرار نہ آئے گا تو اور کہاں آئے گا۔ بیدم وارثی مرحوم نے فرمایا

قدم مصطفیٰ کی برکت سے آسمان بن گئی زمین حجاز
مٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر یہی انجام ہے یہی آغاز

والذین تبوئو الدارو الایمان. (پارہ ۲۸، سورۂ الحشر، آیت ۹)

اور جنہوں نے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا رکھا ہے۔

فائدہ

مفسرین نے فرمایا کہ آیت میں ایمان سے مدینہ پاک مراد ہے اور فقیر اس کی شرح میں تفصیل سے لکھ چکا ہے۔ مدینہ پاک کا نام منومنہ ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مدینہ سراپا برکت والفت اور امن وسکون ہی ہے۔ (خلاصۃ الوفاء)

احادیث مبارکہ

خلاصۃ الوفاء میں حدیث نقل کی ہے کہ اللہ نے مدینہ پاک کا نام دارالامان رکھا اس وجہ سے امان کہنا لائق ہے کہ وہ مرجع امان وسرچشمہ ایمان ہے یہیں سے ایمان ظاہر ہوا اور یہیں پر لوٹے گا جیسا کہ "ان الایمان لیا رز الی" حدیث صحیح ہے۔

عشاق کا مدینہ

جہاں محبوبِ کائنات، سرورِ عالم ﷺ تشریف فرما ہیں عشاقِ رسول ﷺ کے لئے یہ شہر دنیا میں واحد دارالامان اور دارالقرار ہے کیونکہ مدینۃ الرسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کے نام لیواؤں کو اس شہر دل پذیر سے بڑھ کر کسی جگہ سے دلچسپی ہو ہی نہیں سکتی۔ جو شخص سرکار کے اس شہر سے جتنا عقیدت مندانہ لگاؤ رکھتا ہے وہ سرکار ﷺ سے اس کی ارادت پر دلالت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے لاکھوں عقیدت مند ہر سال مدینہ منورہ میں زیارۃ روضۂ مبارک رسول اللہ ﷺ کے لئے

جاتے ہیں اور اپنے دلوں کو منور کرتے ہیں۔

نعت در چار لغات

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

حل لغات

لم یات، نہ آیا۔ نظیرک، تیرا مثل۔ فی نظر، کسی نگاہ میں۔ مثل تو، تیرا مثل، تیرے جیسا۔ نہ شد، نہ ہوا، ظاہر جانا، اے محبوب۔ جگ، دنیا، کائنات۔ راج، سلطنت واختیار۔ کو، کا۔ تاج، شاہی ٹوپی۔ تورے، تیرے، آپ کے۔ سر، ماتھا۔ سرسو ہے، موزوں، خوبصورت، سجے۔ تجھ کو، آپ کو۔ شہہ دوسرا، دونوں جہاں کا بادشاہ۔ جانا، معلوم کیا، جان لیا، تسلیم کیا۔

شرح

اے نازنین کونین ﷺ آپ جیسا زمانہ میں کبھی دیکھا نہ گیا کیونکہ اے نبی مختار محبوبِ کردگار آپ کا مثل کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔ کائنات کی حکومت کا تاج آپ ہی کے سر بھلا معلوم ہورہا ہے اور آپ ہی دراصل شاہی تاج کے قابل ہیں اسی لئے میں نے آپ کو دو جہاں کا بادشاہ تسلیم کرلیا ہے۔

فائدہ

یہ نعت شریف چار زبانوں عربی، فارسی، اردو اور ہندی میں ہے۔ زبان پر ایسی قدرت باعطاء خدا اعلیٰ حضرت کو ہی حاصل ہے کسی شاعر کو ایسا کلام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کا آغاز مسئلہ امتناع النظیر۔

امتناع النظیر

اسی مسئلے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے جس کی ترجمانی سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشعار میں فرمائی ہے

واحسن منک لم ترقط عینی ، واجمل منک لم تلد النساء ، خلقت مبرء من کل عیب،
کانک قد خلقت کما تشاء.

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل عورتوں نے کوئی بچہ نہ جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ نے جس طرح چاہا آپ اسی طرح (سراپا کمال) پیدا کئے گئے ہیں۔

البحر علی والموج طغی من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگاجانا

حل لغات

البحر، سمندر، دریا۔علی ،بلند ہوگیا، ماضی علو یعنی چڑھ گیا۔الموج لہرا منگ۔طغی ،سرکش ہوگئی۔من ،میں۔بے کس، بے سہارا، بے یارومددگار۔رو،اور۔طوفان ،ہوایاپانی کا بہاؤ جو سب کچھ اڑایا بہا کر لے جاتا ہے۔ہوشربا،حواس باختہ کردینے والی چیز،عقل وتمیز چھین لینے والی چیز۔منجدھار،دریا کا بیچ بھنور۔بگڑی ہے ہوا،ہوا خراب ہوگئی ہے،زمانہ ناموافق ہوگیا ہے۔موری،میری۔نیا، ناؤ،کشتی۔لگاجانا،دوسرے کنارے،خیریت سے پہنچانا۔

شرح

کجروی اورلادینی کا سمندر چڑھا ہوا ہے اوران کی بپھری ہوئی موجیں سرکش ہیں اور میں بے یارو مددگار ہوش اُڑا دینے والے طوفان میں گھر گیا ہوا اوراپنی کشتی حیات بھی دریا میں آ پھنسی ہے اورزمانے کی ہوا خراب ہوچکی ہے۔خدارا میری کشتی حیات کو ساحل پر باخیریت پہنچا دیجئے یعنی اس زمانہ کفروالحاد کے سمندر سے نکال کر اسلام واطاعت وعبادت کے ساحل پر اتار دیجئے۔امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ حبیب خدا ﷺ میں اپنی عاجزی دوسری جگہ فرماتے ہیں

ایک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدین
بند ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

کاذکر ہے اسی کی برکت سے امام احمد رضا سے پہلے کی طرح کے بیشمار استغاثہ اورآپ کے اعداء وحاسدین بھی کچھ

معمولی لوگ نہ تھے بعض تو ان میں وہ بھی تھے جن کا انگریز آقا سر پرست تھا جیسا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح عمری پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شعر میں استغاثہ کرنے والوں کی نیا پار لگی۔

درودِ تنجینا

دلائل خیرات شریف کی شرح وحواشی میں متفقہ فیصلہ ہے کہ درودِ مذکور بھی ایک فریادی کی فریاد پر خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے سکھایا کہ جس کے پڑھنے سے کشتی یعنی جہاز کنارے لگا۔ حضرت علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مدنی شیخ الدلائل خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ دلائل مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں کہ روضۃ الحباب وتفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک بزرگ جہاز میں سوار ہوئے۔ جاتے جاتے جہاز غرق ہونے لگا دفعۃً اس بزرگ پر غنودگی آئی اور حضور ﷺ نے زیارت سے مشرف فرما کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار بار دورد تنجینا پڑھیں۔ بزرگ بیدار ہوکر لوگوں کو درود پڑھنے کا فرمایا ابھی سو تک نوبت پہنچی تو جہاز غرق ہونے سے بچ گیا۔

نوٹ

اب بھی اس درود شریف کی وہی تاثیر ہے جو مذکور ہوئی۔ اس قسم کے استغاثوں کے واقعات اسی شرح میں فقیر نے متعدد درج کئے ہیں اور اسی طرح نصیب ہوئی جیسے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کامیابی ہوئی۔

یا شمس نظرت الی لیلی چون بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلـــجھجگ میں رچی مری شب نہ دن ہونا جانا

حل لغات

شمس، سورج، آفتاب عالم تاب۔ نظرت، تو نے دیکھا۔ الی لیلی، میری راتوں کو۔ چوں، جب۔ بطیبہ، مدینہ شریف میں۔ رسی، تو پہنچے۔ عرضے، ایک گزارش۔ بکنی، کردے تو۔ توری، تیری۔ جوت، نور، روشنی۔ جھلجھل، جگمگ، روشنی کی چمک دمک۔ جگ، دنیا۔ رچی، رونق بخشنا۔ شب، رات، مجازاً محبوب وہجر فراق دوست۔ نہ دن ہونا جانا، دن ہونا، نہ جانا مجازاً وصالِ یار۔

شرح

اے سورج تو نے میرا شبِ وروز دیکھا ہے میرا دن بھی فراقِ محبوب میں رات ہی ہے جب گنبد خضراء پر اپنی سنہری کرنیں ڈالنا تو گنبد خضراء کے مکیں سے میری یہ ایک عرض کر دینا اے نورِ مجسم ﷺ آپ ﷺ کے نور مقدس کی چمک دمک

نے کائنات کومنور اور بارونق بنا رکھا ہے لیکن میری رات ابھی تک تاریک ہے یعنی فراق کی وجہ سے شبِ تاریک ابھی تک وصال سے منور نہ ہوسکی۔

وہی فراق کی راتیں وہی فراق کے دن
ہمارے واسطے دنیا میں انقلاب نہیں

تواے کریم نبی ﷺ میری شب کوبھی رونق بخشیں یعنی وصال کے نور سے منور فرمایئے اور ہجر کی تاریکی دور کیجئے۔

تمنائے وصال

وہ کون ساعاشقِ مصطفی ﷺ ہے جسے تمنائے وصال نہ ہو۔عارف جامی قدس سرہ نے جودرد بھرے اشعار کہے وہ دنیامیں مشہور ہیں

نسیما جانب بطحا گذر کن
زاحوالم محمد ﷺ راخبر کن

اے نسیم مدینہ پاک کی طرف چلی جااور میرے محمد ﷺ کومیرے حالات سے آگاہ کر۔

شاعرِمشرق کاجسم مدینے سے دور رہا مگر دل اسی آستانِ ناز کاطواف کرتا رہا۔ہجر کی تڑپ،محبت کے وفوراور دید کے شوق نے ان سے ایسے ایسے شعر کہلوائے ہیں کہ ذوق سلیم ہی نہیں۔ذوقِ دید بھی مدتوں مسحورلذت رہ سکتے ہیں وہ خیال ہی خیال میں منزلِ دوست کی طرف ہوائے دوست میں اڑے جارہے ہیں،باگ ڈور عقل درماندہ کے ہاتھ میں نہیں عشق بے باک کے پاس ہے،پیروی کی شام سرپر ہےاوروہ یوں رواں دواں

بایں پیری رہ یثرب گرفتم نواخواں از سرور عاشقانہ
چواں مرغے کہ در صحرا سرشام کشاید پربہ فکر آشیانہ

اونٹ کاسفر،تمازتِ آفتاب،سفرنمونہ،سقراوروہ خودضعیف العمرایسے میں اپنی اونٹنی سے یوں سرگوشیاں کرتے ہیں

سحر باناقہ گفتم نرم تررو کہ راکب خستہ و بیمار وپیراست
قدم آہستہ زد چنداں کہ گوئی بپائش ریگ ایں صحرا حراست

مادی اور مشینی دور کی اس منافقانہ تک ودو میں کہاں یہ روح کی لرزش،کہاں یہ سفر کی موجیں،کہاں یہ وقت کا غبار........اور کہاں وہ قریہ بہار........

قال زباں کا ہو نہ سکا حال دل امیں — خالی مرا حرام نہیں لات و منات سے
مولا کرم کہ ولولے اپنے ہیں بے ثبات — مولا نوازیے انہیں روحِ ثبات سے

لک بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالہ مہ زلف ابراجل
تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برساجانا

حل لغات

لک ،تیرے لئے۔ بدر، چودہویں رات کا چاند۔فی ، میں ۔الوجہ الاجمل، خوبصورت چہرہ ،یعنی آپ ﷺ کا خوبصورت چہرہ۔خط،بتوسط عربی داڑھی۔ہالہ،بتوسط عربی چاند کے گرد کا حلقہ۔مہ،ماہ کا مخفف چاند۔زلف،رات کا پہلا حصہ،مجازاً لمبے لمبے بالوں کو بھی زلف کہتے ہیں۔ابر،بادل۔اجل،تقدیر۔تورے،تیرے۔چندن،صندل کی خوشبودار لکڑی،مجازاًچہرۂ معطر۔چندر،چاند۔کنڈل،دائرہ،چاند کا حلقہ۔بھرن،زوردار بارش۔

شرح

خوبصورتی میں آپ ﷺ کا حسین وجمیل چہرہ معطر گویا چودہویں رات کا چاند ہےاور آپ کی معنبر زلفیں کائنات کی تقدیروں کے برسنے والے بادل ہیں اور آپ کی پیشانی مقدس اس چاند کی طرح ہے جس کے گرد خوبصورت ساریش مبارک کا دائرہ بناہوا ہےتو اے رحمت عالم،نورِ مجسم ﷺ اپنی رحمتوں کی بارش پیہم سے ہمیں بھی نواز یئے۔

فائدہ

لوگوں کا خیال ہے کہ جب چاند ہالہ پڑتا ہےتو خوب بارش ہوتی ہےتو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ آپ کے چمکدار چہرے کے ارد گرد ریش مبارک اورزلف معنبر سے ہالہ کی کیفیت پیدا ہوگئی ہےلہٰذا اپنی رحمتوں کی بارش کیجئے۔

عطائے رسول ﷺ آخرت میں

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا

اطمع ا اکون اعظم الانبیاء اجرا یوم القیامۃ.

مجھےامید ہے کہ قیامت کے دن مجھےتمام انبیاء سےزیادہ ثواب ملے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اما ترضون ان یکون ابراھیم وعیسی فیکم یوم القیامۃ ثم قال انھما فی امتی یوم القیامۃ اما ابراھیم فیقول انت دعوتی ونریتی فاجعلنی من امتک (الشفاء شریف، جلد ا، صفحہ ۲۱)

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ حضرت ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام قیامت کے دن تم میں سے ہوں پھر فرمایا وہ دونوں قیامت کے دن میرے امتی ہونگے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو کہیں گے اے محمد ﷺ تو میری دعا ہے اور میری اولاد ہے مجھے اپنی امتی بنالے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا تو

یرغب الی الخلق کلھم حتی ابراھیم. (مسلم شریف صفحہ ۲۷۳)

تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا تو جب رب کریم فیصلے فرمادے گا تو مومن کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان بے شک فیصلہ تو فرمادیا۔ اب دربارِ خداوندی میں ہماری سفارش کون کریگا۔ بعض ان میں سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کی طرف چلو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ید قدرت سے فرمایا اور اس سے ہم کلام بھی ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے درمیان ہمارے رب نے فیصلہ فرمادیا اور فیصلہ سے فارغ ہوگئے اب آپ ہماری سفارش فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر مومن حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ حضرت ابراہیم ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے اور وہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہیں گے جب تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں تمہیں نبی امی عربی ﷺ کے پاس بھیجتا ہوں۔ چنانچہ سب مومن میرے پاس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے اجازت دیگا کہ میں دربارِ خداوندی میں کھڑا ہو جاؤں۔ میری مجلس خوشبو سے بے حد معطر ہو جائے گی یہاں تک میں ربِ کریم کے دربار میں آؤں گا۔ پھر میں سفارش کروں گا۔

یجعل لی نور من شعر راسی الی ظفر قدمی.

اور مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔

پھر کفار کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی پالیا اب ہماری سفارش کون کریگا سوائے ابلیس کے اور کوئی نہیں وہی ہے وہ اس کے پاس آ کر کہیں گے مومنوں نے اپنا سفارشی پالیا اب تو ہماری سفارش کو تو نے ہی ہمیں گمراہ کیا ہے۔ابلیس کھڑا ہوگا اس کی مجلس نہایت بد بودار ہوگی پھر ابلیس او نچا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا اور شیطان کہے گا کہ فیصلہ ہو چکا

ان اللہ وعدکم وعدالحق وعدتکم فاخلفتکم . (تفسیر مظہری صفحہ ۱۲۶۴، جواہر البحار صفحہ ۳۱۸)

بیشک اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا اور اس کو پورا کر دیا اور میں نے وعدہ کیا تو خلاف کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن جو حضور ﷺ کی نورانیت اور بشریت کو دونوں کو مانتے تھے ان کو قیامت کے دن بھی حضور ﷺ کی نورانیت کے جلوے نظر آئیں گے ان کو حضور کی مجلس نصیب ہوگی وہ ایسی خوشبو محسوس کریں گے کہ آج تک انہوں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی ہوگی۔

انا فی عطش وسخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہار رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

حل لغات

انا، میں۔عطش، پیاس، تشنگی۔سخاک، آپ کی سخاوت و بخشش۔اتم، ہر طرح کامل۔اے گیسوئے پاک، اے پاک ....!۔ابر کرم، اے بخششوں کے بادلوں۔برسن ہارے، برسنے والے۔رم جھم رم جھم، ہلکی ہلکی بارش۔دو بوند، قطرے۔ ادھر، میری طرف۔گرا جانا، ڈالتے جانا۔

شرح

سرکار کے گیسوئے مبارک کو سیاہ برسنے والے بادل تصور کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گیسوؤں کی دہائی دے کر فرماتے ہیں میں پیاسا ہوں اور اے دو عالم کے سخی ﷺ آپ کی بخشش کامل و اکمال ہے اے مقدس گیسوؤں! اور اے کرم کے بادلوں! کائنات کی سرزمین پر تمہاری مسلسل مفید بارش ہو رہی ہے۔خدارا رحمتوں کے دو چار قطرے ہماری طرف بھی برسا دیجئے ہمارے لئے وہی کافی ہونگے۔چنانچہ اس مضمون کو ایک نعت میں یوں اور فرمایا ہے

تیرے صدقہ مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
بحر ساحل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجہ میرا چھنٹا تیرا

حوضِ کوثر

حشر کے میدان کی پیاس صرف اور صرف حوضِ کوثر کے میٹھے پانی سے ہی بجھ سکے گی اور حوضِ کوثر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو عطاء فرما دیا وہ جسے چاہیں عطاء فرمائیں۔

قرآن مجید

انا اعطیناک الکوثر

ہم نے آپ کو کوثر عطاء کیا۔

احادیث

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنت کی سیر کر رہا تھا (معراج کی رات) کہ میرا گزر ایک نہر سے ہوا جس کے دونوں طرف خالی موتیوں کے دو گنبد تھے میں نے پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا

هذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذاطنه مسک ازفر.

یہ وہ کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا کیا ہے میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی نہایت تیز خوشبو دار تھی۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الحوض)

(۲) حضور ﷺ نے فرمایا

انه نهر فی الجنة وعدنیه ربی فیه خیر کثیرا حلی من العسل و ابیض من اللبن و ابرلمن الثلج والین من الذبد حافتاه من الذبر جده و اونیه من فضة لایظما من شرب منه.

وہ ایک نہر ہے جنت میں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا اس میں بہت بھلائی ہے۔ وہ شہد سے زیادہ شیریں دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈی مکھن سے زیادہ نرم اس کے کنارے زبرجد کے برتن اس کے چاندی کے جو اس کا پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۵۰۲)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی حوض سے ایک دو بوند کی تمنا فرمائی یا اللہ ہمارے ان اماموں کے طفیل ہمیں بھی اپنے حبیب پاک ﷺ کے ابر کرم سے اپنی شان کے لائق نواز دے..... آمین۔

یا قافلتی زیدی اجلک رحمے بر حسرت تشنہ لبک

موراا جیر الرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

حل لغات

یا قافلتی، اے میرے قافلے والوں۔زید، امر حاضر از زیادہ بامعنی بڑھادے۔اجل، اپنی مدتِ قیام۔رحمے، کچھ رحم وکرم ہو۔برحسرت تشنہ لبک، ننھے سے آرزو مندلب کی حسرت پر،لبک پر کاف تصغیر کا ہے۔موراجیرا، جی، طبیعت۔ لرجے،تڑپ رہا ہے۔درک درک لرزلرز کر۔طیبہ،مدینہ منورہ کاایک نام مبارک۔

شرح

اے قافلے والوں! جب تم مدینہ آگئے ہوتو یہاں کے قیام میں اضافہ کردو اس لئے کہ روضۂ اقدس کے دیدار کی پیاس ابھی ویسی ہی باقی ہے میرا جگر مسلسل کانپ رہا ہےلہٰذا ابھی سفر کی خبر نہ سنانا۔

زائرین مدینہ پاک کومعلوم ہے کہ یہاں حاضری کے بعد کہیں جانے کا جی نہیں چاہتااور یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے ہاں منافق کا معاملہ اس کے برعکس ہے پہلےتو وہ جاتا نہیں اگر کسی وجہ سے پہنچ بھی جائے تو اسے بے سکونی اور بے قراری چھا جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا

لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ملعونین (پارہ۲۲،سورۂ احزاب)

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ ٹھہریں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔

یہی کیفیت آج بھی بعض اسلام کے دعویداروں کی ہے کہ خودتو مدینہ پاک کے فیوض و برکات سے محروم ہیں الٹا دوسروں کوبھی محروم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

فائدہ

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ قافلہ وہاں سے رخصت ہو چکا ہے ہم رہ گئے ہیں لیکن اب یہاں دل کی کیفیت عجیب ہے۔روضۂ اقدس کی سرزمین سبز گنبد کا سہانا سماں وہ رات کی بھرن یاد آرہی ہے بلکہ ستارہی ہےتو عرض کرتے ہیں ہائے افسوس!مدینہ شریف میں جوزمانہ حضورﷺ کی بارگاہ میں گزرا بس وہ چند گھڑیاں ہی تو تھیں جو گزرگئیں اب ہند میں آپہنچے ہیں وہ نظارہ یاد آتا ہے وہ گزری ہوئی باتیں جو روضۂ رسول میں تھیں اب تو ایک قرطاس (نامۂ اعمال) کی شکل میرے سامنے عیاں ہے۔آہ! آہ!وہ مدینہ شریف کا سفر باندھنا وہ کیسا عجیب منظر تھا۔بارگاہِ خداوندی میں اب یہی دعا ہے

یہی عرض ہے خالق ارض و سماء
وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ

کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

حکایت

روض الریاحین میں لکھا ہے کہ ایک زائر مدینہ ہر سال مدینہ پاک کی حاضری دیتا ایک سال نہ جا سکا تو بے قراری سے نڈھال ہوگیا۔ایک رات خواب میں حضورﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا تم اس سال نہیں آسکے کیوں؟

فائدہ

حقیقی بے قراری عاشق کو ستاتی ہے تو محبوب بھی اس سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے عاشق کو ستاتی ہے تو محبوب بھی اس سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے عاشق زار کو نوید باد کہ وہ اپنے اس مشغلہ کو بڑھائیں پھر دیکھئے کہ محبوبِ کریمﷺ کیسے الطافِ کریمانہ سے نوازتے ہیں۔

واھا لسویعات ذھبت آن عہد حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کرنا پرت درد اوہ مدینہ کا جانا

حل لغات

واھا خوب لسویعات، سعادت کی تصغیر ساعتیں۔ذھبت، چلی گئیں۔عہد، زمانہ۔حضور، حاضر ہونا۔بارگہت، تیرا دربار۔یاد آوت، یاد آتا ہے۔موہے، مجھے۔کر، چین اور کل۔نہ پرت، نہ پڑے۔دردا، اے درد۔

شرح

کیا خوب تھیں وہ چند گھڑیاں جو گذر گئیں جبکہ ہم حضورﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر تھے جب وہ وقت یاد آتا ہے تو میرے دل کو چین نہیں آتا مدینہ کا جانا یاد آنا کتنا دردناک ہے۔
یہ کیفیت بھی صرف عاشقانِ مصطفیٰﷺ کو نصیب ہے کہ پہلے تو مدینہ پاک کی جدائی موت کے کڑوے گھونٹ سے کم نہیں ہوتی لیکن ناچارگی سے وطن پہنچنے کے بعد اداسی چھا جاتی ہے جی چاہتا ہے کہ پر لگ جائیں تو آنکھیں جھپکنے سے پہلے واردِ مدینہ پاک ہو جائیں۔چند عشاق کی عاشقانہ نظمیں پڑھتے ہیں
حضرت مذاق جبل پوری مرحوم آپ نے عمر بھر صرف نعت ہی میں طبع آزمائی فرمائی۔آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک دو دن کی جدائی ہو تو یوں عمر بھر
تم مدینے میں رہو میں ہند میں کیونکر بنے

خدا سے تمہیں کو مانگتا ہوں دونوں عالم میں
تمنا تم عرض تم آرزو تم مدعا تم ہو

حضرت مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

چل مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر شہر و وطن
اس مراد آباد سے کافی کہاں کاارتباط
دکھادے بلدہ طیب دکھادے روضۂ اقدس
دکھادے گنبد خضریٰ کہ تسکین دل وجاں ہو
دکھادے وہ بھی دن یارب کہ حاضر ہوسکے کافی
جنابِ مصطفیٰ کے آستانہ پر غزل خواں ہو

کافی یہ تمنائے دلی ہے کہ دم مرگ
گر آہ جو کھینچوں تو کہوں ہائے مدینہ

القب شج والھم شجون دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں میرا کون ہے تیرے سوا جانا

حل لغات

القلب، دل ۔ شج ، زخمی ۔ والھم ، اورغم ۔ شجون ، گتھیاں ۔ زار ، عاجز ، ضعیف ۔ چناں ، ایسا ۔ جان زیر ، دبی ہوئی ۔
چنوں ، ایسا ۔ پت ، پتی کا مخفف بامعنی محبوب وشوہر ۔ بپت ، دکھ آفت ۔ کاسے ، کسی سے جانا ۔ جانا ، پہچانا ہوا ، محبوب ۔

شرح

میرا دل ڈانواڈول ہورہا ہے اور میں مختلف غم وآلام کی گتھیوں سے دوچار ہوں اور میرا دل بہت خستہ وکمزور ہو چکا

ہےاورمیری جان بےانتہازیر بار ہے۔اے محبوب میں اپنی مصیبت کس سے کہوں آخر میرا آپ کے سوااور کون ہے۔

امام بوصیری اور امام احمد رضاخان رحمهما الله تعالیٰ

اسی شعر کے مصرعہ ثانی میں امام احمد رضا نے امام بوصیری رحمہما اللہ علیہ کا سا اظہار فرمایا۔قصیدہ بردہ شریف میں ہے

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواک عند حلول الحادث العمم

اے تمام مخلوق سے بزرگ تر میرا کوئی ایسا آقا نہیں سوائے تیرے جس سے پناہ چاہوں حادثہ عام کے نازل ہونے پر۔

قصائد عربیه مشتمله بر استغاثه

نہ صرف امام احمد رضا بریلوی وامام امام محمد بوصیری رحمہما اللہ علیہ بارگاہ حبیب ﷺ کے فریادی ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر محبوب بندہ یونہی استغاثہ کرتا ہے۔عربی ،فارسی ،اردو بلکہ ہر زبان میں اربوں کھربوں بلکہ بے شمار قصائد ہر دور میں لکھے گئے۔

قصیدہ ۱

امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں

یارب بالهادی البشر محمد وبدية العالی علی الاديان ثبت علی الاسلام قلبی و اهدنی للحق وانصرنی علی الشيطان . (المقالات الوفیہ)

اے میرے پروردگار ہادئ بشیر حضرت محمد ﷺ کے طفیل اور حضور کے دین کی برکت سے جو سب دینوں پر غالب ہے میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ اور حق کی طرف میری رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔

قصیدہ ۲

مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدۂ ہمزیہ میں اس طرح استغاثہ فرماتے ہیں

رسول الله یا خير البرايا نوالک ابتغي يوم القضاء اذاماحل خطب مدلهم فانت الحصن من كل البلاء اليک توجهي وبک استنادی رفيک مطامعي وبک ارتجائي.

اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطاء و بخشش چاہتا ہوں جب کوئی سخت مصیبت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا کے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے اور حضور ہی میرا سہارا ہیں اور حضور ہی سے بھلائی کی طمع اور حضور ہی سے امید ہے۔

قصیدہ ۳

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ تعالیٰ علیہ کے قصیدہ اطیب الغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں

مدار وجود الکون فی کل لحظة ومفتاح باب الجود فی کل عسرة ومتمسک المحلھوف فی کل شدة و معتصم المکروب فی کل غمرة ومنتج الغفران من کل تائب الیک قدالعین حین ضراعة.

آپ ہر لحظہ وجودِ عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کی دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بے قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں اور ہر ایک توبہ کرنے والے کے لئے بخشش کا وسیلہ ہیں خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اُٹھتی ہے۔

الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا

موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلاد ینا

حل لغات

الروح، روح، جان۔ فداک، آپ پر نچھاور ہو، قربان ہو۔ فزد، زیادہ کر۔ حرقا، آگ، سورشِ عشق۔ یک شعلہ گرد، آگ کی ایک مزید لپٹ۔ برزنِ عشقا، اے عشق۔ مورا، میرا۔ تن من دھن، بدن، طبیعت، مال و دولت۔ پھونک دیا گیا، آگ بھڑکا دی۔ پیارے، اے محبوب۔ جلا جانا، بھسم کر دینا، راکھ کر دینا۔

شرح

میری روح آپ پر نچھاور ہو جائے میری سوزشِ محبت اور تیز کر دیجئے اور اے عشقِ نبی ﷺ آتشِ عشق کی ایک مزید لپٹ پہنچا دے۔ میرے جسم و طبیعت اور مالِ متاع میں عشقِ رسول کی آگ بھڑک اُٹھی ہے اے محبوب صرف میری یہ اک ناقص جان رہ گئی ہے اسے بھی بھسم کر دینا تا کہ زندگی کی جاوید نصیب ہو جائے۔ عربی مقولہ مشہور ہے

العشق نار یحرق ماسوئے الله

لیکن اس کی لذت وہ جانے جسے یہ دولت نصیب ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد

اوزحرص وعیب کلی پاکشد

شادباش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت و ناموس ما

اے تو افلاطون و جالینوس ما

جس کا جامہ عشق سے چاک ہوا وہ حرص وعیب سے مکمل طور پر پاک ہوگیا۔ خوش باش اے عشق ہماری خوش سودا۔ تو ہماری تمام بیماریوں کا طبیب ہے۔ اے کہ تو ہماری نخوت و ناموس کا علاج ہے ہمارا افلاطون اور جالینوس تو ہی ہے۔

قاعدہ

عاشقِ زار جب عشق کی درد بھری داستان اپنے محبوب کو سناتا ہے اور محبوب اس کی طرف التفا نہیں فرماتا تو پھر اس کے صبر کا جام لبریز ہوجاتا ہے پھر وہ وہی کہہ ڈالتا ہے جو امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول میں ہی نہیں میرے والدین بھی آپ پر قربان ہوں۔ میرے سوز وعشق کو اور زیادہ کردیجئے عشق کا چھوٹا سا تو کوچہ ہے اس سے گذرنا محال ہے آتشِ عشق کے شعلے برس رہے ہیں۔

عشق ومستی جذب وشوق کے شعلے برس رہے ہیں ایک شعلہ عشق ومستی جذب ومستی ادھر بھی گرادیجئے۔ آپ کے عشق نے میرا بدن جلا دیا ہے دل سوختہ ہوکر مانند کباب ہوگیا ہے دولت آپ کے عشق پر قربان کردی ہے یارسول اللہ! ایک جان ہی تو باقی ہے یہ بھی تو آپ ہی کی امانت ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے

ساقی اک جام دے مینوں پی کے رہے نہ میری ہستی وی کوئی بو باقی

میں رہاں نہ میرے اندر رہے ہو رکوئی آرزو باقی ایسا مٹاں رے

نشان وہ نہ بس رہ جاویں تو ہی تو باقی

اے ساقی مجھے ایک پیالہ عطا کروا ایسا کہ میں جب پی لوں تو پھر میری ہستی یوں مٹ جائے کہ اس کی بو تک باقی نہ ہو پھر میں رہوں نہ ہی میرے اندر کوئی آرزو رہے۔ خلاصہ یہ کہ میں بالکل مٹ جاؤ پھر صرف تو ہی تو باقی رہے۔

نکتہ

دوسرے عشاق سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طریقہ نرالا ہے عشاق کا بے صبری سے ہوش قائم نہیں رہتا یا پھر موت کی آرزو کرتے ہیں لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محبوب سے یوں عرض کرتے ہیں کہ میں رہوں یا رہوں تو رہے زندہ مدام۔

بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا

ارشادِ احباء ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

حل لغات

بس، بامعنی فقط۔ خامہ، قلم۔ خام، کچھ پختہ کی ضد، خامہ خام، کچا قلم یعنی لکھنے میں ناتجربہ کار، ناپختہ کار۔ نوائے، آواز۔ اشعارِ رضا اعلیٰ حضرت اپنا تخلص رضا کرتے تھے جو ان کے پورے نام احمد رضا کا جزو ہے۔ نہ یہ طرزِ مری، بیک وقت عربی، فارسی، اردو، ہندی، ان چاروں زبانوں سے یہ مرکب گوئی کا نیا طریقہ اس سے پہلے کبھی اختیار نہ کیا اور نہ میرا اس قسم کا کوئی رجحان ہی ہے۔ ارشاد، ہدایت کرنا، فرمائش۔ احباء، حبیب کی جمع، دوست احباب،۔ ناطق، گویا، بولنے والا، ناچار، مجبوراً۔ اس راہ، یہ راستہ یہ طریقہ یعنی چار زبانوں میں نعت کہنا۔ پڑا جانا، چل پڑنا۔

شرح

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکساری کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے اشعار محض ناتجربہ کاری کے ہیں یعنی اس قسم کے اشعار کہنے کی کبھی مشق نہیں کی تھی اور اس سے پہلے یہ نیا طریقہ کبھی اختیار نہ کیا اور نہ میرا کبھی ایسا رجحان ہی ہوا تھا مگر کیا کروں دوست احباب کی گویا فرمائشیں تھیں یعنی احباب کے پیہم اصرار تھے کہ میں چار لغتی نعت شریف کہوں آخر مجبور ہوا اور اس طریقہ پر نعتِ سرورِ عالم ﷺ کہنا پڑا۔

فائدہ

احباء سے اشارہ ہے حضرت مولانا محبا بکھریوی بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف جو بڑے فاضل تھے اور اعلیٰ حضرت کے خلیفہ تھے اور اسی طرح ناطق سے حضرتِ ناطق شاعر کی طرف اشارہ ہے جو آپ کے بڑے معتقد تھے انہوں نے اس قسم کی نعت لکھنے کی غرض کی۔ (وثائق)

نعت شریف

نمبر۱۲

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا

حل لغات

سرکشیدہ،سر بلند،مغرور،سر اُٹھائے رکھنا۔حضور،سامنے،دربار۔خاکِ مدینہ،مدینہ طیبہ کی مٹی۔خمیدہ،ٹیڑھا ہونا، جھکا ہونا۔

شرح

آسمان بلند ہوکر پھر اس لئے جھک گیا ہے کہ اس کے سامنے مدینہ طیبہ واقع ہے اور سرکارِ مدینہ کے دربار میں تکبرو غور جائز نہیں اس لئے اس نے اپنے آپ کو وہاں جھکا لیا۔اس تقریر پر مطلب یہ ہوا کہ فلک کا خمدار ہونا عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے پہلے کئی عشاق فلک کی اس کاروائی کو عشقِ حبیبِ خدا ﷺ سے تعبیر کر گئے ہیں۔حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

زمین درحب او ساکن فلك در عشق او سودا

یہ کوئی مبالغہ نہیں خود حضور ﷺ نے فرمایا

ما من شي الا ويعرفني انى رسول الله لامردة الجن والانس. (شفاء شریف)

کوئی شئے ایسی نہیں جسے پہچان نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے سرکش انسانوں وجنوں کے۔

قرآن وحدیث کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ خدا تعالیٰ کی جملہ مخلوق کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیر (پارہ۱۸،رکوع۱)

برکت والی وہ ذات جس نے قرآن نازل فرمایا اپنے بندۂ خاص پر تا کہ جملہ عالمین کے نذیر ہوں۔

اور حدیث میں ہے

ارسلت الی الخلق کافۃ. (مسلم)

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔

بلکہ آپ تو رحمۃ للعلمین بھی ہیں کہ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کو آپ کی رحمت کی احتیاج ہے اور آسمان اسی احتیاج کی وجہ سے خمیدہ ہے۔ یاد رہے کہ اہل سنت کے عقیدہ پر جملہ جمادات و نباتات وغیرہ میں بھی ان کے لائق جان ہے جس کی وجہ سے انہیں شعور وغیرہ سب کچھ خلافاً للمعتزلہ وفلاسفہ کی طرح انہیں بے جان ولاشعور کہتے ہیں۔ اسی لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استن حنانہ کا معجزہ بیان کر کے فلسفی پر طنز کرتے ہیں

آنکہ اورا نبود از اسراد داد

کے کند تصدیق اونالہ جماد

جسے اسرارِ الٰہی سے کچھ نصیب نہیں وہ جماد کے گریہ کی کب تصدیق کرسکتا ہے۔

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا

کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حل لغات

گلوں، بقاعدہ اردو جمع استعمال کیا گیا ہے، بامعنی پھولوں۔ خزاں، پت جھڑ کا موسم۔ نارسیدہ، نہ ملنا، منہ نہ دیکھنا۔ کنار، گود، کھوکھ۔ خار، کانٹا۔ دمیدہ، اُگنا۔

شرح

اگر پھولوں کو ہمیشہ تر و تازہ رہنا تھا اور خزاں کا منہ دیکھنا گوارا نہ تھا تو مدینہ طیبہ کے کانٹوں کی کوکھ میں اگنا تھا اس لئے کہ اس سرزمین پر خشک اور بے جان چیزیں بھی ہری بھری اور جاندار ہو جاتی ہیں۔ اس مقدس سرزمین کے کانٹوں کا مقابلہ کسی اور جگہ کے پھول نہیں کر سکتے۔

پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے

اور یہ حقیقت ہے کہ مدینہ پاک کے کانٹوں میں جو روحانی سرور و فرحت ہے وہ دوسرے علاقوں کے پھولوں میں کہاں لیکن یہ دولت صرف اور صرف عشاق کو نصیب ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ سے پوچھئے آپ فرماتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں

دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

ایک اور مقام پر فرمایا

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پر رہیں دل میں گھر کریں

حکایت

حضرت علامہ منظور احمد شاہ صاحب (ساہیوال) لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ گیا جس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی میں نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرزمینِ حجاز کے کانٹوں سے محبت یاد آ گئی تو میں وہیں رک گیا اور پاؤں سے کانٹا نہ نکالا کئی دن بعد خود بخود نکل گیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پھانس چبھ گئی اور مجھے نکالنے کو کہا میں نے اسے نکال کر عرض کی حضرت کانٹا پاؤں میں رہنے دیا تھا اور پھانس کو نکالنے کا فرمایا۔ سن کر فرمایا ارے شاہ صاحب وہ کانٹا کوئے حبیب ﷺ کا تھا یہ پھانس انڈونیشیا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے۔ (مدینۃ الرسول صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

حضور ان کے خلافِ ادب تھی بیتابی
مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

حل لغات

خلافِ ادب، ادب کے خلاف۔ بیتابی، بے چینی۔ اُمید، آرزو، تمنا۔ آرمیدہ، چین وسکون سے۔

شرح

سرکار کے دربارِ گہر بار میں جب عاشق محترم دل میں بے پناہ امنگ اور آرزو لئے حاضر ہوئے تو اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکے اور حضور کے عشق ومحبت کی بے تابیوں میں دیوانے ہو گئے۔ باوجودیکہ شعر "باخدا دیوانہ باسی وبامحمد ﷺ ہوشیار" کے مفہوم سے اچھی طرح واقف تھے لیکن مجبور تھے حضور کے شوقِ لقاء میں محو ہو گئے حالانکہ اسی بارگاہِ بے کس پناہ میں باہوش وحواس رہنا چاہیے تھا کیونکہ اسی دربار کے خلافِ آداب کچھ سرزد نہ ہو جائے جس کے ادب واحترام کا حکم ربِ کریم نے دیا ہے مگر کیفیت طاری ہو گئی اور جب وہ کیفیت اتری تو آدابِ حضور یاد آئے اور اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ اے میری آرزوؤں اور میری امنگوں! حضور کے سامنے سکون سے رہنا تھا ان کے سامنے مچلنا تڑپنا اور اس طرح بے قراری وبے صبری آدابِ محبت کے خلاف ہے نہیں ہونا تھا لیکن "یجوز العشاق مالا یجوز لغیرھم" عشاق کے لئے جائز ہے جو دوسروں کے لئے ناجائز ہے۔

اس لئے ان سے عشق کی مستی سے ایسے رموز سرزد ہو جاتے ہیں جو ان کے بس سے باہر ہوتے ہیں۔

حکایت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بی بی نے حجرۂ اقدس کے باہر حاضر ہو کر مجھ سے مزارِ اقدس کی زیارت کی تمنا ظاہر کی میں نے دروازہ کھولا اس نے مزارِ پاک کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ بالآخر اسی حالت میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (تاریخ الخمیس)

حکایت

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ کی حالت غیر ہوگئی فوراً آپ کو باہر لے جایا گیا ورنہ وہیں پر تڑپ تڑپ کر فوت ہو جاتے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

آدابِ حاضری گنبد خضراء

اس شعر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے مزارِ اقدس کی حاضری کا ادب سکھایا ہے۔ مفسرین کرام و محدثین عظام و آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متحد و متفق ہیں کہ حضور کا ادب و احترام جس طرح حیاتِ ظاہری میں فرض تھا اسی طرح بعد وصال بھی فرض ہے۔ حضور ﷺ کے روضۂ پاک پر حاضری میں تصور ضروری ہے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ میرے سامنے ہیں مجھے دیکھ رہے ہیں خلافِ ادب ہرگز ہرگز کوئی حرکت سرزد نہ ہو کیونکہ "ھو حی سمیع بصیر فی قبرہ" کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں سب کچھ سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔

سیدنا سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کے بعد پوچھا

ھولاالذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقه سلامھم قالنعم وارد علیھم (خلاصۃ الوفاء و وفا الوفاء)

یہ لوگ آپ کی خدمت میں بعد وصال حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات شاہد ہیں کہ جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ نے سلام کے جواب سے نوازا اور بیداری میں کھلم کھلا نوازا۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

بے شک اللہ تعالٰی نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

اور فرمایا

فنبی اللہ حی یزرق.

اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

امام مالک کا خلیفہ وقت کو انتباہ

جب خلیفہ منصور عباسی نے وسیلہ مصطفٰی ﷺ کے متعلق وہم ظاہر کیا کہ

یا ابا عبداللہ استقبل القبلة و دعوام استقبل رسول اللہ ﷺ.

اے ابوعبداللہ (امام مالک) قبلہ رخ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں۔

امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسے جھڑک کر فرمایا

ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلة آدم علی نبینا و علیہ السلام الی اللہ تعالیٰ الی یوم القیمة بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ قال تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم.

(وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء وغیرہ)

تو ان سے منہ کب موڑ سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ تیرا اور تیرے بابا آدم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالٰی کے حضور میں تا قیامت بلکہ آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور آپ ﷺ سے شفاعت طلب کر آپ ﷺ تیری شفاعت فرمائیں گے جیسے اللہ تعالٰی نے فرمایا ''ولو انھم اذ ظلموا الخ''

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ
نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

حل لغات

نظارہ، کسی چیز کو دیکھنا۔ خاکِ مدینہ، مدینہ پاک کی سرزمین۔ نہ اس قدر، اتنا۔ قمر، چوتھی رات سے آخر ماہ تک کا چاند۔ شوخِ دید، گھورنے والا، بے باکی سے دیکھنے والا۔

شرح

اے چاند تیری گنہگار اور شوخ آنکھوں کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب تھی ان کے دربار میں تجھے نیچی نگاہ کئے ہوئے آنا چاہیے تھا۔

یہ ایک عاشقانہ انداز ہے کیونکہ ہماری طرح چاند بھی حضورﷺ کا امتی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے

ارسلت الی الخلق کافۃ. (مشکوٰۃ شریف)

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔

اس معنی پر ہر امتی اور عاشق کو اپنے نبی کریمﷺ کا ادب لازم ہے اسی لئے امام اہل سنت نے اپنی غیورانہ عادت کے مطابق اسے سمجھایا کہ تو عجیب عاشق ہے کہ محبوبِ کریمﷺ کے حضور شوخ دیدہ ہوکر آجاتا ہے تجھ پر لازم ہے تھا کہ تو نیچی نگاہ سے مدینہ پاک سے گزرتا جیسا کہ عشاق کا دستور ہے۔

مسئلہ ادب و تعظیم مصطفیﷺ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و تکریم کرنا حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوا، آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اکرام کرنا حضورﷺ ہی کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے چونکہ امام احمد رضا قدس سرہ نے یہاں مدینہ کے ادب کا درس دیا ہے اسی لئے یہاں صرف ادبِ مدینہ کی چند روایات حاضر ہیں۔

نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

امام احمد رضا قدس سرہ کی تلقین ادب کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔ ادب کا ملاحظہ ہو

(۱) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ کے ٹھوکنے کی آواز سنتی تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہﷺ کو اذیت نہ دو۔

(۲) امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے دونوں کو مناصع (مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے) کرنے میں تیار کرائے کہ مبادا تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہﷺ کو اذیت پہنچے۔ (وفاء الوفاء جزاول صفحہ ۴۷۹)

(۳) امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ایوب سختیانی، محمد بن منکدر تیمی، امام جعفر صادق، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، عامر بن عبداللہ بن زبیر، صفوان بن سلیم اور امام محمد بن مسلم زہری سے ملا کرتا تھا میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہﷺ کا ذکر آتا تو ان کا رنگ زرد ہوجاتا وہ شوقِ زیارت میں رویا کرتے بلکہ بعض تو بے خود ہوجایا کرتے۔ (شفاء شریف)

(۴) امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے دروازے پر کئی ایسے خراسانی گھوڑے اور مصری خچر دیکھے کہ جن سے

بہتر میں نے نہیں دیکھے۔ میں نے امام مالک سے کہا کہ یہ کیسے اچھے ہیں انہوں نے کہا یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا کہ اپنی سواری کے لئے ان میں سے کچھ رکھ لیں انہوں نے کہا مجھ خدا سے شرم آتی ہے کہ اس سر زمین کو جس میں رسول اللہ ﷺ ہیں اپنے گھوڑے کے سموں سے پامال کروں۔ (وفاءالوفاء، جز ثانی صفحہ ۴۵۰)

کنارہ خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں
دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

حل لغات

کنارہ، گود، کوکھ، آغوش۔ دلِ حزیں، غمگین دل۔ اشک چکیدہ، ٹپکا ہوا آنسو۔

شرح

اے دلِ حزیں اگر تو بجائے دل کے ایک ٹپکا ہوا آنسو کا قطرہ ہوتا جو خاکِ مدینہ میں جذب ہو جاتا تو پھر تجھے بڑا آرام ملتا۔

یہی عشاق کا طرۂ امتیاز ہے کہ اپنی ہستی نسبت نبوی میں فنا چاہتے ہیں۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

بندہ عشق شدی ترک نسبت کن جامی
کہ دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

اے جامی عشق کا غلام بن گیا ہے تو پھر نسب کے دعویٰ ترک کر دے اس لئے کہ اس راہ میں فلاں بن فلاں کوئی شے نہیں۔

حکایت

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے نسبت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا مہر علی بن شمس الدین بن شاہ سلیمان تونسوی بن نور محمد مہاروی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم) سائل نے عرض کیا آپ تو سید ہیں تو یہ نسب کیسا۔ جواب دیا کہ جب سے خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت نصیب ہوئی ہے تب سے حسبِ نسبت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔

خاکِ طیبہ کی عظمت

احادیث مبارکہ

(۱) نبی پاک ﷺ نے فرمایا

والذی نفسی بیده ان تربتها لمومنة. (وفاءالوفاء)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک مدینہ کی مٹی مومنہ ہے۔

فائدہ

اسی لئے مدینہ پاک کا نام مبارک مومنہ بھی ہے اس کی وجہ علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ مدینہ پاک نے اللہ کی توحید کی تصدیق کی اور یہی حقیقت ہے اس کے بعد اسے عقلی ونقلی دلائل سے ثابت فرمایا اور جذب القلوب میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کلمہ مبنی بر حقیقت ہے اس لئے کہ اس شہر کا ایمان لانا ایسا ہے جیسے سنگریزوں نے حضورﷺ کے ہاتھ مبارک میں تسبیح پڑھی اور جبلِ احد کی محبت بھی احادیث سے ثابت ہے اور وہ بھی مبنی بر حقیقت ہے۔

(۲) الوفاء میں علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث روایت فرمائی ہے

غبار المدینة شفاء من الجذام

مدینہ پاک کی غبار شفاءِ جذام ہے۔

(۳) جامع الاصول ورزین وابن الاثیر وغیرہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے استقبال کے لئے وہ اہل ایمان مدینہ سے آگے حاضر ہوئے جو جنگ میں حاضر نہ ہو سکے ان کی وجہ غبار اُڑی تو ایک صحابی نے گرد کی وجہ سے منہ ڈھانپا آپ نے اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا

والذی نفسی بیده ان غبار ها شفاء من کل داءٍ. (خلاصۃ الوفاء)

قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بیشک مدینہ کی غبار ہر مرض کی شفاء ہے۔

(۴) حضورﷺ وادیٔ بطحان کی ایک جگہ کی مٹی کو خاکِ شفاء فرمایا جو تا حال جملہ امراض کی شفاء بنی ہوئی ہے لیکن افسوس کہ نجدیوں نے ایسا ویران بنا کر رکھ دیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ جوہڑ ہے۔ فقیر نے دیکھا تھا کہ اس کے قریب کارخانہ بنا دیا گیا اور اس وادی میں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا۔ ممکن ہے اب سرے سے مٹا دیا گیا ہو اس سے شفاء پانے والوں کے متعلق اور مزید تفصیل فقیر نے تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں لکھ دی ہے۔

اقوالِ علماء و مشائخ

حضرت علامہ اشبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو علمائے باطن اور صاحب وجد بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک کی مٹی میں ایسی خوشبو ہے جو کسی مشک وعنبر میں نہیں۔ (خلاصۃ الوفاء للسمہودی جلد اصفحہ ٦٠)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے اس لئے کہ اس شہر کی مٹی کو انفاسِ حبیبِ خدا ﷺ کی خوشبو حاصل ہے پھر اس کے مقابلہ میں مشک وعنبر کی کیا حقیقت ہے۔

ھندو پاک کے شعراء

ہمارے دور کے شعرائے کرام نے مدینہ پاک کی خاکِ اقدس پر بہت خوب لکھا صرف دو شاعروں کے نام پر اکتفا کرتا ہوں۔

ذروں کو بناتی ہے گہر خاکِ مدینہ
اکسیر کا رکھتی ہے اثر خاکِ مدینہ
اندھوں کے لئے کحل بصر خاکِ مدینہ
بینائی ہر اہل نظر خاکِ مدینہ
ہے دافع ہر فتنہ و شرک خاکِ مدینہ
اور عافیت و خیر کا گھر خاکِ مدینہ
ہر عزم میں اللہ کی برہان ہے مومن
مومن کی ہے معراج نظر خاکِ مدینہ
کیوں سینہ قلزم میں نہ پیدا ہو تلاطم
ہے معدن صدلعل و گہر خاکِ مدینہ
ہے تیری فضیلت سے خجل بزمِ فلک بھی
اے جلوہ گہ خیر بشر خاکِ مدینہ
واللہ سنور جائے عزیز اپنی بھی مٹی
ہوجائیں جو ہم خاک بسر خاکِ مدینہ

(عزیز حاصل پوری مرحوم)

منور رشکِ کوہٗ طور ہے مٹی مدینے کی
چراغ خانہ منصور ہے مٹی مدینے کی
دوائے ہر دل رنجور ہے مٹی مدینے کی

نہ جانے کس قدر پرنور ہے مٹی مدینے کی
ضیاء بخش نگاہ حور ہے مٹی مدینے کی
پس مردن یہی ہو پر مری پوشاک کی چادر
ملے گر خاک راہ سیدلولاک کی چادر
اڑا لا جا کے طیبہ کے غبارِ پاک کی چادر
مری مٹی پہ لاکر ڈال دے اس خاک کی چادر
صباء تیرے لئے کیا دور ہے مٹی مدینے کی
بہر صورت کوئی ہو ایک سے بھی ایک برتر ہے
نجف اور کربلا کی خاک دنیا کے سروں پر ہے
زمیں بغداد کی بھی افضل واعلیٰ ہے اطہر ہے
مری مٹی جو اس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے
کہ اس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینے کی
منور خاص ہوں اک میں بھی سرکارِ رسالت میں
سرمحشر بلایا جاؤں گا دربارِ رحمت میں
یقیناً میرے حق میں فیصلہ ہوگا قیامت میں
اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائے گا کہ جنت میں
تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی

(منور بدایوانی مرحوم، ماہنامہ نعت لاہور)

پناہ دامن دشت حرم میں چین آتا
نہ صبر دل کو غزال رمیدہ ہونا تھا

حل لغات

پناہ، سایہ، چھاؤں۔ دشت، جنگل۔ حرم، مدینہ منورہ مراد ہے۔ صبر دل، دل کا صبر و قرار۔ غزال، ہرن۔ رمیدہ،

بھاگنے والا۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ اپنے دل کے صبر وقرار کو خطاب فرماتے ہیں کہ اے میرے دل کے صبر وقرار تجھے ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے آناً فاناً وطن کی یاد میں میرے دل سے نہیں جانا چاہیے تھا اس لئے کہ مدینہ منورہ کے جنگل کے دامن کے سایہ ہی میں چین وسکون میسر آتا اور کہیں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے میرے دل کا صبر وقرار خواہ مخواہ چلا گیا حالانکہ نہیں جانا چاہیے تھا کیونکہ آخر جب مدینہ منورہ کے جنگلات کے سایہ میں پہنچتا تو چین وسکون راحت و آرام خود بخود آجاتا۔

انسانی فطرت ہے کہ وطن کی یاد آتی ہے لیکن مدینہ پاک میں رہ کر وطن کو خیر باد کہنا پڑتا ہے۔حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

عرب شریف دی سوھنی ریتے　　لاوے دل نوں پرم پریتے

وسریئے چاچڑ صدقے کیتے　　اصلوں محض نہ بھاندے ھن

یعنی عرب شریف (مدینہ) والوں کی حسین اور محبوب عادت ہے ایسی کہ دل پر ان کے عشق کا غلبہ ہی غلبہ ہے اب تو مجھے چاچڑاں (پیارا وطن) ہی بھول گیا بلکہ اب میری نگاہ میں وہ ناپسندیدہ سا محسوس ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خیال میں ممکن ہے مدینہ پاک میں بریلی شریف کا تصور آ گیا ہو تو آپ نے فوراً دل کو ملامت کی کہ مدینہ پاک میں ہی تو سکون وقرار نصیب ہوتا ہے مدینہ پاک کے سوا کہاں سکون اور کہاں قرار۔

نوٹ

یہ بھی امامِ اہل سنت نے خود کو مخاطب ہو کر اہل اسلام کو عشق کا سبق دیا ہے کہ سکون وقرار سوائے مدینہ پاک کے اور کہیں نہیں۔خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی حجرھا

بے شک ایمان مدینہ میں ایسے قرار پکڑتا ہے جیسے سانپ اپنے بل میں۔

بلکہ اسلام کی قرارگاہ مدینہ ہی ہے۔ کماقال علیه السلام

ان الاسلام لیا رز الی المدینة کما تارز الحیة الی حجرھا

بے شک اسلام مدینہ میں قرار پکڑتا ہے جیسے سانپ اپنے بل میں۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں خوش قسمت ہے وہ جسے مدینہ پاک سے پیار اور عقیدت ہے اور جو اس سے عقیدت نہیں رکھتا سمجھ لو کہ وہ ایمان و اسلام سے کورا ہے، محروم ہے، بدقسمت ہے۔

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہوناتھا

حل لغات

کھلتا، ظاہر ہوتا۔ عبث، بے کار۔ اوروں کے آگے، دوسروں کے سامنے۔ تپیدہ، پریشان و مضطرب۔

شرح

قیامت یہ کس طرح ظاہر ہوتا کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی دوسرا شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ میدانِ حشر میں لوگوں کا تمام انبیاء کرام کے پاس جا کر شفاعت طلب کرنا اور ہر ایک نبی کا معذرت کر کے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرنا اس طرح لوگوں کا بھاگ بھاگ کر پریشانی کے عالم میں ہر ایک نبی و رسول کے پاس جانا اور ان کے جوابات کہ آج کے دن ہم کچھ نہ کر سکیں گے سن کر سخت پریشانی و حیرانی میں مبتلا ہونگے آخر میں جب حضور ﷺ کے پاس آئیں گے اور اپنا مدعا بیان کریں گے تو حضور ﷺ فرمائیں گے

انا لھاانالھا

میں ان کے لئے حاضر ہوں۔

یعنی میں ہی شفاعت کروں گا لہٰذا حضور ﷺ کی شفاعت سے کافر و مومن و منافق سبھی کی تکلیف دور ہو جائیں گی یہ حضور کی شفاعت کبریٰ ہوگی اس کے بعد حساب و کتاب کے وقت اپنی امت کے گناہگار لوگوں کی خاص طور پر شفاعت فرمائیں گے اور یہ شفاعت صغریٰ ہوگی۔ اس وقت کافر و منافق اور حضور ﷺ کے گستاخ و بے ادب لوگوں کی کوئی شفاعت نہ ہوگی بلکہ ایسے لوگ جہنم رسید کر دیئے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے سوا کوئی شفیع نہیں اس میں شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے اور وہ حدیث طویل ہے۔

تحقیق الشفاعة

الشفاعة هی طلب العلفو وشفاعة نبینا علیه الصلوٰة والسلام ثابتة بالاخبار والاحادیث الصحیحه

یعنی شفاعت طلب عفو کو کہتے ہیں اور حضور کی شفاعت اخبار و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

قال المحقق الدوانی انه علیه السلام یشفع لجمیع الانس والجن الاشفاعة للکفار لتعجیل فعل

القضاء فتخفف عنهم اهوال يوم القيامة وللمومنين للعفو و رفع الدرجات فشفاعة عامة لقوله تعالیٰ وماارسلنک الا رحمة للعالمین.

محقق دوانی فرماتے ہیں کہ حضورﷺ تمام انس وجن کی شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کفاروں کی نہ ہوگی کہ ان پر اس وقت سے پہلے حکمِ سزا نافذ ہوگا تاہم اہوال قیامت میں تخفیف تو ان پر بھی حضور کی شفاعت سے ہو اور مومنین کے لئے تو عفو معاصی اور ترقی مدارج حضورﷺ کی شفاعت سے ہوں اس بناء پر آیۃ کریمہ "وماارسلنک الا رحمۃ للعالمین" سے حضور کی شفاعت شفاعتِ عامہ سے ثابت ہے۔

صاحب مواہب نے شفاعت کو پانچ اقسام پر منقسم فرمایا اور اس طرح تصریح کی

شفاعت اول

الا راحة من هول الموقف وهي اعظمها و اعمها.

میدانِ حشر کی سختی اور مصائب میں تخفیف اور یہ زبردست شانِ رحمت ہے جو عام بلا دمیں ظاہر ہوگی۔

دوسری شفاعت

جنت میں اپنے بہت سے غلاموں کو بلا حساب داخل فرمائیں گے۔

تیسری شفاعت

ان کے حق میں ہوگی جو مستحق عذاب نار قرار پا چکے ہوں۔

چوتھی شفاعت

ان سیاہ کاروں کا جہنم سے نکالنا ہے جو دوزخ میں پکار رہے ہونگے۔

پانچویں شفاعت

جنتیوں کے درجات کی ترقی کرانا ہے۔

اس پر حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھٹی قسم اور فرمائی وہ تخفیف عذاب کی صورت میں ہے جو ان کے لئے ہوگی جو مستحق خلود فی النار ہو چکے ہوں۔

صاحب مواہب نے ساتویں قسم شفاعت اور لکھی کہ سب سے اول حضور اہل مدینہ کو جنت میں داخل فرمائیں گے

(جہاں شفاعت کے اقسام زائد بیان کئے گئے ہیں وہ انہیں سے بعض کی تفصیل ہے)

لطیفہ

اہل سنت عشاق کی ہر وقت تمنا رہتی ہے مدینہ مدینہ۔اس کی وجہ یہی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے شفاعت اہل مدینہ کو نصیب ہوگی اور جنہیں مدینہ پاک سے پیار نہیں وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں کہ وہ سرے سے شفاعت کے بھی منکر ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ منکر شفاعت کی شفاعت نہیں کی جائے گی۔

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو

سلامِ ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

حل لغات

ہلال،پہلی رات سے تیسری رات تک کا چاند۔ماہ کامل،پورا چاند۔سلام ابروئے شہ،شاہ کونین ﷺ کے بھنوؤں کے سلام۔خمیدہ،ٹیڑھا ہونا،جھک جانا۔

شرح

اس شعر میں حسن تعلیل ہے اس طرح کہ ماہ کامل گھٹتے گھٹتے ہلال بن جاتا ہے ماہ کامل یعنی پورے چاند کو جو کہ گول ہوتا ہے۔ادب واحترامِ کامل کے ساتھ جھک کر سلام پیش کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا وہ ماہ کامل ہلال بن کر جھک گیا تا کہ شہنشاہ کونین ﷺ کے ابروئے خمدار کو ہر ماہ سلام و نیاز پیش کر سکے۔

اس سے قبل ایک شعر میں چاند کی شوخی کا ذکر فرمایا اس سے گویا چاند پر ایک قسم کی بے ادبی کا شبہ پیدا ہوتا تھا اس شعر میں چاند کے انتہائی ادب اور تعظیم کا ذکر فرما دیا کہ چاند جیسا باادب اور کون ہوسکتا ہے کہ اس نے خود کو دو ٹکڑے کر کے روزانہ بارگاہ حبیب ﷺ کو جھک کر سلام عرض کرتا ہے۔

فائدہ

کسی کے سامنے یا کسی کی تعظیم کے لئے سر جھکانا عین ادب ہے چنانچہ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حضور سرورِ کونین ﷺ کا اسم گرامی سنتے تو سر جھکا دیتے۔(نور الایمان فی تعظیم آثار حبیب الرحمٰن،مولانا عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

لاملئن جہنم تھا وعدۂ ازلی

نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

حل لغات

لاملئن جہنم آیت قرآنیہ،متعدد مقام پر قرآن مجید میں ہے اس کی جانب اشارہ ہے یعنی البتہ ضرور بالضرور

جہنم کو میں بھر دوں گا۔ازلی،ہمیشگی۔عبث،بے کار۔

شرح

منکرین اور گستاخ لوگ نبی کریم ﷺ کے فضائل وکمالات کا انکار کر کے بلاوجہ بدعقیدہ نہیں ہو گئے ہیں بلکہ اس کی خاص وجہ تو یہ ہے کہ قدرت نے

لاملئن جهنم من الجنة و الناس اجمعين.

میں ضرور بالضرور جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے۔

کا ازلی حکم بیان فرمادیا ہے جو انہیں منکرین وگستاخانِ رسول کے حق میں ہے۔اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے

خلد تو گھر ہے غلامِ مصطفیٰ کے واسطے(ﷺ)
اور جہنم ہے دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے(ﷺ)

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون اور قاعدہ کلیہ بتایا کہ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کو ضرور بالضرور دوزخ میں بھیجنا ہے ان کے لئے اگر چہ خود حضور ﷺ بھی کہیں گے تب بھی نہ مانوں گا۔

قرآن مجید

استغفر لهم او لاتستغفرلهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفوالله لهم. (پارہ ۱۰،آیت ۸۰،رکوع ۱۶)

ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہر گز نہیں بخشے گا۔

سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن يغفر الله لهم . (پارہ ۲۸،سورۂ منافقون،رکوع ۱)

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہر گز نہ بخشے گا۔

لطیفه

یہ آیت مخالفین حضور سرورِ عالم ﷺ کے اختیار وتصرف کی نفی میں پیش کرتے ہیں ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ''ضمیر'' کا مرجع منافقین دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ ہیں اور ان کا بخشا جانا ممتنع ہے اور ممتنا عات میں اختیار وتصرف کا ہمارا عقیدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ امتناعیہ اس لئے بنایا تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو تو بخش دے گا لیکن دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کی بخشش ممتنع ہے یہی معنی ہے اس شعر کا

محمد ﷺ بہ بخشد گنہگار حق را

ولے حق نہ بخشد خطائے کار محمد ﷺ

یہ شعر عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اسی کا ترجمہ کسی سرائیکی شاعر نے کیا

خدا جینکوں پکڑے چھڑا دے محمد ﷺ

محمد ﷺ دے پکڑے چھڑا کوئی نیں سگدا

خدا تعالیٰ جسے پکڑے اسے حضور ﷺ چھڑا لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ "سئل تعطہ" آپ مانگیں گے آپ کا سوال رد نہ ہوگا ہاں جسے رسول اللہ ﷺ رد فرمائیں گے اس کی نجات ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس کی بخشش ممتنع فرمادی ہے۔ اس شعر پر مخالفین کو اعتراض ہے اس کے جوابات آئیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) یہاں وہ احادیث عرض کروں جن میں ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی درگاہ سے راندہ فرمایا اس کی نجات ممتنع ہوگئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار پایا۔

قرآن مجید

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم. (پارہ ۱۰، رکوع ۱۴، آیت ٦٦)

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہوکر۔

شانِ نزول

غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول اللہ ﷺ کی نسبت تمسخراً کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا حضور سرورِ عالم ﷺ نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیلہ قبول نہ کیا گیا۔

مسئلہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

جو شخص ان گستاخوں کی طرح نہیں تھا بلکہ گویا اس نے ایک قسم کا ادب کیا تو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے نوازا چنانچہ مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ تائب ہوا اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یارب مجھے

اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا میں نے کفن دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اوران کا پتہ ہی نہ چلا ان کا یحییٰ بن حمیر اشجعی تھا۔(خزائن العرفان)

ثابت ہوا کہ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔

ثعلبہ پر پھٹکار

ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم ﷺ سے مالدار ہونے کی درخواست کی آپ نے منع فرمایا دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہوکر یہی درخواست کی اور کہا اس کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دیگا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اسے بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل چلا گیا اور جمعہ وجماعت کی حاضری سے بھی محروم ہوگیا۔ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال کثیر ہوگیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ پر افسوس۔

پھر جب حضور ﷺ نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا تو اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہوگیا جاؤ میں سوچ لوں۔ جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور ﷺ نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا ثعلبہ پر افسوس تو یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہوگیا۔

فائدہ

روح البیان وروح المعانی میں اسی کے تحت ہے کہ یہ ثعلبہ بہت بڑا عابد وزاہد اور ہر وقت مسجد نبوی میں عبادت کے لئے پڑا رہتا تھا اسی لئے اس کا نام بھی حمامۃ المسجد پڑ گیا (مسجد کا کبوتر) لیکن رسول اکرم ﷺ کی درگاہ سے راندہ دھتکارا گیا تو نہ دنیا کا رہا اور نہ آخرت کا۔

کعبہ کے دامن میں بھی پناہ نہ ملی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف

فرماتے تھے کسی نے حضورﷺ سے عرض کی حضور(آپ کی شان میں توہین کرنے والا)ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا"اقتلوہ"اسے قتل کردو۔(رواہ البخاری)

فائدہ

یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کئے ۔رسول اللہﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور کی شان میں توہین وتنقیص کیا کرتا تھا۔اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضورﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کریں جب حضورﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلافِ کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقامِ ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی ۔(فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۳ وعینی جلد ۸ صفحہ ۳۴۷ وقسطلانی جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)

فائدہ

اسے سمجھے تو کوئی دل دردمند سمجھے ورنہ کاغذی کاروائی کے ہم تمام مما لک سے نمبر اول پر ہیں اس لئے مزید کہنے کی ضرورت نہیں کہ قتل کون کرارہا ہے وہ رحیم وکریم رسول اللہﷺ جو کسی بھی امتی کے معمولی سے معمولی دکھ کے روادار نہیں اور کعبہ کے اندر جس کے لئے حکم ہے

ومن دخلہ کان آمنا

جو اس کے اندر آ گیا وہ امن پا گیا۔

اور مجرم بچنے کے لئے کعبہ معظّمہ کے غلاف کو چمٹا ہوا ہے لیکن اسے غلافِ کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا۔غور کا مقام ہے کہ کعبہ میں بالخصوص مسجد حرام میں مقامِ ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخِ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

فائدہ

نام اس کا عبداللہ موحدانہ ہے لیکن اس کا کارنامہ ملحدانہ تھا اسی لئے جو اس موحد کو ملحد نہ سمجھے گا وہ عشقِ رسولﷺ سے محروم ہے۔

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

حل لغات

نسیم، صبح کی ہلکی پھلکی ہوا، بادِ صبا۔ شمیم، خوشبو۔ صبح گل، یہ اضافت مقلوبی ہے اور اصل گل صبح ہے، صبح کا پھول۔
گریبان، جیب گریبان۔ دریدہ، پھٹا ہوا۔ گریبان دریدہ، مجازاً کھلا ہوا۔

شرح

صبح کی ہلکی ہلکی ہوائیں سرکار طیبہ کی خوشبو لے کر تمام اکناف عالم میں پھیلا دیتی ہیں اسی وجہ سے صبح کے وقت پھول کھلتے اور مہک اُٹھتے ہیں مقصد یہ کہ کائنات کی ہر چیز میں حضور ہی کی چمک دمک اور جھلک مہک پائی جاتی ہے۔

بادِ صباء میں فیض مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

بادِ صباء میں افادیت کا ہر آدمی معترف لیکن یہ بہت کم لوگ جانتے ہونگے کہ ماننے کے لئے تو بس وہی لوگ ہیں جن کے دل میں عشق مصطفی ﷺ ہے وہ یہ کہ بادِ صباء کو بھی نبی پاک ﷺ کے ادب و تعظیم بجالانے پر یہ کمال ملا۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر بادِ صبا نے دبور (غربی ہوا) سے کہا چلئے مل کر رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی مدد کریں دبور نے جواب دیا کہ آزاد ہوائیں رات کو نہیں چلتیں (روح البیان، سورۂ احزاب، رکوع ۲) گویا اس نے تکبر کیا جس سے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ ہوا۔ اسی لئے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دبور پر ناراض ہو گیا کہ اسے تا دمِ زیست عقیم (فائدہ پہنچانے سے محروم) بنادیا۔

حدیث شریف

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

نصرف بالصبا واهلكت عاد بالدبور. (روح البیان)

میں صبا سے مدد دیا گیا اور قومِ عاد دبور سے تباہ و برباد ہوئی۔

ٹپکتا رنگ جنوں عشق شہ میں ہر گل سے
رگ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

حل لغات

رنگ جنون، دیوانگی کا رنگ اس سے دیوانگی کی کیفیت مراد ہے۔ شہ، شاہ کا مخفف، بادشاہ۔ نشتر، ایک آلہ جس سے فصد کھولنے والا رگوں میں چبھا کر فصد کھولتا ہے۔ رسیدہ، پہنچا۔

شرح

موسم بہار (فصل ربیع) کی رگِ جاں میں جہاں بہار ﷺ کی محبت کا نشتر چبھ جاتا تو بہار کچھ اور ہی رنگ میں اثر انداز

ہوتی یعنی شہنشاہ کونین ﷺ کے عشق و محبت میں ہر پھول سے دیوانگی و جنون کا رنگ ٹپکتا ہوتا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ توحید کسی کام کی نہیں جس میں شہ مدینہ ﷺ کے عشق و محبت کا رنگ نہ ہو۔

قرآن مجید

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخرو ماھم بمؤمنین. (پارہ ۱، رکوع ۲)

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہیں اور وہ ایمان والے نہیں۔

اذا جاء ک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین الکاذبون. (پارہ ۲۹)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

منافقین

حضور سرورِ عالم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں منافقین کی اچھی خاصی تعداد تھی وہ اہل اسلام سے بڑھ کر امور سرانجام دیتے یہاں تک کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول تو حضور ﷺ کی ہر بات کی سب سے پہلے بلند آواز سے تصدیق کرتا لیکن ان کی جملہ عبادات ان کے منہ پر ماری گئیں نہ صرف عبادت غیر مقبول بلکہ انہیں دوزخ میں سب سے نچلے طبقے میں دھکیلنے کی نوید سنائی گئی۔ کماقال اللہ تعالیٰ

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار(پارہ ۱۵)

بیشک منافقین دوزخ کے نچلے طبقے میں ہونگے۔

خوارج

خوارج کا یہ حال تھا کہ عبادات سے ان کے گھٹنوں اور پاؤں پر گھٹے پڑ گئے اور عبادت کے اتنے بڑے عاشق کہ صحابہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عبادت کو اپنے بالمقابل کم محسوس کرتے لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ نے ان کے متعلق کئی سال پہلے علامات اور نشانیاں بتا کر فرمایا

الخوارج کلاب النار

خوارج جہنم کے کتے ہیں۔

معیارِ حقانیت

حضور نبی پاک ﷺ نے امت کے مختلف (بہتر) فرقوں میں بٹ جانے کی غیبی خبر سنائی تھی اور آج وہ منظر سب کے سامنے ہے اوران فرقوں کی حقانیت کا معیار عشق رسول ﷺ ہے الحمدللہ یہ دولت صرف اور صرف اہل سنت کونصیب ہے آزما کر دیکھ لیں۔

بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشین آفریدہ ہونا تھا

حل لغات

خاکِ مزارِ پاک، نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی مٹی۔ کہ، برائے تعلیل، کیونکہ۔ آفریدہ، پیدا ہونے والا۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی مٹی مبارکہ کو عرشِ الٰہی پر ترجیح ہونے کی وجہ سے بجا طور پر ناز تھا کیونکہ اے محبوبِ دو عالم ﷺ آپ جیسا عرشِ الٰہی پر بیٹھنے والا پیدا ہونا تھا کیونکہ مزارِ مبارک کی وہ خاک جو حضور ﷺ کے بدنِ مقدس سے مس (لگی ہوئی) ہے وہ خاکِ پاک بالاتفاق عرشِ الٰہی اور لوح وقلم ہر چیز سے افضل واعلیٰ ہے یہ مسئلہ اجماعی ہے چنانچہ حضرت علامہ یوسف نبہانی نے فرمایا

ان البقعة التی دفن فیها افضل من جمیع البقاع بالاجماع ومن الکعبة والعرش. (جواہرالبحار)

وہ جگہ جہاں آپ مدفون ہیں وہ تمام جگہوں سے بالاجماع افضل ہے کعبہ ہو یا عرش وغیرہ۔

علامہ سمہودی وفاء الوفاء میں اور خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ

قدانعقد الاجماع علی تفضل ماضم الاعضاء الشریفة حتی علی الکعبة المنیفة

اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جس جگہ کو آپ کا جسم اطہر مس فرما رہا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے۔

شارحِ بخاری امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں

اجمعوا علی ان الموضع الذی ضم اعضاء الشریفه ﷺ افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبة

جملہ علماء کا اجماع ہو گیا ہے کہ جس جگہ آپ ﷺ کا جسم مس فرما رہا ہے وہ تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ سے بھی۔

اور اس اجماع کو تمام اہل اسلام نے قبول کیا ہے یہاں تک کہ فرقۂ دیوبندیہ کے اکابرین (گنگوہی، تھانوی، انبیٹھوی، سہارنپوری) اپنی تصانیف مذکورہ بالا عبارات لکھ کر اپنی طرف سے تصدیق کی۔ اسی لئے ہم اہل سنت نہایت فخر وناز سے کہہ

رہے ہیں کہ اگر کعبہ مکرمہ ہمارا قبلہ ہے تو اس کا قبلہ گنبد خضرٰی کا مکیں ہے۔

گزرتے جاں سے ایک شور یا حبیب کے ساتھ
فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

حل لغات

گزرتے جاں سے، مرجاتے۔یا حبیب، یا حبیب اللہ۔فغاں، نالہ وفریاد جو کہ نالہ کے مفہوم سے بلند تر ہے۔نالہ، بلند آواز جو سوز و دل سے ہو۔حلق بریدہ، کٹا ہوا حلق جس سے درد کی وجہ سے بڑی بلند آواز نکلتی ہے۔

شرح

ہم اپنی جان بلند آواز سے یا حبیب اللہ کہہ کر دیتے ہماری فغاں کو کٹی ہوئی گردن کا آخری نالہ ہونا چاہیے تھا۔

خوش بخت امتی

ویسے تو الحمد للہ ہر وفادار امتی خوش قسمت ہے لیکن جس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے بالخصوص مرتے وقت درود و سلام پڑھنے والا خوش قسمت ہے اس لئے کہ انسان کی سعادت اور شقاوت کا مدار خاتمہ پر ہے اگر خاتمہ نیک تو مرنے کے بعد قبر میں عیش ہی عیش اگر (معاذ اللہ) خاتمہ خراب تو مرنے کے بعد قبر میں حالات خراب۔فقیر ایک جامع حدیث عرض کرتا ہے جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) طبرانی نے کبیر میں، حکیم ترمذی نے نوادر میں اور اصبہانی نے ترغیب میں عبد الرحمٰن بن سمرہ سے روایت کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کو عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے لیکن اس کی ماں باپ کا اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچالیا اور ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا لیکن اسے نماز نے بچالیا۔ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے آگئے اور اس کو سیراب کر دیا۔ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء حلقے بنائے تھے وہ ان کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پاس بٹھا دیا۔ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا تو اس کا حج وعمرہ آگیا اور اس کو روشن کر دیا۔ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس کو منہ نہیں لگاتا تو صلہ رحمی آکر مومنین سے کہتی ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے آپ کو ہاتھ سے خود بچا رہا ہے تو اس کا صدقہ آگیا اور اس نے اس کو محفوظ کر لیا۔ایک شخص کو زبانیہ نے چاروں طرف

سے گھیر لیا لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور اسے بچا لیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے لیکن اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پردہ ہی پردہ ہے مگر اس کا حسنِ اخلاق آیا اور اسے محفوظ کر گیا اور قربِ خداوندی حاصل ہو گیا۔ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اس کا خدا سے ڈرنا آ گیا اور اس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ایک شخص کا وزن ہلکا رہا مگر اس کا عمل سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا لیکن اللہ سے ڈرنا آ گیا اور وہ بچ گیا۔ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اس کے وہ آنسو آ گئے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر کر بہائے اور وہ بچ گیا۔ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنے والے ہیں۔کچھ لوگوں کو ان کی زبانوں سے لٹکا دیا گیا تھا میں نے جبریل سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ لوگوں پر بلاوجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔خلاصہ یہ کہ نیک اعمال خاتمہ ایمان کا سبب بنے تو بیڑا پار ہوا۔

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

حل لغات

کریم، بخشش و کرم کرنے والا۔گنہ، گناہ کا مخفف۔شفاعت چشیدہ، شفاعت حاصل کرنے والا۔

شرح

اے مرے کریم! گناہ یقیناً زہر قاتل اور مہلک ہے جو تباہ و برباد کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ تباہی و بربادی کے غار میں جا گرے ہیں ایسی حالت میں کوئی نہ کوئی آخر ہمارا نجات دہندہ اور ہمیں سہارا دینے والا ضروری تھا۔ہم نے تو صرف آپ کی ذاتِ مقدس کو شفاعت کا شہد عطاء کرنے والا پایا ہے جس سے قیامت میں گناہ کی سخت تلخی دور ہو کر مٹھاس پیدا ہو جائے گی۔

شفاعت کی اقسام

امامِ اہل سنت شفاعت کا بار بار ذکر فرماتے ہیں فقیر یہاں اس کی اقسام عرض کرتا ہے اس لئے کہ شفاعت کے جس قدر انواع ہیں وہ سب حضور سرورِ عالم ﷺ کے لئے ثابت ہیں اگر چہ ان میں بعض شفاعتوں میں دوسرے بھی مشارک ہیں (انبیاء و اولیاء و غیرہم) لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تمام شفاعتیں بھی حضور ﷺ کی طرف راجع ہیں۔

(۱) شفاعت کبریٰ جو تمام مخلوق کو عام ہے۔ مومن، کافر، اپنے پرائے، آپ تعجیل حساب و کتاب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

(۲) ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب بہشت میں داخل ہونے کے لئے شفاعت ہوگی چنانچہ حضورﷺ کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے ان ستر ہزار کے ساتھ اور بھی بہت سے بے حساب جنت میں چلے جائیں گے بعض کے نزدیک یہ نوع بھی حضورﷺ سے مخصوص ہے۔

(۳) وہ اقوام جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(۴) جو لوگ دوزخ کے مستحق و مستوجب ہیں وہ حضورﷺ کی شفاعت سے بہشت میں چلے جائیں گے۔

(۵) ایک جماعت کے ارفع درجات کے لئے حضورﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

(۶) گنہگار لوگ جو دوزخ میں ہونگے وہ شفاعت سے نکل آئیں گے یہ شفاعت تمام انبیاء و ملائکہ و شہداء میں مشترک ہے۔

(۷) استفتاح جنت کے لئے شفاعت ہوگی یعنی جنت کا دروازہ کھلوانا آپ کے بغیر کسی کو حق نہ ہوگا۔

(۸) جو لوگ عذابِ دائمی کے مستحق ہونگے ان (میں سے بعض) کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی۔

(۹) خاص اہلِ مدینہ کے لئے ہوگی۔

(۱۰) حضورﷺ کے روضۂ شریف کے زائرین کے لئے ہوگی۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۴۰۴)

جو سنگ در پہ جبیں سائیوں میں تھا مٹنا
تو میری جان شرار جہیدہ ہونا تھا

حل لغات

سنگِ در، در کا پتھر، چوکھٹ۔ جبیں، پیشانی۔ سائیوں، دراصل یہ لفظ سائی فارسی ہے جب اردو زبان والوں نے استعمال کرنا شروع کیا تو اپنے طور واؤ نون کے ساتھ بھائیوں، وادیوں وغیرہ کی طرح جمع میں استعمال کرنے لگے یہ لفظ سائیدن فارسی مصدر سے نکلا ہے جس کے معنی پیسنے والے، رگڑنے والے کے ہیں۔ شرار، چنگاری۔ جہیدہ، اڑنے والی۔

شرح

امام احمد رضا اپنے آپ سے فرماتے ہیں کہ سنگِ درِ حضورﷺ پر اپنی پیشانی رگڑ رگڑ کر ہی مرمٹنا تھا تو اے میری جان (ندا بذاتِ خود) تیری ساتھ اُڑنے والی چنگاریاں کیوں نہ بن گیا یعنی حضورﷺ کے عشق میں جل اُٹھنے کے بعد سراپا شعلہ و چنگاری بن جانا چاہیے تھا تا کہ عشقِ رسول اللہﷺ کی آتش دلگیر میں بھڑک کر جلد راکھ بن جاتا تو یہ بڑی خوش نصیبی ہوتی۔

جانبازِ عشاق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) غزوۂ احد کے موقع پر بعض اصحاب نے جانبازی کی خوب داد دی چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس کثرت سے رسول اللہ ﷺ پر سے تیر روکے کہ ہاتھ بے کار ہو گیا۔

(۲) حضرت ابو دجانہ حضور ﷺ کے آگے ڈھال بنے کھڑے تھے ان کی پشت پر تیر لگ رہے تھے مگر اپنے آقا رسول اللہ ﷺ پر جھکے ہوئے تھے۔

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص بھی حضورِ انور ﷺ کی مدافعت میں تیر چلا رہے تھے حضور ان کو اپنے ترکش میں سے تیر دیتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ قربان پھینکتے جاؤ۔

(۴) حضرت ابو طلحہ انصاری بڑے تیر انداز تھے انہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ میں رہ گئیں وہ حضورِ انور ﷺ پر چمڑے کی ڈھال کی اوٹ بنائے کھڑے تھے حضور کبھی گردن اُٹھا کر دشمنوں کی طرف دیکھتے تو عرض کرتے "آپ پر میرے ماں باپ قربان! گردن اُٹھا کر نہ دیکھئے ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے یہ میرا سینہ آپ کے سینے کے لئے ڈھال ہے۔"

(۵) حضرت شماس بن عثمان قرشی مخزومی تلوار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کر رہے تھے دائیں بائیں جس طرف سے وار ہوتا تھا وہ ڈھال کی طرح آپ کو بچا رہے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ابھی رمقِ حیات باقی تھی کہ ان کو اُٹھا کر مدینے میں حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے گئے وہاں ایک دن رات زندہ رہ کر وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن ڈھال کے سوا مجھے کوئی ایسی شے نہ سوجھی کہ جس سے شماس کو تشبیہ دوں۔

(۶) حضرت مصعب بن عمیر علمبردار لشکر اسلام نے بھی اپنے آقائے نامدار ﷺ پر جان فدا کر دی جب ابن قمعہ لعین حضور ﷺ کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوا تو حضرت مصعب نے مدافعت کی مگر شہید ہو گئے۔

(۷) حضرت محمد شرجیل عبدری روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصعب کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور وہ کہہ رہے تھے "وما محمد الا رسول (الاٰیۃ)" پھر بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھک کر جھنڈے کو دونوں بازوں کے ساتھ سینہ سے لگا لیا اور آیۃ مذکورہ زبان پر تھی۔ راوی کا قول ہے کہ یہ آیت بعد میں نازل ہوئی مگر اس دن اللہ تعالیٰ نے بجواب "قول قائل قدقتل محمد" ان کی زبان پر جاری کر دی تھی حضرت مصعب کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ کو دیا گیا۔

(۸) سہل بن حنیف بھی تیروں کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے اور حضور ﷺ فرما رہے تھے سہل کو تیر دو۔

(۹) حضرت قتادہ بن نعمان انصاری حضور اقدس ﷺ کے چہرے مبارک کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ سامنے کئے ہوئے تھے آخر کار ایک تیران کی آنکھ میں ایسا لگا کہ ڈیلا خسارے پر آ گرا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یوں دعا فرمائی ”خدایا تو قتادہ کو بچا جیسا کہ اس نے تیرے نبی کو بچایا ہے“ پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی تیز اور خوبصورت ہوگئی۔

تیری قباء کے نہ کیوں نیچے دامن ہوں
کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

حل لغات

قباء، ایک مشہور لباس عرب والے پہنتے ہیں جو گلے سے لے کر تقریباً ٹخنے تک لمبا ہوتا ہے۔ خاکساروں، یہ لفظ بھی فارسی زبان والوں سے لے کر اردو والوں نے اپنے طرز پر واؤ اور نون کے ساتھ جمع بنا لیا ہے، مٹی جیسا عاجز و غریب۔ کشیدہ، کھینچا ہوا۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ سرورِ عالم ﷺ سے محو گفتگو ہیں عرض کرتے ہیں کہ اے پیارے محبوب ﷺ آپ اپنی قباء کے مبارک دامن کو ہمیشہ نیچا اس لئے رکھتے ہیں کہ ہم جیسے گنہگار و بے کار عاجز اور بے نوا اور بے سہارا لوگوں کو آپ کے دامن مبارک میں پناہ لینے کا موقع میسر آ سکے۔

اس شعر میں نبی کریم ﷺ کی امت پر رحمت و شفقت کی وسعت کا بیان ہے اگرچہ آپ کُل کائنات کے لئے رحمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وما ارسلنک الا رحمة اللعلمین (پارہ ۱۷، انبیاء، رکوع ۷)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت۔

لیکن امت کے لئے بہت زیادہ شفیق و رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین لرؤف رحیم.

(سورۂ توبہ، اخیر رکوع)

البتہ تحقیق تمہارے میں کا ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے اس کو تمہاری ہدایت و اصلاح کی حرص ہے وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی اوصافِ حمیدہ میں ذکر کر دیا کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے ان کو شب وروز یہی خواہش دامن گیر ہے کہ امت راہِ راست پر آجائے ۔ کتبِ احادیث کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے امت کی ہدایت و بہبودی کے لئے کیا کیا۔ مصیبتیں جھیلیں، سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپ نے بددعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا کی ۔ ایمان والوں پر آپ کی شفقت ورحمت ظاہر ہے اسی واسطے آپ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں فرمایا۔ بغرض توضیح چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں

احادیث

(۱) جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے جب بارش ہوجاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا (قومِ عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو عاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ عزوجل کا قول حضرت ابراہیم کی نسبت "رب انهن اضللن كثير امن الناس الآية" اور حضرت عیسیٰ کا قول "ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم" تلاوت فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں اُٹھا کر یوں دعا کی "اللهم امتی امتی" (خدایا میری امت میری امت) اور رو پڑے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ (حالانکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے) ان سے رونے کا سبب دریافت کرو حضرت جبرائیل نے حاضر خدمت ہو کر رونے کا سبب پوچھا آپ ﷺ نے بتادیا (حالانکہ خدا کو خوب معلوم ہے) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور غمگین نہ کریں گے ۔ (مسلم شریف)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حال اور میری امت کا حال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی پس پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے ہٹاتا تھا سو میں کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہو (اور آگ میں گرنا چاہتے ہو)

(۴) قیامت کے دن لوگ بغرض شفاعت کے بعد دیگرے انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے مگر وہ سب عذر پیش کریں گے آخر کار حضور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ حمد وثناء کے بعد سجدے میں گر پڑیں گے باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ سر سجدے سے اُٹھایئے جو کچھ مانگئے دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی

شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس وقت آپ یوں عرض کریں گے ''یــــا رب امتـــــی امتـــی'' میرے پروردگار! میری امت میری امت۔ (صحیحین)

(۵) عالم برزخ میں ہر روز آپ پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اچھے عملوں کو دیکھ کر آپ خدا کا شکر اور بُرے عملوں کو دیکھ کر مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

آخرت میں دامن رحمت کی وسعت

دنیا میں تو دامنِ رحمت کی وسعت کا علم اہل مشاہدہ کو ہوتا ہے۔ ہم جیسوں کو کیا خبر لیکن میں سب کے سامنے ہوگا کہ دامنِ مصطفیٰ ﷺ کتنا وسیع ہے کہ سب کے سب آپ کے محبوبِ لوالحمد کے پناہ گزیں ہوں گے۔ اس بارے میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر پر درج کرنے کو جی چاہتا ہے

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟ ارے وہ اللہ قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، جس نے تمہیں آنکھ، کان، دل، ہاتھ، پاؤں..... لاکھ نعمتیں دیں جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا ہے اور ایک اکیلے تنہا بے یارو بے وکیل، اس کے دربار میں کھڑے ہو کر روبکاری ہونا ہے...... اس کی عظمت، اس کی محبت ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں فلاں کو اس پر ترجیح دے لی؟ ارے اس کی عظمت، اس کے احسان، اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے احسانات اگر یاد کرو تو وہ واللہ العظیم باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسانات جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑویں حصے کو نہ پہنچ سکیں ارے وہ وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری تھی دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور، نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارہ ''اللــــہ نــور السـمـوت والارض'' کا نور شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک حزیں آواز سے کہہ رہا ہے ''رب امتی امتی'' اے میرے رب! میری امت میری امت۔

کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟...... ایسا در در کھا؟ حاشاللہ۔

ارے وہ وہ ہیں کہ اس پیارے حبیب، رؤف رحیم ﷺ کو جب قبر انور میں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں فضل یا قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کان لگا کر سنا ہے آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں ''رب امتــــــی امتـــی'' میرے رب میری امت میری امت۔

سبحان اللہ! پیدا ہوئے تو تمہاری یاد سے دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد! کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا،

حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ! ارے وہ وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خراٹے لیتے صبح کی خبر لاتے ہو، تمہیں درد ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو، ماں باپ، بھائی بہن، بیٹا، بی بی، اقرباء، دوست، آشناء دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے آخر تھک تھک کر جا پڑے اور جو نہ اُٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں نیند کے جھونکے آ رہے ہیں اور وہ پیارا بے گناہ بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں کو جاگا تم سوتے اور وہ زار زار روتے روتے صبح کردی ہے کہ "رب امتی امتی" اے میرے رب میری امت میری امت۔

کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟...... ایسا درد رکھا؟ حاشاللہ۔

ارے ہاں ہاں درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبت کا کیا جانچنا کہ ان میں تمہاری خطا نہ ماں باپ پر خفا، یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، سوسو کہیں اور ایک نہ مانو ماں سے بُرے باپ سے بُرے، رات دن برے، ہر وقت برے، دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے سے لگاتے ہیں؟

وہ پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن راحت ہے کہ تمہاری لاکھ لاکھ نافرمانیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہگاریاں پائے اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، ترک نہ فرمائے، سنو وہ کیا فرما رہا ہے دیکھو تو وہ فرماتا ہے "هلم الی هلم الی" ارے میری طرف آؤ مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ دیکھو وہ فرماتا ہے

"تم پروانے کی طرح آگ پر گر پڑے ہو اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں" کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟...... ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ۔

ارے دنیا کی ساعت تیر ہے، آنکھ بند کئے سویرا ہے۔ قیامت بہت جلد آنے والی ہے جانتا ہے قیامت کیا ہے؟

جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں باپ، جورو، بیٹوں سب سے ہر ایک اس دن اپنے ہی حال میں غلطاں و پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا اس دن جانیں کہ فلاں فلاں تیرے کام آ سکیں۔ حاشاللہ! واللہ العظیم اس دن وہی پیارا حبیب ﷺ کام آئے گا اور اس کے سوا باقی انبیاء و مرسلین کو تو مجالِ عرض ہوگی نہیں سب نفسی نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے؟

ہاں وہ پیارا، بے کسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یار، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوبِ محشر آراء، وہ رؤف رحیم ﷺ فرمائے گا کہ میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔

للہ انصاف ان کے احسانوں میں جہاں کسی کے احسانوں کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے۔ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ ان کی شان میں بدگوئی کرے تمہارے دل میں اس کی وقعت اس کی محبت اس کا لحاظ اس کا پاس نام کو بھی باقی رہے۔

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی؟

(الامن والعلی)

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب

تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

حل لغات

پیارے، محبوب سے خطاب کا لفظ۔ قید خودی، نفسیات کی قید۔ رہیدہ، رہیدن آزاد ہونا یا کرنا مصدر سے بنا ہے، آزاد، چھٹکارا، رہائی۔

شرح

امامِ اہل سنت اپنے آپ سے مخاطب ہیں کہ اے رضا اپنے دل کو جب اس شیریں مقال، صاحب جمال، حبیب کریم ﷺ کی جلوہ گاہ بنانا تھا تو اے پیارے سب سے پہلے نفسانیت و خواہشات کی قید سے تمہیں آزاد ہو کر محبوب کی خوشنودی کا پابند ہونا تھا کیونکہ اس کے بغیر جلوہ گاہ حبیب کبریا ﷺ ہونا ناممکن ہے۔

علامت عشق صادق

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سچے عشق کی علامت بتائی ہے۔ سچا عاشق وہ ہے جو اپنے محبوب کا جان و دل سے تابعدار و فرمانبردار ہو۔

قرآن مجید

(۱) قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفور رحيم.

(سورۂ آل عمران، رکوع ۴)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوالله واليوم الاخر وذكر الله كثيرا. (سورۂ احزاب، رکوع ۳)

بیشک تمہارے واسطے رسول اللہ میں اچھی پیروی تھی اس شخص کے لئے جو ثواب خدا اور روزِ آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

(۳) النبی اولی بالمومنین من انفسھم و ازواجہ امھتھم۔ (سورۂ احزاب، رکوع ۱)

نبی مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ سزاوار ہیں اور ازواجِ پیغمبران کی مائیں ہیں۔

فائدہ

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں حضور ﷺ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اگر حضور کسی امر کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کسی دوسرے امر کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے کیونکہ حضور جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی نجات ہے اور ان کے نفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی تباہی ہے اس لئے واجب ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں وہ اپنی جانیں حضور ﷺ پر فدا کر دیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں

''جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حلاوت نہیں چکھی کیونکہ آپ اولیٰ بالمومنین ہیں۔''

صادق العشق حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر حضور ﷺ کا سچا عاشق اور کون ہو سکتا ہے ان کے عشق کی سچائی کی اتباع حبیب خدا ﷺ پر مبنی تھی۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے بیشتر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے حضور کی وفات شریف کس دن ہوئی اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یومِ وفات میں بھی حضور ﷺ کی موافقت نصیب ہو۔ (بخاری شریف)

فائدہ حیات میں تو حضورِ انور ﷺ کا اتباع تھا ہی وہ ممات میں بھی آپ ہی کا اتباع چاہتے تھے۔ اللہ اللہ یہ شوقِ اتباع! کیوں نہ ہو صدیق اکبر تھے۔

(۲) حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے میں اسے کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کے چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔ (نسیم الریاض)

(۳) زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا (اس کی طرف نگاہ کرکے) فرمایا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری شریف)

فائدہ

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہ کلمہ اظہارِ عشق میں فرمایا لیکن مخالفین سے اس کا مطلب کہاں سے کہاں لے گئے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''التحریر العسجد'' میں ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اُٹھا لے اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اُٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہ لوں گا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ

یہ تھے سچے عاشق رسول اور آج کا عاشق رسول دیکھ لیں کہ ہر کام شیطان والا دعویٰ پکے مسلمان والا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی (بن چھانے آٹے کی روٹی) کھاتے دیکھا اور فرمایا میرے لئے آٹا نہ چھانا کرو اور فرمایا رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

امام احمد رضا قدس سرہ اور عشق رسول اللہ ﷺ

شعر میں جو کچھ فرمایا اس کا عملی نمونہ خود کو بنا کر دکھایا کہ زندگی بھر سر مو سنت حبیب خدا ﷺ پر خود کو ڈھالا۔ چند نمونے از علامہ نظام الدین رضوی ملاحظہ ہوں۔

میں اس ذاتِ گرامی کی زندگی کے لیل و نہار اور عملی نمونے آپ کی نگاہوں سے سامنے لانا چاہتا ہوں جس کو میری محروم نگاہوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا لیکن اس کی مکتوبات کے جھلکتے آئینوں میں اس کے جمالِ جہاں آراء کا نظارہ ضرور کیا ہے اور وہ عکس ہائے رنگارنگ دیکھے ہیں کہ جن میں ان کی جلوت بھی ہے اور خلوت بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، سفر بھی ہے اور حضر بھی، غم والم کے جاں گداز بھی مظاہرہ بھی ہیں اور فرح و سرور کے دلنواز مناظر بھی، شباب کے اسوہ بھی ہیں اور پیروی کے نمونے بھی۔

یہ سب اس ذات والا صفات کے پرتو جمال ہیں بلکہ آئینہ خد وخال ہیں اور ان سے آگے بڑھ کر ان کی گہرائی میں اتر کر دیکھئے تو اتباعِ سنت کی نورِ منیر شعاعیں اور ایمان کو تازگی دینے والی محبوب ادائیں ہیں۔ ایک ایک عکس اپنی جگہ حبِ الٰہی کا آبدار ہے اور عشقِ رسالت کو نورِ گہر بار وہ خود نغمہ سرا ہیں۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں

لیکن ان حقائق و معارف کا صحیح وجدان اہل بصیرت ہی حاصل کر سکتے ہیں نہ کہ مجھ جیسا کوتاہ نظر ظاہر بین۔

حدودِ عشق کی منزل خدا جانے کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

ہم نے ان عکوس کی روشنی میں آپ کی زندگی کے شب و روز کا مشاہدہ کیا ہے اس کے لحاظ سے ان کا ہر ہر لمحہ اور ایک ایک آن اتباعِ رسول کا زندہ شاہکار ہے۔ اب بطورِ نمونہ خاص کر آپ کے ذوقِ عبادت کے تعلق سے چند مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے یہ واضح ہوگا کہ مجددِ اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی زندگی کو شریعت کے سانچے میں کس طرح ڈھال رکھا تھا۔

نماز کی پابندی

نبی پاک ﷺ نے اپنی طرف سے اپنی امت کو نماز کی محافظت و پابندی کا درس دیا اور دوسری طرف اس پر عمل کر کے دنیا کو بھی دکھا بھی دیا۔ آپ ﷺ ہر نماز صحابہ کرام کے ساتھ اس کے وقت ہی میں ادا فرمایا کرتے تھے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی رسولِ مکرم ﷺ کے سچے پیروکار تھے اس لئے اپنے رسول اللہ ﷺ کو جو کہتے سنا وہی کہنے لگے اور جو کرتے دیکھا اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ آپ کی ذات سے "صلوا کما رائیتمونی اصلی" کا عکس زیبا جھلکتا ہے اور سفر و حضر ہر جگہ آپ نماز کے اوقات میں اسوۂ رسول اللہ ﷺ کے مطابق سجدہ ریز نظر آتے ہیں جیسا کہ واقعات ذیل شاہد ہیں۔

(۱) ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت نے عید الاسلام حضرت مولانا عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت پر جبل پور کا سفر بیماری کی حالت میں کیا آغازِ سفر کا ذکر حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ یوں کرتے ہیں۔

صبح چار بجے اعلیٰ حضرت ...... اور خادمِ برہان گاڑی پر (بریلی ریلوے) اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے۔ میں نے

عرض کیا حضرت عین نماز کے وقت گاڑی روانہ ہوگی نمازِ فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا انشاء اللہ پلیٹ فارم پر۔

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالیس منٹ لیٹ ہے۔ پلیٹ فارم پر جاءنماز، چادریں، رومال بچھائے گئے اور بعونہٖ تعالیٰ کثیر تعداد نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نمازِ فجر ادا کی۔ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز سے فارغ ہوئے۔

(۲) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کے استقبال کے لئے کٹنی تک چلے آئے تھے۔ آگے کا واقعہ حضرت برہانِ ملت یوں لکھتے ہیں

ٹرین چار بجے کٹنی پہنچی ..... اعلیٰ حضرت کے لئے وضو کا انتظام کیا گیا فرمایا نمازِ فجر کہاں ہوگی؟ عرض کیا سلیمنا باد میں لیکن صرف تین منٹ گاڑی ٹھہرتی ہے۔ حضور وضو فرمائیں خادم حاضر ہوتا ہے۔ میں انجن کی طرف بڑھا دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کر کے جا رہے ہیں مجھ سے مصافحہ کیا میں نے کہا سلیمنا آباد میں نمازِ فجر ادا کرنا ہے پوچھا کتنا وقت لگے گا؟ میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ پندرہ منٹ کہا لیٹ کر دونگا۔ گارڈ بھی مل گیا اس نے بھی اطمینان دلایا۔ گاڑی بڑے وقت پر سلیمنا آباد پہنچی پلیٹ فارم پر جاءنماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰۰ کی جماعت ہوئی۔ پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے۔ (اکرم امام احمد رضا صفحہ ۸۸،۸۹)

(۳) جبل پور قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے معمولات سے حضرت برہان ملت نے ایک یہ بھی شمار کیا ہے کہ نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لاتے۔

ان دنوں عیدالاسلام اس مسجد میں نماز ادا فرمانے جاتے یہ قدیم کوتوالی کی طرف ہے۔ ان کا فاصلہ آپ کے دولت خانہ سے پانچ سو قدم سے زیادہ ہے ایک نحیف وناتواں کے لئے اتنا فاصلہ بھی بہت ہے بلکہ یہ فاصلہ استطاعت سے کہیں زیادہ ہے۔

(۴) جبل پور سے واپس ہو کر ۲۲ر جب ۳۷ھ کو اعلیٰ حضرت نے بریلی سے حضرت عیدالاسلام کو یہ اطلاع بھیجا

شب دوشنبہ ۸ بجے مع الخیر اسٹیشن بریلی پر آیا۔ راہ میں بڑی نعمت بفضلہٖ عزوجل یہ پائی کہ نمازِ مغرب کا اندیشہ تھا۔ شاہ جہانپور ۶:۳۳ پر آمد تھی کہ ہنوز مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بفضلہٖ ۱۵ منٹ لیٹ ہو کر شاہ جہانپور پہنچی اور دس منٹ ٹھہری کہ بااطمینان تمام نماز اچھے وقت ادا ہوئی وللہ الحمد ...... موٹر بلحاظ ہمراہیاں (جو استقبال کے لئے اسٹیشن پر کثیر

تعداد میں آئے تھے) بہت آہستہ خرامی کے ساتھ با دیر مکان پر پہنچا۔فقیر نے ابتدا با مسجد نمازِ عشاء ہوئی۔(اکرم امام احمد رضا صفحہ۹۹)

(۵)اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۲ برس کی عمر میں دوسری بار سفرِ حج کیا۔مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد آپ ایسے علیل ہوئے کہ دو ماہ سے زیادہ صاحب فراش رہے جب کچھ روبہ صحت ہوئے تو ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو زیارتِ روضۂ انور کے لئے مکہ معظّمہ سے روانہ ہوکر جدہ سے بذریعہ کشتی رابغ پہنچے اور وہاں سے مدینۃ الرسول اللہ ﷺ کے لئے اونٹ کی سواری کی ۔اب آگے کا واقعہ خود اعلیٰ حضرت کی زبانی سنئے

راہ میں جب پیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں (اونٹ والوں) نے منزل پر ہی روکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقاء اتر پڑے کرچ کا ڈول پاس تھا لیکن (رسی) نہیں اور کنواں بھی گہرا عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا۔بحمد للہ تعالیٰ نماز ہوگئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طولِ مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ (پیدل) کیونکر چلنا ہوگا منہ پھر کر دیکھا ہے تو ایک جمال (اونٹ والا) محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا۔لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسے لائے ؟ کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔کچھ دور آگے چلے تھے کہ (دیکھا کہ) میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے۔اس سے پوچھا کہا کہ جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے (دل میں) کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلے میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا۔

یہ سب میرے سرکار کی وصیتیں تھی ’’صلی اللہ علیہ وبارک وسلم و علیہ وعلیٰ عترتہ قدرار ورحمہ ونعماہٗ یہ فقیر اور کہاں سردار رابع شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔(الملفوظ جلد۲صفحہ۳۲،۳۳)

سبحان اللہ! یہ ہے ذوقِ نماز اور شوقِ عبادت کے نماز کے فوت ہونے کے اندیشہ سے دل بے قرار اور بے چین ہوگیا ۔وقت سے نماز ادا ہوگئی تو دل کو قرار مل گیا اور جان میں جان آ گئی مہینوں کی طویل علالت اور ضعف شدید کے باوجود ہر طرح کی کلفت و مشقت سے بے پرواہ ہوکر قافلہ کا ساتھ چھوڑ دیا مگر احب العبادات نماز کو چھوڑنا گوارا نہ فرمایا یہ عاشق رسول اسے نعمت عظمیٰ سمجھتا ہے اور خدائے پاک کی اس نوازش پر وہ اس کا شکر بھی ادا کرتا ہے......یقیناً جو چیز خدائے ذوالجلال کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو بہت ہی زیادہ پیاری ہو وہ ایک مومن کامل کے لئے نعمت عظمیٰ ضرور ہوگی۔

اور قربان جائیں اتباعِ سنت کے اس جذبۂ کامل پر کہ آپ سوا ماہ کے بعد باہر سے اپنے وطن عزیز میں پہنچے تھے لیکن بچوں سے ملنے سے پہلے کشاں کشاں خانۂ خدا میں حاضر ہورہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بچوں سے ملنے میں جماعت فوت

ہو جائے یہ ہے نماز کی محافظت اور یہ ہے شوقِ سجدہ۔

بیماری کی حالت میں نماز

نماز بڑی سے بڑی بیماری اور انتہائی کمزوری کی حالت میں معاف نہیں۔ ہوش وحواس اگر باقی ہیں تو ہر حال میں اس کی ادائیگی بعض خاص صورتوں کے سوا فرض قرار دی گئی ہے البتہ اس کی ادائیگی کے طریقوں میں نرمی اور آسانی کا یہ لحاظ کیا گیا ہے کہ کھڑا ہونا مشکل ہو تو عصا کے سہارے نماز پڑھو، بیٹھنے کی سکت نہ ہو تو کسی چیز سے ٹیک لگالو اس کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹے لیٹے ہی اس اشارے سے اس کا سجدۂ بندگی بجالاؤ۔ارشادِ رسالت ﷺ ہے

صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم يستطع فعلي جنب قومي ايماء.

(الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ، باب صلاۃ المریض بحوالہ بخاری وسنن اربعہ)

کھڑے ہوکر نماز پڑھو اگر اتنی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر اشارے سے ادا کرو۔

خود سرورِ کائنات ﷺ کا عمل یہی رہا ہے کہ اپنی بیماری اور ضعف وکمزوری کی حالت میں بیٹھ کر نماز ادا کی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد وعمل کی مکمل عملی تصویر تھی۔قیام پر قدرت ہے تو کھڑے ہوکر ہمہ تن شوقِ مولیٰ سے راز و نیاز میں مشغول ہیں بدن میں طاقت نہیں تو عصاء کے سہارے قیام ہو رہا ہے اسی کے سہارے رکوع و سجود ادا ہو رہے ہیں لیکن کبھی راحت نفس کے لئے نماز نہیں چھوڑتے۔

(۱) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام اپنے ایک مکتوب مورخہ ۴ ربیع الآخر ۳۴ ہجری میں آپ لکھتے ہیں ڈھائی سال سے اگرچہ امراض دردِ کمر ومثانہ وسر وغیرہا امراض کے ملازم ہو گئے ہیں۔قیام وقعود، رکوع وسجود بذریعہ عصاء ہے مگر الحمدللہ کہ دین حق پر استقامت عطاء فرمائی ہے کثرتِ عبادت روز افزوں ہے اور حفظ الٰہی کی تفضیل نا متناہی شامل حال۔ والحمد لله رب العالمين۔ (اکرام صفحہ ۱۲۸)

(۲) اعلیٰ حضرت کے قیام جبل پور کے دوران ایک روز حضرت عبدالسلام نے عرض کیا جبل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں حضور کی صحت بہت اچھی ہے بریلی شریف میں ...... کبھی کبھی نماز میں رکوع وسجود میں عصاء کا سہارا لینا پڑتا تھا یہاں نہیں دیکھا۔(اکرام صفحہ ۹۸)

(۳) اعلیٰ حضرت اپنے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس مرض کے ساتھ ہی شدتِ کھانسی وزکام اور بلغم میں لزوجت ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بدشواری جدا ہوتا۔کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھٹکے ہوتے اور جگر و پہلوں میں دردان کو جھٹکوں کی اصلاً خبر نہ ہوتی۔یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیائش سے سوا انچ کھل گیا رانوں کا

ابتدائی حصہ اتارہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے۔شدتِ قبض و ہیجانِ ریاح کا سلسلہ اب تک (جاری) ہے ......اب مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی پندرہ روز سے اسہال (دست) شروع ہوئے۔اس نے بالکل گرادیا نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی اس پر سے بیٹھے بیٹھے تین تین بار ہمت سے ہوتا۔الحمدللہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصاء کھڑے ہی ہوکر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے دل جانتا ہے نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے دو دو قرع کی قدر رکی رہتی ہے پھر باذنہٖ تعالیٰ چلنے لگتی ہے۔(اکرام صفحہ ۱۱۴،۱۱۵ خلاصہ بلفظہ)

شریعت کا قانون ہے کہ جب تک مریض کسی چیز کے سہارے قیام وقعود اور رکوع وسجود پر قادر ہو اس سے نماز معاف نہیں ہے اور نہ ہی اسے رکوع وسجود کے لئے اشارہ کی اجازت ہے اس لئے آپ نفس پر مشقت وتکلیف برداشت کر کے نماز کو تمام شرائط وآداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں مگر محبوب کی ''آنکھوں کی ٹھنڈک'' نماز میں کوئی کمی گوارا نہیں کرتے۔ یہ اتباعِ سنت کا وہ اعلیٰ نمونہ ہے جس کی نظیر آج کے زمانے میں نظر نہیں آتی۔

جماعت کا التزام

احادیث کریمہ میں جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔موکدانہ انداز میں طرح طرح سے اس کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کے ترک کو تعزیر شدید کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ایک حدیث میں رحمت عالم ﷺ نے جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے متعلق یہاں تک فرمایا

ثم اخالف الی رجال لا یشھدون الصلوۃ فاحرق بیوتھم

(میں نے ارادہ کرلیا کہ) جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھر ان کے سمیت آگ سے جلا دوں۔

ایسی احادیث کو ذہن میں رکھ کر اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی پاک کا جائزہ لیجئے تو اس میں نمایاں طور پر صحابہ کرام بلکہ خود سرکار ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا عکسِ جمیل جھلکتا ہوا نظر آئے گا اور آپ محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت نے زندگی بھر ماہِ رسالت اور اس کے نجومِ ہدایت سے جو کسبِ نور کیا تھا وہ نور خود ان کی ذاتِ انور میں جگمگا رہا ہے۔ بڑھاپے کا زمانہ ہے، کثرتِ کار، ہجومِ افکار، نزول بلایا وشدتِ امراض کے باعث آپ کے قوی ساتھ چھوڑتے جارہے ہیں، نقاہت اور کمزوری حد درجہ کو پہنچ چکی ہے چند قدم چلنے کی بھی بدن میں طاقت نہیں رہ گئی۔

اڑائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی داستان ان کی

مگر اس مردِ باخدا کے عزم وحوصلہ کی بلندی کا عجب حال ہے کہ وہ تمام دشواریاں مجبوریوں اور معذوریوں کے

باوجود قربِ مولیٰ کے شوق میں جانب منزل یوں رواں دواں ہے

ان کا پتہ نہ پوچھو بس آگے بڑھے چلو

ضعف مانا مگر اے ظالم دل

ان کے رستے میں تھکا نہ کرے

وہ منزل مسجد ہے جہاں اتباعِ رسول کا جذبۂ صادق انہیں کھینچے لئے جا رہا تھا۔ آپ بھی اس کا ایک منظر ملاحظہ کیجئے۔

اجل نزدیک اور عمل رکیک "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل" دن کم پانچ مہینے ہوئے آنکھ دکھنی آئی اور اس پر اطوارِ مختلفہ وار دہوئے ضعف قائم ہو گیا، سیاہ ہیولات نظر آتے ہیں، آنکھیں ہمہ وقت نم رہتی ہیں، اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہیں سکا اب یہ (حال) ہے چند منٹ نگاہ نیچے کرنے سے آنکھ بھاری پڑ جاتی ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے، پانچ مہینے سے مسائل ورسائل سب زبانی بتا کر لکھے جاتے ہیں۔ بارہویں ربیع الاول کی شام سے ایک ایسا مرض لاحق ہوا کہ عمر بھر نہ ہوا تھا نہ اللہ کسی کو اس میں مبتلا کرے۔ ۷۵ گھنٹے کامل اجابت نہ ہوئی، پیشاب بھی بند ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے۔ نواں روز ہے بخار کا دورہ ہوا ضعف کو اور قوت بخشی روز تجربہ کیا مسجد تک جانے آنے کی تعب سے فوراً بخار آ جاتا ہے مجبوراً کئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھا کر چار آدمی لے جاتے ہیں اور لاتے ہیں ظہر کو جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں طالب دعا ہوں۔

آپ کے خطوط کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اتباعِ سنت کا بے پناہ شوق تھا کہنے کو تو وہ یہ کہتے ہیں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا

لوٹ جاؤں پاکے وہ داماں عالی ہاتھ

لیکن سرکار ﷺ سے وارفتگی وعشق کا عالم یہ ہے کہ دنیا میں آپ کے ایک ایک قول وفعل پر عمل کے لئے دیوانہ وار مچل رہے ہیں۔ بدن میں طاقت نہیں لیکن جماعت میں شرکت کے لئے بے چین ہیں کہ سرکار ﷺ کو کسی بھی حال میں وسعت کے باوجود جماعت سے غیر حاضری گوارا نہ تھی لوگوں کے سہارے کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں حاضر ہو رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ آمد ورفت بھی آپ کے لئے سخت کلفت ومشقت کے باعث ہے۔ یہ سب اس جذبۂ شوق میں تھا کہ حضور ﷺ کے صحابہ بھی بیماری وناتوانی کی حالت میں دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر جماعت میں شریک ہوا کرتے تھے اور ایک دفعہ خود

حضورﷺ بھی اسی انداز سے مسجد میں تشریف لائے تھے۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت کا یہ مثالی کردار حضورﷺ اور آپ کے صحابہ کی اسی سنت کی اتباع میں تھا لیکن حضورﷺ کی وہ ادا جو آپ کے دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر جانے میں تھی کرسی پر جانے میں ادا نہیں ہوتی اس لئے اعلیٰ حضرت بسا اوقات دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر بھی مسجد تشریف لے گئے تا کہ محبوب کی وہ ادا بھی ادا ہو جائے۔

ایک عاشق کے لئے ادائے محبوب میں مشابہت کا جو لطف ہے وہ صرف متابعت میں کہاں؟

ذوقت ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشتی

اعلیٰ حضرت کے مکتوبات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ دنوں انتہائی ضعف اور کمزوری کی بناء پر مسجد میں حاضر نہ ہو سکے مگر یہ اس لئے تھا کہ شریعت نے بے بسی کی حالت میں مکلّف ہی نہیں کیا ہے خود سرکارﷺ کے عمل سے بھی اس کی شہادت فراہم ہوتی ہے البتہ سرکار کا یہ عمل عذر کی وجہ سے بادل ناخواستہ تھا اس لئے یہ عاشقِ رسول اللہﷺ بھی مسجد سے اپنی غیر حاضری کو دل سے گوارا نہیں کرتا بلکہ اسے اپنی محروی سمجھتا ہے وہ بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ اپنے قرۃ العین و درۃ الزین (حضرت ملک العلماء) کو لکھتا ہے کہ "مدتوں مسجد کی حاضری سے محروم رہا"

خدا کی قسم! یہ امام احمد رضا قدس سرہ کے اتباعِ سنت کا وہ بے مثال نمونہ ہے جسے دیکھ کر عہد رسالت وعہد صحابہ کی یاد دلوں میں تازہ ہو جاتی ہے۔

صحرا میں اذان

اذان اہم شعارِ اسلام سے ہے۔ حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں حضور سید عالمﷺ نے ارشاد فرمایا

لایسمع مدی صوت الموذن جن والانس ولاشئی الا شھد لہ یوم القیمۃ. (رواہ البخاری)

موذن کی آواز پہنچنے کے آخری مقام تک جن وانسان اور حیوانات ونباتات وجمادات سے ہر چیز جو یہ آواز سنتی ہے وہ سب کے سب قیامت کے دن موذن کے لئے اس کے ایمان اور فضل وکرامت کی گواہی دیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے

ویشھد لہ کل رطب ویابس.

ہر خشک وتر موذن کے لئے گواہ ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضورﷺ نے بھی بنفس نفیس اذان دی۔

امام احمد رضا نے اس سنت کی پیروی کا جونمونہ پیش کیا ہے وہ بڑا ہی قابلِ رشک ہے۔ جمادالآخر ۱۳۳۷ھ میں قیام جبل پور کے دوران ایک روز آپ سیر وتفریح کے لئے زبداندی تک چلے گئے وہیں پر نمازِ مغرب کا وقت ہوگیا۔ اب آگے کا واقعہ حضرت برہانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنئے۔ رقمطراز ہیں "بندر کودنی کے خشک ریت کے میدان میں مصلے اور رومال وغیرہ بچھا لئے گئے میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں کہ اذان کی آواز سنائی دی" دیکھا اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے۔ حضرت ہی نے اقامت فرمائی اور نمازِ مغرب پڑھائی فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے دست مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں کا ہر فرد شاہد اور گواہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لئے شاہد ہوجائیں۔

سبحان اللہ بڑی قابلِ رشک ہے یہ نیت کہ اذان کے ساتھ اس مبارک نیت کے حسین امتزاج سے نہ صرف یہ کہ اس کا ثواب دوبالا ہوگیا بلکہ بڑی بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کامل طور سے ادا ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ کا قول نیت حسنہ سے خالی نہیں ہوتا وہ خود فرماتے ہیں "انما الا عمل بالنیات نیۃ المومن خیر من عملہ" تو آپ نے سفر میں اذان دی تھی وہ یقیناً نیت حسنہ (جو بھی ہو) کی مظہر ہوگی اس لئے اعلیٰ حضرت اتباعِ رسول میں جب سفر میں اذان کی صدائے حق بلند کرتے ہیں تو اسے نیت حسنہ سے مزین و آراستہ کرکے بلند کرتے ہیں تاکہ ظاہر و باطن ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہوجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اقامت فرما کر امامت بھی کی تھی اس لئے اعلیٰ حضرت بھی خود ہی اقامت و امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں کہ شیوہ محبت یہی ہے کہ محبوب جو کچھ کرے محبّ وہ سب کچھ اس انداز سے بجالائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی مکتب عشق کے پروردہ تھے اس لئے آپ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو جو کرتے دیکھا اسی پر عمل پیرا ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کو جیسے چلتے دیکھا اسی انداز سے چل پڑے۔ آپ ﷺ کی اداؤں کو اپنا حرزِ جان بنالیا اور آپ کے نقشِ قدم کی پیروی کو دین وایمان۔ (معارفِ رضا کراچی، شمارہ دہم ۱۹۹۲ء۔۱۴۱۳ھ، صفحہ ۷۷تا۷۹)

نعت شریف ۱۲

شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضاں آیا

حل لغات

شور،شہرت۔مہ نو، نیا چاند (ہلال)۔دواں، دوڑا آیا، بھاگا بھاگا آیا۔ساقی، پلانے والا۔میں تیرے صدقے، میں تجھ پر قربان۔مے، شرابِ طہور۔

شرح

رمضان المبارک کے نئے چاند کی آمد آمد کی شہرت سن کر میں بھاگا بھاگا آیا۔آپ کی درگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں اے میرے حبیب ﷺ میں آپ پر قربان رحمت والا مہینہ آگیا ہے مجھے بھی شربت دیدار اور اپنی محبت و عشق کا جامِ نو پلا دیجئے۔یہ اشعار اس وقت کہے جس سال رمضان شریف کا پورا مہینہ پہلی سے آخر تک عظمت مدار ﷺ کی بارگاہ بیکس میں پناہ گزارنے کی تمنا اور حسرت لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں سے حج بیت اللہ کا قصد فرما کر حج ادا کیا اس کے بعد واپس تشریف لائے۔

دوسری بار

زیارتِ حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اس سفر میں حرمین کے علمائے کبار نے بڑی قدر و تعظیم فرمائی۔علمائے مکہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا خود علمائے حرمین کے لئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔مولوی احمد رضا خان نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام "کفل الفقیہ فی قرطاس الدراھم" (۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء) رکھا۔(نزہتہ الخواطر ۸، ۳۹، ۴۱، کفل الفقیہ صفحہ ۱۶۷)

ہندوستان واپس آنے کے بعد مندرجہ بالا جواب کا ضمیمہ تحریر کیا اور اس کا تاریخی نام "سر السفیہ الوھم فی ابدال قرطاس الدراھم (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) رکھا پھر اس کا اردو ترجمہ کیا پھر اس کا تاریخی نام "الذیل امنوط الرسالۃ التوط" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) رکھا۔

دولت مکہ

کفل الفقیہ کے علاوہ ایک اور تالیف علمائے مکہ کے ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا تاریخی نام "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) تجویز کیا اس تالیف میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے علمائے حرمین نے اس پر جو تقاریظ تحریر کی ہے ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔(الفیوضات المکیہ صفحہ ۴ تا ۱۶۱،

۴۵۸تا ۵۴۳)

مجددِ ملت

(مولانا) احمد رضا خان کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے چنانچہ بعض علماء نے انہیں ''مجددِ امت'' لکھا ہے۔ (حسام الحرمین صفحہ ۲۴، ۴۴۲، ۴۶۲) (اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، مرتبہ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

اس گل کے سوا ہر پھول باگوش گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقت فغاں آیا

شرح

اے بلبل جتنے بھی پھول ہیں سب کے کان وزنی یعنی بہرے ہیں کوئی بھی فریاد نہیں سن سکتا ایک پھول جو سبھی کا فریاد رس ہے گلستانِ مدینہ کے پھول سید دو عالم ﷺ ہیں۔ اے بلبل جب فریاد کا وقت آئے گا تو اس بات کو اس وقت محسوس کریگا۔

شفاعت کبریٰ

اس میں شفاعت کی طرف اشارہ ہے کہ جسے ہم نے تفصیل سے دوسری جگہ عرض کیا ہے۔ مختصراً یہ کہ سب سے پہلے حضور ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے آدم سے لے کر مسیح کلمۃ اللہ تک سب کو اپنے اپنے نفس کی پڑی ہوگی اور کوئی نبی حضور ﷺ سے پہلے شفاعت نہ کرے گا جب لوگ انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سارے انبیاء کرام حضور ﷺ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گے۔

اذهبوا الی غیری

کسی اور کے پاس جاؤ

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری
میرے کریم کے لب پر انا لھا ہوگا

آخر لوگ تھک ہار کے مارے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ بیکس پناہ، خاتم دورِ رسالت، فاتح بابِ شفاعت، محبوبِ باوجاہت، بلند عزت، ملجاءِ عاجزاں، ماوائے بیکساں، مولائے دو جہاں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونگے اور اپنی مصیبت بیان کریں گے حضور ﷺ فرمائیں گے

انا لها انا صاحبکم

ہاں میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا صاحب ہوں۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

یہی سماں ہوگا کہ رب العزت جل مجدہ فرمائے گا

ارضیت یا محمد ﷺ

اے محمد ﷺ کیا تم راضی ہوگئے۔

حضور ﷺ عرض کریں گے اے رب میں راضی ہوگیا۔

جب بامِ تجلی پہ وہ نیر جاں آیا
سرتھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

حل لغات

بام،چھت۔تجلی،روشنی۔نیر،روشن کرنے والا،سورج کو بھی اسی لئے نیر کہتے ہیں۔

شرح

روزِمحشر بپا تصور کرکے امامِ اہل سنت فرماتے ہیں کہ جس وقت تجلی کی چھت (بلندی) پروہ عالم کی جانوں کومنور کرنے والا جلوہ افروز ہوگا اس جمالِ جہاں آراء کودیکھ کر ہر دل میں محبت والفت کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا اور دیوانہ وار سر جھک جائے گا اوران کے قدم ہائے مبارک پرگر پڑے گا اوران کے دیدار سے دل کا جوحال ہوگا وہ قابل دید ہوگا جس کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہوگا۔

شفاعت کا ابتدائی منظر

شفاعت سے پہلے کا ابتدائی منظر بھی فقیر نے دوسرے مقام پر شرحِ ہذا میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں مختصر اً عرض ہے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کوایک وسیع وہموار میدان میں جمع کریگا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے کی آوازسنیں ،دن طویل ہوگا اور آفتاب کواس دن دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں

گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنا شروع ہونگے قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے، غڑپ غڑپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے، قربِ آفتاب سے غم وکرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت نہ ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی رہ رہ کر تین گھبراہٹیں لوگوں کو اُٹھیں گی، آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں کس حال کو پہنچے کوئی ایسا شفیع کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے عرض کریں گے اے ہمارے باپ آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا آدم صفی کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے تو آدم علیہ السلام جواب دیدیں گے ایسے ہی ہر نبی علیہ السلام جواب دیں گے بالآخر ہمارے نبی کریم ﷺ تمام امتوں کو گلے لگا کر شفاعت کے لئے کمربستہ ہونگے۔

جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

حل لغات

حرم، سرزمین پاک مدینہ۔ تک کے، دیکھ کر۔

شرح

مدینہ منورہ کی سرزمین کے سامنے جنت میں جانے کی خواہش نہیں لیکن چاروناچار کسی طرح جنت میں آ پہنچا وہ بھی اس طرح کہ میں نے سمجھا کہ مدینہ پاک ہی آیا ہوں مگر جب جنت میں آ گیا اور وہاں کے لوگوں کو دیکھا تو بڑا حیران ہوا اور اسی حالت میں کہتا ہوں کہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ اس شعر میں فتوائے عشق کے مطابق واضح فرمایا کہ جنت کوئے مصطفی ﷺ کے سامنے کچھ بھی نہیں عاشق اس میں بھولے بھلائے چلا بھی گیا تب بھی اسے اس میں چین نہ آئے گا کیونکہ اسے تو کوئے حبیب ﷺ چاہیے۔ کسی شاعر نے اسے یوں ادا کیا

کیسا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ دیوانہ
محشر میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں

طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہونگے
دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا

حل لغات

پامال، برباد، آیا، زمانہ ماضی، مگر ہاں آئندہ زمانے کے لئے بڑی خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے جو یقین اور ایمان پر دلالت کرتا ہے جیسے علم و معانی کا قانون ہے۔

شرح

چمنستانِ مصطفوی (مدینہ منورہ) کے علاوہ دنیا جہان کے سرے باغات فنا کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔ اے چمن والو! اس وقت ہم دکھا دیں گے بلکہ جب خزاں کا زمانہ آجائے گا تو تم خود ہی دیکھ لوگے ہمیں تو یقین ہے تمہیں بھی یقین آجائے گا۔

تاقیامت مدینہ آباد

"کل شئی ھالک الا وجھہ" کا قانونِ حق ہے لیکن اللہ تعالیٰ تمام عالم کو ویران کرنے کے بعد ہی مدینہ پاک اس دنیا سے ختم کریگا۔ حدیث شریف میں ہے

اخر قرية من قرى الاسلام خرابا بالمدينه. (رواہ النسائی)

اسلام کی آبادیوں میں سب سے آخر میں مدینہ پاک ختم ہوگا۔

فائدہ

نبی پاک ﷺ کے مدینہ پاک کی عزت و احترام کا کیا کہنا کہ یہ آباد و سرسبز و شاداب ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی تو یہاں سے دولہا کو براق پر سوار کیا جائے گا اور بارات یہاں سے روانہ ہوگی تو دولہا کا قیام مقامِ محمود پہ ہوگا تو خلقِ خدا اندریں دوران تا دخولِ جنت آپ کی نعت خوانی میں مصروف رہے گی جس کی تفصیل فقیر نے منظر شفاعت میں بیان کی ہے۔

علم غیب

حضور سرورِ عالم ﷺ کے علم غیب کے منکرین کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ ایک طرف زمین کی آبادی کا آغاز بتایا (وہ بھی کعبہ کا وہ مقام جہاں حضور سرورِ عالم ﷺ کی بشریت مبارکہ کا خمیر اقدس تفصیل "محبوب مدینہ" میں دیکھئے) اور اس کا انجام بھی جو (حدیث

مذکور میں ہے) بلکہ وفاء الوفاء میں ایک حدیث نقل فرمائی جس سے یقین کیجئے کہ آپ قیامِ قیامت سے پہلے عالم کوان کے اختتام کی کیسی آنکھوں دیکھی ترتیب بیان فرمائی ہے۔

عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمه فتح القسطنطنیه وفتح القسطنطنیه خروج الدجال. (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن حسان، خلاصۃ الوفاء)

بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی مدینہ کی ویرانگی جنگیں لائے گی ان جنگوں میں قسطنطنیہ فتح ہوگا قسطنطنیہ کی فتح پر دجال کا خروج ہوگا۔

سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

حل لغات

سنگ در، دروازے کا پتھر، چوکھٹ یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ کی مبارک چوکھٹ۔ بزمِ نور، نور کی محفل یعنی نبی کریم ﷺ کے دربارِ اقدس (مدینہ منورہ) کے لوگوں کی مبارک محفل۔ ظالم، ظلم کرنے والا مجازاً دل۔ وطن، اپنا دیس۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا تو اپنا سر حضور ﷺ کی چوکھٹ پر جھکا رہتا تھا اور اپنی آنکھیں وہاں کی نورانی محفلوں کا پیارا پیارا نظارہ کیا کرتی تھیں۔ میری زندگی کتنی پیاری فضاء میں گزر رہی تھی مگر ظالم دل کو کیا کہا جائے جس نے ایسی نورانی جگہ بھی اپنا دیس و ملک یاد کیا۔

اس شعر کے مطابق پہلے ایک مضمون گزرا ہے لیکن میرا مذہب ہے کہ مدینہ پاک کی یاد جتنی بار کرو نت نئی قلبی مسرت ہوتی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ خود محبوبِ خدا ﷺ مدینہ پاک سے بہت زیادہ پیار فرماتے بلکہ صحابہ کرام اور امت خواص وعوام کو اس سے پیار کی ترغیب دلاتے۔

احادیث مبارکہ

(۱) سفر سے واپسی پر حضور سرورِ عالم ﷺ جب مدینہ پاک کے درخت اور دیواریں اور مدینہ کو جانے والے راستے دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے۔ (وفا الوفاء)

(۲) آپ جب مکہ معظّمہ سے مدینہ پاک کی طرف لوٹتے تو مدینہ طیبہ کی خوشی اور محبت میں چادر مبارک کاندھے اقدس سے ہٹا کر فرماتے

هذا ارواح طيبه

یہ ہوائیں کیسی بھلی ہیں۔(ایضاً)

اورزائرمزار کوہزاروں نویدرحمت سنائیں مثلاً فرمایا

(۱)من زار قبری وجبت له شفاعتی. (رواہ البیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲)من زار قبری حلت له شفاعتی. (وفاالوفاء)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

(۳)من جاء نی زائر الاتحمله حاجة الا یارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیمة. (دارقطنی)

جومیری زیارت کواس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوااور چیز اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہونگا۔

(۴)من حج فزاری قبر بعد وفاقتی کان کمن زارنی فی حیاتی. (دارقطنی طبرانی)

جس نے حج کیااور میری وفات کے بعدمیری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۵)من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی. (ابن عدی)

جس نے بیت اللہ کا حج کیااور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔

(۶)من زاری قبری او من زارنی کنت له شفیعا اوشهیدا ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله عزوجل فی الامنین یوم القیمة . (ابوداؤد)

جس نے میری قبر کی زیارت کی (یافرمایا) جس نے میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع یا گواہ رہوں گااور جوشخص حرمین سے ایک میں مرگیااللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔

(۷)من زارنی متعمد کان فی حواری یوم القیمة. (عقیلی)

جس نے بالقصد میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

فائدہ

احادیث مبارکہ مذکورہ بالا صحیح ہیں۔ابن تیمیہ نے اپنی فسادِطبع پر ضعیف وموضوع کہہ کراپنا انجام برباد کیا لیکن امام

سبکی کا خدا بھلا کرے انہوں نے ابن تیمیہ کے تمام اعتراضات غلط کر کے ان روایات کی تصحیح فرمائی اور فرمایا کہ روایت مذکورہ آیت

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفر وا الله و استغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحیما. (سورۂ نساء، رکوع ۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آتے ہیں اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبران کے لئے بخشش مانگتا تو وہ خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

سے موید ہیں اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو روایت قرآنی مضامین سے موید ہو جائے وہ روایات معناً صحیح ہو جاتی ہے اور یہ روایت تو سنداً بھی صحیح ہے اور معناً بھی۔

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

حل لغات

نعت، تعریف، رسول اکرم ﷺ کے مدحیہ اشعار جیسا کہ منقبت صحابہ کرام اور اہل بیت عظام وغیرہ کی شان میں تعریف وتوصیف والے اشعار کو کہتے ہیں۔ طبقے، رتبے، مرتبے۔ عالم، بامعنی حالت۔ سکتہ، ایک مرض جس میں حس وحرکت ختم ہو جاتی ہے اور جاندار مردہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ چکر، حیرت۔

شرح

نعت رسول اکرم ﷺ کی عظمتوں اور مراتب کی حالت ہی کچھ ایسی ہے کہ عقل وفہم کی رسائی ان تک ناممکن ہے عقل نارسا بے حس و بے حرکت (سکتہ کے عالم) پڑی ہوئی ہے اور تصورات وخیالات حیرت زدہ ہیں محبوب یگانہ حد کی صفاتِ قدسیہ اقدس میں نعت گوئی بڑا ہی مشکل کام ہے ہزار کوشش کے باوجود بڑے سے بڑا علم وعمل والا اتنا قاصر ہے کہ ان کی تعریف و توصیف کا ادنیٰ بھی حق ادا نہیں کرسکتا اور میں بھی ان ہی قاصر لوگوں سے ہوں میری کیا مجال ہے کہ حضور ﷺ جیسی ہمہ گیر شخصیت کی نعت گوئی کا حق ادا کرسکوں۔

قرآن مجید

قل لو کان البحر مدادالکلمت ربی النفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثله مدادا.(پارہ ۱۶، سورۂ الکہف ۱۸، ۱۰۹)

فرمایئے اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی ہوتو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کے کلمات ختم نہ ہونگے اگر چہ ہم ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لے آئیں۔

ولوان مافی الارض من شجرة اقلام و البحر یمده من بعده سبعة ابحرما نفدت کلمت الله.

(پارہ ۲۱،لقمان ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں تمام قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

فائدہ

کلمات اللہ سے بعض علماء نے حضور ﷺ کے کمالات مراد لئے ہیں۔

آیتِ شانِ نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن)

فائدہ

یاد رہے کہ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے علماءِ ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالبین صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں

اجماع اهل تصوف است کہ صدیقیت نزدیك ترین مقامے و مرتبه ایست به نبوت وسخن سلطان العارقین ابو یزید بسطامی است قدس سرہ کے آخر نهایت صدیقان اول احوال انبیاء است واز کلماتِ قدسیه وایشانست که نهایت مقام اولیاء بدایت مقام شهیدان است و نهایت مقام صدیقان بدایت مقامِ انبیاء است و نهایت مقام انبیاء بدایت مقام رسل است و نهایت مقام رسل بدایت مقام اولوالعزم است و نهایت مقام اولعزم بدایت مقامِ مصطفی است ﷺ و مقام مصطفی را نهایت پیدا نیست جز حق جل وعلا کسے نهایت مقام دے راندا ندودرد روزازل مقام ارواح وبروز یثاق هم بریں مراتب باشد۔

صوفیاء کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید

بسطامی کا نور ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور ان کے کلماتِ قدسیہ میں سے ہے کہ عامہ مومنین کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی غایب صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کی مقام کی ابتداء ہے اور رسول کے مقام کی غایت اولعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں اور حق جل وعلا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہا نہیں جانتا۔ روزِ ازل میں میثاق کے دن روحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہونے اور قیامت کے دن بھی ان ہی مراتب پر ہوگا۔

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (م ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں

سہ چیز را غایت ندا نستم غایت درجات مصطفی ﷺ ندا نستم وغایت کید نفس ندا نستم و غایت معرفت ندا نستم۔ (نفحات الانس)

مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجات۔ مکر نفس، معرفت۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

دع ما ادعته النصاری بهیم

واحکم بما شئیت مدحا فیه

واحتکم فانسب الی ذاته

ماشئت من شرف وانسب

الی قدره ماشئت من عظم

چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہے جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم جو شرف چاہو کرو منسوخ اس کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت سے اس کی کم۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارجِ النبوۃ میں یوں فرماتے ہیں

ہر رتبہ کہ بود درامکاں بر دست ختم

ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

جو رتبہ امکانی ہے وہ آپ پر ختم ہے ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ آپ میں مکمل ہے۔

کسی دوسرے بزرگ نے فرمایا

یــــا صـــاحـــب الـــجـــمـــال ویـــاسیـــد البشـــر

مـــن وجهک الـــمـــنـیـــر لـــقـــد نـــورالـــقـــمـــر

لایـــمـــکـــن الثـــنـــاء کـــمـــاکـــان حـــقـــه

بـــعـداز خـدا بـزرگ تـوئـی قـصـه مـخـتـصـر

اے صاحب جمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں آپ کی ثناء کما حقہ ناممکن ہے خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں قصہ مختصر۔

سوال

حضور ﷺ کی تعریف میں مبالغہ آمیز امور شامل ہیں اور قرآن مجید میں ایسے مبالغہ جات سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا

لاتغلوا فی دینکم

اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو۔

جواب

آیت میں غلو کی نہی ہے مبالغہ کی نہیں عربی میں "غلو تجاوز عن الحد" (المفردات امام راغب) حد سے آگے بڑھنا کو کہتے ہیں اور حضور ﷺ کی تعریف سے روکنے والوں کو تا حال معلوم نہیں ہو سکا کہ حضور ﷺ کی تعریف اور مدح وثناء کی حد ہے کہاں کہ ہم اس کے آگے نہ بڑھیں حدوہ بتادیں اس کے آگے ہم نہیں بڑھیں گے لیکن دنیا بلکہ کئی عالم ختم ہو جائیں تو بھی حضور ﷺ کی مدح وثناء کا ایک باب بھی ختم نہ ہو گا۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کی تعریف کی حد تو مخالفین کے امام نے بتائی لیکن اب وہ اسے ظاہر کرنے سے شرماتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف اور تعظیم بڑے بھائی جیسی ہو اور آپ کو گاؤں کے چوہدری کی طرح مانا جائے اور بس۔ (تقویۃ الایمان)

نبی پاک ﷺ کی حد

مخالفین کے امام نے جو حد بتائی ہے وہ نہ صرف غلط بلکہ بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اہل سنت کے نزدیک مدح کی حد قرآن مجید نے خود بتائی ہے چنانچہ اس آیۃ کا دوسرا جملہ ہے

ولاتقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و کلمۃ. (پارہ ٦)

اور اللہ تعالیٰ پر حق کے سوا اور کچھ نہ کہو بے شک مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ تعالیٰ کا رسول اور کلمہ ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور کلمہ الٰہی کہو۔

اس لئے حضور ﷺ نے امت کو اپنی تعریف کی حد بتائی کہ

لا تطرونی کماطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم.

مجھے اس حد سے آگے نہ بڑھاؤ جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو حد سے آگے بڑھایا۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں کہنا۔اس کے بعد یہ عقیدہ رکھنا ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس لئے امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم

واحکم بماشئت واحتکم

فان فضل رسول الله لیس له

حدفیعرب عنه ناطق بضم

جو عیسائیوں نے اپنے نبی کو کہا (یعنی ابن اللہ اور اس کا شریک) نہ کہہ باقی جو چاہے کہہ ڈال اس لئے کہ آپ کے فضائل کی حد نہیں کہ اسے کوئی بیان کر سکے۔

جلتی تھی زمین کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی

لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا

حل لغات

جلتی تھی زمین، زمین تپ رہی تھی مجازاً میدانِ محشر۔تھی دھوپ، کڑی سخت دھوپ تھی۔قد، قد و قامت، جسم کی لمبائی ۔قد بے سایہ، حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ۔سایہ کناں، سایہ کرنے والے۔

شرح

تصور میں میدانِ حشر کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ زمین کیسی جل رہی تھی اور دھوپ کیسی سخت تھی اتنے میں حضور ﷺ محشر میں تشریف لائے حالانکہ دنیا میں آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا لیکن میدانِ حشر میں آپ نے ساری امت کو اپنے سایہ رحمت و

عاطفت میں چھپالیا۔

امام اہل سنت کی تقلید میں اس شعر کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے

ہر نظر کانپ اُٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائیگا
مسکراتے ہوئے آپ آجائیں گے سارے محشر کا نقشہ بدل جائیگا

فائدہ

فقیر میدانِ حشر کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ اہل محشر کو کتنی بڑی مشکل کا سامنا ہوگا پھر ایسی مشکل میں سوائے نبی پاک ﷺ کے کوئی کام نہ آئے گا۔

قیامت کا منظر

اس دن سورج جو آج چرخ چہارم پر چار ہزار سال کی راہ پر ہے صرف میل بھر فاصلہ پر ہوگا۔ حدیث میں المیل ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے میل مسافت مراد ہے یا میل مکحلہ (یعنی سرمہ دانی کی سلائی) اگر میل مسافت مراد ہو تو وہی آفتاب جو پشت کئے ہوئے ہے اس دن اس طرف منہ کریگا سایہ کہیں ڈھونڈے نہ ملے گا عمر بھر کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اس دن نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار نہ کوئی مونس نہ غمخوار جن جن سے امید امداد ہوسکتی ہے وہ خود اپنی پریشانیوں میں گھرے ہوں گے۔

یوم یفرالمرمن اخیه وامه وابیه وصاحبة وبنیه لکل امری منهم یومئذ شان یغنیه.

جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں اور باپ سے اپنی بیوی اور اولاد سے اس دن ہر ایک کی شان وتکلیف ایسی ہوگی جو دوسرے سے بے تعلق کردیگی۔

اس دن تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور صاف جواب پائیں گے "نفسی نفس اذھبوا الی غیری" حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہی جواب پائیں گے۔ اب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے ویسا جواب پائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر صاف جواب پائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں حاضر ہونگے اپنے مرض کی دوا نہ پائیں گے۔ آخر میں آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے سب لوگوں کے برعکس یہاں "انا لھا انا لھا" سنیں گے۔

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری
مرے حضور کے لب پر انا لھا ہوگا

میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔فوراًارشادہوگا

ارفع راسک وقل تسمع واشفع تشفع

یعنی اے محمد (ﷺ) اپناسر اُٹھاؤاور کہوتمہاری بات سنی جائے گی اور شفاعت کروتمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

حضورﷺ دروازہ کھول دیں گے پھراورانبیاء،اولیاء،صلحاء،علماء،حجاج،حفاظ وغیرہ شفاعت کریں گے۔

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہے تو جناں والو

کیا دیکھ کے جیتا ہے جوواں سے یہاں آیا

حل لغات

طیبہ،مدینہ منورہ۔جناں،جنت کی جمع بہشت۔واں،وہاں کامخفف،اس جگہ۔

شرح

اے بہشت والو!ذراہماری الٹی چال تو دیکھو کہ دیارِمحبوب مدینہ جہاں ہمارا پیارامحبوب جلوہ افروز ہے چھوڑ کر تمہارے پاس بہشت بریں میں آرہے ہیں۔اے بہشت بریں والو! آپ لوگ ہم آنے والوں کے ایک ایک فرد سے پوچھتے ہوکہ تمہاری غذاتو دیدارِدیارِمحبوب تھی وہاں سے جو"یہاں بہشت میں"تم آکے رہنے لگے ہویہاں تم کوکون سی ایسی چیز دکھائی دیتی ہے جسے تم دیکھ کر جی رہے ہویعنی عاشقانِ حبیب لبیب،دلوں کے طبیبﷺ کومدینہ منورہ کے سوا کسی دوسری جگہ خواہ بہشت بریں ہی کیوں نہ ہو پسند ہی نہیں کرتے جب تک کہ حضورﷺ جلوہ فرمانہ ہوں ان کے نزدیک دیارِ حبیب سے بڑھ کرکوئی جگہ نہیں۔یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کاعقیدہ ہے

ربیعہ اسلمی

آپ فرماتے ہیں کہ ایک شب جبکہ میری قسمت کاستارہ چمکا میں نے حضورﷺ کے لئے وضو کاپانی حاضر کیا آپ نے حاضرہوکرفرمایا

فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنة قال اوغیر ذالک قلت ذاک (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸)

ربیعہ کچھ مانگومیں نے عرض کی حضور یہ مانگتاہوں جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں فرمایا کچھ اورمیں نے عرض کی بس یہ ہی۔

سائل ہواتراہ مانگتاہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تیری مجھ کو

ایک سائل نے عرض کی یارسول اللہﷺ خدا کی قسم میں بے شک آپ سے محبت رکھتاہوں حضورﷺ نے فرمایا دیکھ

تو کیا کہتا ہے اس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر و فاقے کے لئے برگستوان تیار کر لے کیونکہ فقر و فاقہ میرے محبّ کی طرف اس سے بھی جلدی پہنچتا ہے جتنی کہ پانی کی رو اپنے منتہی کی طرف پہنچتی ہے۔ (ترمذی شریف)

فائدہ

اس حدیث برگستوان کنایہ صبر سے ہے جس طرح لڑائی میں برگستوان گھوڑے کو اذیت سے بچاتی ہے اسی طرح صبر عاشق رسول خدا ﷺ کو فقر و فاقے کی اذیت سے بچاتا ہے کیونکہ صبر کے بغیر نفوس فقر کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی "المرء من احب" یعنی انسان قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اُٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہو گی آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس! تو نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے اس نے جواب دیا میں نے کچھ تیار نہیں کیا ہاں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہو گا کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔ (درمنثو روابو نعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بے شک میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مگر آپ یاد آ جاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں صبر نہیں آتا جب میں اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اُٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (ادنیٰ درجہ میں ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اسے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضرت جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولیک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا (پارہ ۵، رکوع ۹)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھی رفیق ہیں۔

توثیق انیق

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کوئی خوشی محسوس نہ ہوئی جب سے ہمیں مژدہ بہار سنایا گیا کہ ہر ایک اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے زاہد کو چاہیے جنت تو عاشق کو چاہیے جنت والا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اسے احسن رفیق فرماتا ہے اور صحابہ کرام بھی یہی تمنا رکھتے تھے تو پھر امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے احسن رفیق فرماتا ہے اور صحابہ کرام بھی یہی تمنا رکھتے تھے تو پھر امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اقتدا میں جنت سے مدینہ پاک کو ترجیح دے رہے ہیں تو حق بجانب ہیں۔

لے طوق الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لے بخشش کی وہ سروا واں آیا

حل لغات

طوق، ہنسلی، گلے کا پٹہ، گلے کا حلہ۔ الم، غم و درد۔ قمری، فاختہ کی طرح کا پرندہ جس کے گلے میں سیاہ حلقہ بنا رہتا ہے اس کی آواز درد و غم میں ڈوبی محسوس ہوتی ہے مجازاً گناہگار، سیاہ کار۔ چٹھی، پروانہ، خط، رقعہ۔ سرواواں، محبوب۔

شرح

کل قیامت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے جن کے اعمال جب تولے جائیں گے تو گناہ زیادہ نیکیاں کم اتریں گے حکم الٰہی ہوگا کہ انہیں دوزخ میں بھیجا جائے اس وقت ان پر عجیب درد و غم کا عالم طاری ہوگا جس سے وہ پریشان ہور ہے ہوں گے گویا غم و الم کا طوق ان کی گردن میں پڑ جائے گا اور وہ بے بسی کے عالم میں ہونگے فرشتے آئیں گے اور چاہیں گے کہ انہیں گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں اتنے میں نبی رحمت، غمخوار امت ﷺ میزان کے پاس تشریف لائیں گے جن سے وہ لوگ محبت کرتے تھے اور اپنے پاس سے ایک رقعہ نکال کر میزان پر رکھ دیں گے جس سے ان کی نیکیاں بڑھ جائیں گی اور اب انہیں دوسرا حکم ملے گا کہ ان کو جنت میں داخل کر دو اس طرح رنج و غم کے طوق ان کے گلے سے نکل جائیں گے اور اس سے وہ آزاد ہو کر داخل جنت ہونگے جب آپ ایسے لوگوں کے لئے نجات کا پروانہ دلوائیں گے اور اس سے وہ آزاد ہو کر پوچھیں گے آپ کون ہیں اور کاغذ کیسا ہے آپ فرمائیں گے میں نبی علیہ السلام ہوں اور یہ کاغذ وہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا ہے۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۷)

اس مضمون کو خود امام احمد قدس سرہ اپنے انداز میں یوں ادا فرمایا ہے

اے شافع امم شہ ذی جاہ لے خبر

اللہ لے خبر میری اللہ لے خبر

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
دیکھو مرے پلہ پر وہ اچھے میاں آیا

حل لغات

نامہ، خط، رجسٹر، نامہ اعمال۔ دیکھو، کلمہ تنبیہہ خبردار، پلہ، ترازو کا پلڑہ۔ اچھے میاں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پیر ومرشد جو مارہرہ ضلع ایٹہ کے رہنے والے تھے۔

شرح

عقیدۂ اہل سنت کی رو سے چونکہ کامل پیرومرشد پابند اپنے گرفتار مصیبت مرید کی مدد اور شفاعت کا مجاز ہوتا ہے اس لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قیامت کے برپا اور حساب وکتاب کے ہونے کا تصور کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے میرے برے کاموں! اب رضا کے نامہ اعمال سے ازخود مٹ جاؤ ورنہ (خبردار ہو جاؤ کل) ترازو کے میرے پلڑے پر ابھی بنفس نفیس میرے مرشد کامل اچھے میاں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نہایت مقرب اور چہیتے ہیں آجائیں گے اور سب ہی سب برے کاموں کو مٹا ڈالیں گے۔

شفاعت اولیاء

شفاعت اولیاء کو ہم دوسرے معنوں میں مدد واعانت سے تعبیر کرتے ہیں وہ زندہ ہوں یا صاحبانِ وصال چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی جنہیں مولانا الشاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی بیہقی وقت فرمایا کرتے تھے اپنی کتاب تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں کہ صالحین کی ارواح زمین وآسمان بہشت وغیرہ جہاں چاہیں جاتی ہیں اولیاء اللہ ومشائخ عظام کی ارواح طیبہ کا تو کیا کہنا وہ تو مریدین ومعتقدین کی مدد کے لئے بروقت مستعد اور ان کی حاجت پوری کرنے کے لئے موجود ہیں۔ حضرت احمد زروق اکابر علماء واولیاء واولیائے دیارِ مغرب سے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں

انا لمریدی جامع الشتاتہ اذا ما سطا جورالزمان بنکبۃ
وان کنت فی ضیق کربی وحشۃ فناد یا زروق ات لسرعۃ

میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی اور وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زروق میں فوراً آموجود ہوں گا۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انفاس العارفین میں اپنے نانا ابوالرضا محمد کے حالات میں لکھتے ہیں بڑھیا ان کی مریدہ تھی جاڑا بخار میں مبتلا ہوئی حد سے زیادہ کمزور ہوگئی تھی شب کو اس شدت سے پیاس لگی کوئی پانی دینے والا موجود نہ تھا۔ جاڑے کی وجہ سے لحاف اوڑھنے کی اس کو ضرورت تھی حضرت کی روح متمثل ہو کر تشریف لائی اس کو پانی پلایا اور لحاف اوڑھ کر غائب ہوگئی اور حضور پرنور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قسم کے تصرفات بے شمار ہیں۔

قبور میں

سیدنا بایزید کا مرید قبر میں دفنایا گیا تو نکیرین نے کئی سوالات کئے "من ربک الخ" نے کہا میں نے کئی سال تک بایزید کی قباء اُٹھائے رکھی یعنی ان کا خادم ہوں اس پر اس کی نجات ہوگئی۔ (روح البیان)

فائدہ

صرف اللہ والے کا نام ہی اس کی نجات کا موجب بن گیا اور حدیث قدسی میں ہے

ان رحمۃ سبقت غضبی

میری رحمت میرے غضب سے سبقت کرگئی۔

بخاری شریف میں ہے کل قیامت میں اللہ تعالیٰ ایک بندے مجرم کو صرف اس لئے بہشت عطا فرمائے گا اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اور مجرم کو اس لئے بخشش دیگا اس نے راستے سے کانٹے ڈھیلے وغیرہ ہٹائے تھے۔ (بخاری شریف)

فائدہ

اگر وہ پیاسے کتے کو پانی پلانے اور راستے سے کانٹے ڈھیلے ہٹانے سے بخشش دیتا ہے اگر وہ گناہگار کو اولیاءکرام کی عزت واحترام کی پیش نظر بخشتا ہے تو انکار کیوں۔

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہونگے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

حل لغات

بدکار، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے آپ کو تو اضعاً بدکار فرمایا۔ بدکام، برا کام۔

شرح

تو اضعاً فرمارہے ہیں اے بدکردار و گناہگار رضا تو خوش ہو جا برے کام اب بھلے ہو جائیں گے کیونکہ وہ اچھے میاں

جواچھوں کے پیارے میاں ہیں وہ دیکھوتشریف لائے ہیں۔

شفاعت اولیاءِ حق

منکرین شفاعت عجیب مخلوق ہے وہ انبیاءواولیاءعلیٰ نبینا علیہم السلام کی شفاعت کے منکر ہیں لیکن قرآن، رمضان اور دیگر اعمالِ صالحہ کی شفاعت کے قائل ہیں حالانکہ اعمال عرض ہیں اور انبیاءواولیاء جواہر۔ اعراض کا جواہر کے بغیر کوئی وجودنہیں مثلاً روزہ عمل ہے لیکن روزے دار کے وجود کا محتاج ہے نماز عرض ہے نماز کے وجود کی محتاج نیز جس طرح اعمالِ صالحہ کی شفاعت احادیث سے ثابت ہے ایسے ہی اولیاء کی شفاعت بھی احادیث سے ثابت ہے۔

آیت مبارکہ

وہ آیات جواللہ تعالیٰ نے اذنِ شفاعت کے متعلق فرمائی ہیں ان میں انبیاءیاصرف نبی پاک ﷺ سے خاص نہیں بلکہ عام ہیں جسے بھی اللہ تعالیٰ اذن شفاعت بخشے اوراذن محبوب کوہوگا نہ کہ مغضوب کواور محبوب بندے انبیاءعلیہم السلام کے بعداولیاءہی ہیں۔

الا خلا یومئذ بعضھم لعبض عدو الا المتقینo

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

فائدہ

ان متقین کی عداوت کی نفی ان کی شفاعت کی دلیل ہے۔

احادیث مبارکہ

اس موضوع کی بے شمار روایات ہیں بقدرِضرورت حاضر ہیں۔

(۱) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار مجرموں کونجات ملے گی۔

(۲) سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے مضر قبیلہ کی بکریوں کے بال کی گنتی پر مجرموں کونجات ملے گی۔

(۳) سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ایک بڑا دفتر دیکھا تو فرمایا گیا یہ آپ کے مریدین کی فہرست ہے اس لئے آپ نے فرمایا جوآج میرے سلسلہ میں شامل ہے میں اس کی شفاعت کروں گا۔(بہجۃ الاسرار)

(۴) کعبہ معظّمہ حجرِاسود کی شفاعت ودیگر بے شمار محبوبوں کی شفاعت کا سلسلہ بے شمار ہے۔فقیر نے تفصیل واراپنی تصنیف منظر شفاعت میں لکھ دی ہے۔

اچھے میاں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تعارف

آپ کا تفصیلی تعارف انشاءاللہ آئندہ اوراق میں آئے گا مختصر عرض ہے کہ آپ کی ولادت ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ میں ہوئی ۔اصل اسم گرامی آل احمد (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ہے اچھے میاں لقب ہے۔آپ کا علمی پایہ اتنا بلند ہے تھا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود جیسا دقیق مسئلہ سمجھنے کے لئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آپ کے پاس لوگوں کو بھیجوا تے اور تصانیف میں سب سے ضخیم آئین احمدی ہے جس کی چونتیس جلدیں ہیں آپ کا وصال ۱۲۳۵ھ میں ہوا۔

نعت شریف نمبر ۱٤

خراب حال کیا دل کو پرملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت نے کیا نہال کیا

حل لغات

پرملال، غمگین۔کوچہ، گلی۔کیا، برائے استفہام،انکاری۔نہال،سرسبزوشاداب،مسرور۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ آپ کی مبارک گلی سے جدائی اور فراق نے میری حالت خراب کردی اور میرے دل کو غم واندوہ سے بھر دیا۔فراقِ دیار نے کسک اور ٹیسیں کے سوا شادابی وسرور نہ بخشا بلکہ اس سے میرے دل میں کچھ اور کسک اور ٹیسیں محسوس ہونے لگیں۔

مدینہ پاک کی جدائی

جو حضرات مدینہ پاک ایک بار یا کئی بار حاضر ہو کر واپس لوٹتے ہیں واپسی پر ان پر کیا گزرتی ہے ان کی کیفیت امام احمد قدس سرہ نے بیان فرمائی۔

حج اول کا مختصر حال

حرمین شریفین میں جلالت علمی کا مظاہر ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔قیامِ مکہ کے دوران میں شافعی عالم شیخ حسین بن صالح جمل اللیل ان سے بے حد متاثر ہوئے اور تحسین وتکریم کی موصوف نے اپنی تالیف الجوھرۃ المضیۃ کی عربی شرح لکھنے کی فرمائش کی چنانچہ مولوی احمد رضا خان نے صرف دوروز میں اس کی شرح تحریر فرمادی اور اس کا تاریخی نام ''النیرۃ الوضیۃ فی شرح جوھر المضیۃ''۱۲۹۵ھ رکھا بعد میں (مزید) تعلیقات وحواشی کا اضافہ کرکے اس کا نام ''الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ'' (۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) تجویز کیا۔(تذکرہ علمائے ہند)

نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھا
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

حل لغات

روئے گل، پھول کا منہ، محبوب، مرادِ رسول اکرم ﷺ۔ بوئے گل، پھول کی خوشبو۔ قضا، تقدیر، فیصلہ الٰہی۔ قفس، پنجرہ (مراد وطن ہندوستان) شکستہ بال، بازو توڑ دیا اڑنے کے قابل نہ رکھا۔

شرح

ابھی تو سرکارِ کونین ﷺ کی زیارت ہوئی تھی اور نہ ابھی اس پھول کی خوشبو سونگھی تھی دل کی تمنا دل ہی میں رہ گئی کہ تقدیر نے اس پاک سرزمین مدینہ منورہ سے مجھے اپنے ہندوستان میں لاکر بازو توڑ دیا تاکہ اُڑ کر پھر جانے کے قابل ہی نہ رہوں اور باوجود تمنائے زیارت کے پھر دوبارہ اس دیارِ محبوب میں حاضری بظاہر ممکن نہیں ہے۔

وہ دل کہ خوں شد ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گور شہیداں کو پائمال کیا

شرح

وہ دل جس میں ناکام حسرتیں دفن تھیں اس دل کو رنج سفر نے مسل ڈالا گویا شہیدوں کی قبروں کو مٹا دیا تو میں اس کی فریاد کر رہا ہوں۔

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

حل لغات

کیا تھی، استفہام انکاری یعنی ایسا نہ تھا پلٹنے کی لوٹنے کی۔ نفس، دل۔ ستمگر، ظالم۔ الٹی چھری سے حلال کیا محاورہ نہایت ظلم وستم کرنا بہت ہی زیادتی کرنا۔

شرح

اے میرے دل تو یہ بتا کہ کیا یہی رائے تھی کہ دیارِ حبیب ﷺ میں جا کر ہم واپس لوٹ آئیں گے؟ نہیں ایسا ارادہ ہرگز نہ تھا ارے او ظالم دل تو نے ہمیں دیارِ حبیب سے لوٹنے کا ارادہ دے کر بڑا ہی ظلم وستم کیا۔

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم

چھڑا کے سنگ درِ پاک سروبال کیا

حل لغات

عداوت، دشمنی ۔سنگ درِپاک، چوکھٹ مبارک ۔سروبال،عذاب۔

شرح

اے ظالم دل تو یہ تو کہہ تیری مجھ سے کسی وقت کی دشمنی تھی جو تو نے یہ حرکت کی کہ درِ پاک کی چوکھٹ چھڑوا کر میرے سرعذاب لگا دیا اور میرے سر کو جسم پروبال بنا دیا کیونکہ ہر وقت محبوبِ کریم ﷺ کی مبارک چوکھٹ پر جبیں سائی کا شوق پریشان کئے رکھتا ہے۔

چمن سے پھینک دیا آشیانہ بلبل
اجاڑا خانہ بے کس بڑا کمال کیا

حل لغات

چمن ، باغ ،مراد دیارِ حبیب ﷺ ۔آشیانہ،گھونسلہ۔بلبل،ایک مشہور چھوٹا سر پرندہ جو چمن کے پھولوں سے عشق رکھتا ہے۔اجاڑا،تباہ و برباد کیا۔خانہ بیکس،بے یارو مددگار،غریب والا چار۔

شرح

اے ظالم دل تو نے چمن دیارِ حبیب سے بلبل کا آشیانہ نوچ کر باہر پھینک دیا اور کسی غریب ولا چار کا ٹھکانہ اجاڑ کر بھی تو یہ سمجھ رہا ہے کہ بڑا کمال کر دکھایا۔

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دوران سے جمال کیا

حل لغات

ستم زدہ،مظلوم،ستائی ہوئی۔سمائی،بس جانا،سرایت کرنا۔

شرح

میری مظلوم آنکھوں نے اے دل تیرا کیا نقصان کیا تھا اور میری آنکھوں کو اس جمال جہاں آراء سے دور کرنے کی تجھ میں کیسے بس گئی اے میرے ظالم دل تیرا میری آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا جس کی وجہ سے تو نے پرفضا اور خوبصورت مدینہ منورہ سے واپس دور لا پھینکا جس کا مجھے بڑا ہی قلق ہے۔

حضور ان کے خیال وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

حل لغات

حضور، بارگاہ۔فراغِ بال، بےفکری کی زندگی بسر کرنا۔

شرح

جب ہم مدینہ پاک حاضر ہو گئے تو اے دل وہاں پر وطن کا خیال مٹا دینا چاہیے تھا لیکن تو نے وطن کا تصور لا کر ہمیں مٹا دیا ہمارا دل اچھا فارغ کیا یہ عاشق کی آخری منزل ہے کہ محبوب کے فراق میں مٹ کر رہ جائے۔روح البیان پارہ ۱۹ رکوع ۱ میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر سے جل جانے کی بو سونگھی جاتی تھی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے جل گیا۔

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

حل لغات

ہائے،کلمہ افسوس۔بےبسی،مجبوری۔خیال،لحاظ۔

شرح

اپنے ظالم دل نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا کہ مجھے نہ تو اپنے گھر کا رکھا اور نہ اس پاک در کا۔اس ناکامی پر افسوس اور صدمہ کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہماری اس بےبسی اور ناطاقتی کا بھی کچھ لحاظ نہ رکھا۔

جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہ صرصر زوال کیا

حل لغات

مر کے جلایا،بڑی کوششوں سے۔منتوں کا چراغ،محاورہ مراد پوری ہونے کے بعد جو چراغ مسجد یا کسی مزار کے اندر جلایا جائے،خوشی کا چراغ۔عرض،پیش کرنا۔رہ،راہ کا مخفف راستہ۔صرصر،تیز آندھی،جھکڑ۔زوال،بجھنا،مٹنا،نیست و نابود ہونا۔

شرح

میرے قلب جگر نے بڑی کوشش اور محنت سے مراد بر آنے کے بعد خوشی کا جو چراغ جلایا تھا خود میرے دل نے ہی ظلم یہ کیا کہ اسے نیستی کی تیز آندھی کی راہ میں پیش کردیا اور وہ چراغ بجھ گیا۔مراد یہ تھی کہ کبھی مدینہ پاک پہنچ کر اس محبوبِ کائنات کے سبز گنبد وغیرہ کے نظارہ کرتے اور وہیں رہ جاتے جو بحمدہ تعالیٰ اب پوری ہو چکی تھی اسی خوشی میں خوشی کا چراغ جلایا تھا جو تیز آندھی کا نذر ہو گیا اور وہاں رہ جانے کی تمنا پوری نہ ہو سکی اور واپس وطن آ گئے۔

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا "ہائے" حواسوں نے اختلال کیا

حل لغات

ویرانہ،اجڑا ہوا،سنسان بیابان۔ہند،ہندوستان،امام احمد رضا قدس سرہ کا وطن۔حواسوں،اوسان،عقل۔اختلال ،خلل ڈالنا۔

شرح

مدینہ منورہ کی سرزمین پاک سے جب واپس چلا تو وہی ہندوستان کی اجڑی ہوئی فضا مجھ پر چھا گئی۔مدینہ پاک کے سامنے ہندوستان کی زمین اجڑی ہوئی سنسان معلوم ہوتی ہے جہاں میرا دل نہیں لگتا مجھے اپنی عقل و اوسان پر واپسی کا سخت صدمہ ہے کہ آخر کیوں میرے اوسان اس وقت خطا کر گئے اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تھا کہ میں مدینہ پاک کو چھوڑ کر واپس ہندوستان پہنچ گیا۔

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آراء نے کیا نہال کیا

حل لغات

سا،مثل،جیسا۔ستم آراء،ظلم سجانے والا،ظالم۔

شرح

اپنے دل سے خطاب فرما کر کہتے ہیں کہ اے دل تو نے جس وطن کے لئے طیبہ جیسا عظمت و رحمت والا دریار محبوب چھوڑا۔اب تو ہی بتا کہ اس ظالم وطن نے تجھے کون سا سرور اور کون سی خوشی بخش دی۔

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ

یہ درد ایسا اُٹھا جس نے جی نڈھال کیا

حل لغات

چہچہے، پرندوں کا خوشی میں خوش الحانی سے بولنا۔ ناگاہ، اچانک، یکا یک۔ جی، جان۔طبیعت، نڈھال، مضمحل جسم میں بے جانی اور بے طاقتی کی کیفیت۔

شرح

چمن طیبہ(مدینہ منورہ) میں خوشی کے مارے بلبل کی طرح ابھی تو ہماری خوش الحانی کے ساتھ نغمہ سرائی تھی لیکن اچانک ہمارے پہلو میں دیارِ محبوب کے فراق کا درد کچھ ایسا اُٹھا ہے جس نے ہماری جان نڈھال کر دی ہے۔

الٰہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

حل لغات

جیتے جی، زندگی میں۔ مولیٰ، آقا و مالک۔ سگان، سگ کی جمع، کتے۔ کوچہ، گلی۔ چہرہ مرا بحال کیا، وقار رفتہ اور گئی ہوئی عظمت پھر سے قائم کر دینا۔

شرح

اے میرے معبود کاش اپنی زندگی ہی میں رضا سن لے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنی گلی کے کتوں میں پھر سے میرا وقار رفتہ قائم کر دیا یعنی مجھے سرکارِ عظمت مدار ﷺ نے دوبارہ اپنے دیارِ روح پرور میں طلب فرمایا۔

نعت شریف نمبر ۱۵

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوہ ظاہر گیا

حل لغات

حضرت، پہلو، نزدیکی، مکان کے سامنے کا صحن درگاہ۔ لمعہ، چمکارا، روشنی، کرن۔ گمنے، مصدر گم ہونا کھویا جانا۔

شرح

بندہ محبوبِ قادرِ مطلق عز اسمہ کی درگاہ میں اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے باطن کی کرن میں جلوہ ظاہر گم

ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔

معراج

مصرعہ اول میں اس مسلک پر اشکال نہیں جس میں ہے کہ شب معراج حضور ﷺ عرش سے وراء جہاں نہ جہت نہ زماں نہ مکین نہ مکان تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کا ان ظاہری چشمان پاک سے بلا حجاب دیدار کیا اور یہی مسلک حق ہے۔اس پر کئی بار شواہد و دلائل عرض کر چکا ہوں یہاں بھی چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱)حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

رایت ربی. (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۶۱)

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا۔

قرآن مجید

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی. (پارہ ۲۷،سورۃ النجم،رکوع ۱)

پھر حضور ﷺ قریب ہوئے اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

فائدہ

اس آیت سے اہل حق نے استدلال کیا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے خدا تعالیٰ کو بلا حجاب سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حل لغات

پھرا الٹے قدم، پیچھے قدم، رجعت قہقری، اُلٹے قدم واپس ہونا۔مہ، ماہ کا مخفف چاند۔کلیجہ،جگر۔ چر گیا، پھٹ گیا۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ آپ کی مرضی آفتاب عالمتاب نے مانی اور جس طرح ڈوبا تھا اسی طرح چپکے سے پیچھے واپس آ گیا
یارسول اللہ ﷺ آپ کی انگلی چاند کی طرف اُٹھی تو فوراً پھٹ کر رہ گیا۔

فائدہ

اس شعر میں دو معجزوں کا ذکر ہے۔

(۱) ردالشّمس کا واقعہ مقامِ صہبا میں پیش آیا حضور کی ایک انگشت مبارک کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور حضرت علی نے اپنی نمازِ عصر ادا کی جو مشکل آلا ثار بسند صحیحہ امام جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ دیگر کتب سیر میں بھی تفصیلاً موجود ہے۔

(۲) شق القمر کا واقعہ مکہ میں پیش آیا بخاری و مسلم وغیر صحاح کی احادیث کثیر میں اس معجزہ عظیمہ کا تفصیلی بیان موجود ہے۔ قرآن مجید میں عظیم معجزے کا ذکر یوں آیا ہے

اقربت الساعة وانشق القمر

ردالشمس

اسے صحیح سند کے ساتھ امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔حدیث شریف یہ ہے

عن اسماء بنت عميس ان النبی ﷺ كان يوحى اليه وراسه فی حجر علی فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله ﷺ اصليت يا علی قال لافقال اللهم انه كان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد عليه الشمس قالت اسماء فرايتها غربت ثم رايتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والارض وذلک والصهباء فی خيبر.

یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہبا کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے اور حضور ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی سورج غروب ہو گیا۔حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی عصر کی ابھی نماز نہیں پڑھی۔حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ پیارے علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج کو واپس لوٹا دے۔حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔

اس حدیث پاک کو بڑے بڑے علماء اور ثقہ محدثین نے ثابت کیا ہے مثلاً سیدنا امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں، محدث طبرانی نے معجم میں، ابن مندہ نے، ابن شاہین نے، ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض، امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں، امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں، امام احمد بن صالح نے بحوالہ زرقانی و نسیم الریاض، علامہ احمد خفاجی نے نسیم الریاض میں، ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، امام سخاوی نے مقاصد

حسنہ میں، علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمختار میں ان کے علاوہ چالیس سے زائد محدثین کرام کے اسماء گرامی فقیر نے رسالہ شرح حدیث ردالشمس میں لکھے ہیں اور یہ فہرست ہے جن میں ایک محدث ہی مخالفین ومنکرین شق القمر کے تمام اکابر کے لئے کافی ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ آج دین زندہ ہے تو ایسے آئمہ محدثین وعلماء کرام کی علمی خدمات کی بدولت۔

علامہ ابن الجوزی اور ابن تیمیہ

مودودی ہو یا سلیمان ندوی یا کوئی اور ردالشمس سب نے ان دونوں صاحبوں کا سہارا لیا ہے صرف اور صرف ان دونوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے ان دونوں کے متعلق تقریباً مخالفین کو بھی اعتراف ہے کہ وہ احادیث موضوع یا ضعیف کہنے میں جلد باز اور خطا کار تھے۔ چنانچہ چند حوالہ جات اسلاف صالحین اور محققین کے ملاحظہ ہوں

نوٹ

یاد رہے کہ علامہ ابن الجوزی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اولیائے کرام کے مخالف تھے لیکن ایک دفعہ اپنے چچا کے ساتھ بارگاہِ غوثیت میں حاضری دی۔ ایک نگاہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یک لخت تبدیلی آگئی اور اس وقت مرید ہوکر خلافت سے نوازے گئے تفصیل فقیر کی کتاب ''غوثِ اعظم'' میں ہے لیکن ابن تیمیہ کی بدقسمتی کہ وہ مرتے دم تک جوں کا توں رہا اور اس کی نحوست ہے کہ آج جتنی گستاخانہ تحریکیں سر اُٹھا رہی ہیں۔ اکثر اسی علمی سرمایہ کی مرہونِ منت ہیں۔

(۱) علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ

وبهذا سقط ماقاله ابن تيميه وابن الجوزی من ان هذا الحديث موضوع فانه مجازفة منهما.

(نسیم الریاض، ۱۲،۳)

یعنی اس تحقیق وتصحیح سے ابن تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ قول ساقط ہوگیا کہ یہ حدیث اسماء موضوع ہے بے شک ان کا یہ کہنا ان کی اپنی اٹکل ہے۔

(۲) امام زرقانی نے فرمایا کہ

قال الحافظ فی فتح الباری اخطاابن الجوزی بذکره فی الموضوعات وکذابن تيميه فی کتاب علی الرد علی الروفض فی زعم وضعه.

یعنی امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ (ردالشمس) کی حدیث اسماء کو ابن جوزی کا موضوع کہنا غلط ہے یوں ہی ابن تیمیہ کا اس حدیث پاک کو اپنے گمان میں موضوع سمجھنا اور اسے کتاب الرد علی الروافض میں ذکر کرنا غلط ہے۔

اس حافظ ابن حجر کے ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنے زعم باطل سے اس کوموضوع قرار دیا ہے۔

(۳) علامہ ابن عابدین صاحب درالمختار نے فرمایا

واخطا من جعله موضوعا کابن الجوزی. (ردالمختار جلد ا صفحہ ۳۶۱)

یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث اسماء کوموضوع کہا ان کا کہنا غلط ہے۔

(۴) امام زرقانی نے فرمایا

وکذالک استدرک السخاوی زعم وضعه فقال لکن قد صححه الطحاوی والقاضی عیاض ناهیک بهما.

یہی وجہ ہے کہ امام سخاوی نے ابن تیمیہ کے حدیث اسماء کوموضوع کہنے کے گمان کا تدارک فرمایا اور فرمایا کہ بالتحقیق اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح ثابت کیا ہے اور یہ دونوں امام کافی ہیں۔

نوٹ

بے شک جس شخص کے دل میں محبت وعظمت مصطفیٰ ﷺ کا کچھ حصہ ہے اس کے لئے یہ دونوں امام کافی ہیں۔

(۵) نیز امام زرقانی نے ابن تیمیہ کی تجہیل یوں فرمائی

وعلی ابن تیمیه حدیث اسماء هذا ابانها کانت مع زوجها بالحبشة قال الشامی وهو وهم بلاشک اذ لا خلاف ان جعفرا اقدام من الحبشة هو وامراته علی رسول اللہ ﷺ بخیبر فتحها وقسم لهما والاصحاب السفینه. (زرقانی شرح مواہب صفحہ ۱۱۳)

یعنی ابن تیمیہ نے یہ علت بیان کی کہ اسماء اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ میں تھی شامی نے فرمایا کہ یہ ابن تیمیہ کا وہم ہے بلا شک کیونکہ اس بات میں سے خلاف نہیں کہ حضرت جعفر اور ان کی بیوی حضرت اسماء حبشہ سے اس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ فتح خیبر کے بعد ابھی خیبر میں ہی جلوہ افروز تھے تو سید عالم ﷺ نے ان دونوں کے لئے اور کشتی والوں کے لئے غنیمت سے بھی حصہ دیا تھا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا

والذی غره کلام ابن الجوزی السابق ولم یقف علی ان کتابه اکثره مودود وقد قال خاتمة الحافظ السیوطی وکذا السعاوی ان ابن الجوزی فی موضوعاته تحامل تحاملا کثیرا اوج فیه کثیرا من

الاحاديث الصحيحة.

یعنی جس چیز نے ابن تیمیہ کو مغرور کیا ہے وہ اس سے پہلے ابن جوزی کا کلام ہے اور ابن تیمیہ نے یہ نہ دیکھا کہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں زیادہ ظلم وغلو کیا ہے کہ اس میں بے شمار احادیث صحیحہ کو موضوعات میں درج کیا۔ (نسیم الریاض صفحہ ۱۱،۳)

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اُڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیاء آتش پہ پانی پھر گیا

حل لغات

بندھ گئی تیری ہوا، بندھنا محاورہ ہے رعب جمانا، دھاک بیٹھنا۔ ساوہ، عراق، عجم کے ایک شہر کا نام جہاں ایک دریا بہتا تھا اس کو دریائے ساواہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وہ دریا تھا جس کی قبل اسلام پوجا کی جاتی تھی۔ آتش، آگ۔ پانی پھر گیا محاورہ تباہ وبرباد ہوگیا۔ آتش پہ پانی پھر گیا، یعنی آگ بجھ گئی۔

فائدہ

یہ وہ آگ ہے جس کی قبل اسلام زمانہ جاہلیت میں بھی پوجا کی جاتی تھی جس کے پجاریوں کو مجوسی یا آتش پرست کہا جاتا ہے۔

شرح

اے نبی پاک، شہ لولاک ﷺ آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کا رعب و دبدبہ عالم پہ کچھ ایسا بیٹھا کہ دریائے ساوہ جس کو لوگ اپنی جہالت کی وجہ معبود مانتے اور اس کی عبادت کرتے تھے خشک ہوکر اس میں خاک اڑنے لگی یعنی ہوا اور گرد کے بگولے اُڑنے لگے اور آپ کی ضیاء پاشیاں کچھ اتنی بڑھیں کہ آگ جس کو لوگوں نے اپنی نادانی کے سبب معبود سمجھ لیا تھا اور اس کی باقاعدہ پوجا کرتے تھے یکدم سرد ہوکر رہ گئی اور یہ اس بات کی دلیل تھی کہ دین حق والا صاحب اسلام حق وصداقت لے کر آ گیا ہے۔ اب جملہ معبودانِ باطلہ ختم ہوجائیں گے اور صرف دین حق اسلام کا بول بالا ہوکر رہے گا۔

بیہقی، ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر، ابویعلی ابن مران بجلی سے وہ مخزم بن ہانی سے اور اپنے والد سے نقل کرتے ہیں (اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی) کہ شب ولادت ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، نارِ فارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی اور بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو کسری بہت خوفزدہ ہوا مگر اس نے صبر کیا پھر جب زیادہ صبر نہ ہوسکا تو یہ سوچا کہ بات اپنے وزراء سے نہیں چھپانی چاہیے۔ چنانچہ تاج پہن کر سریر آراء ہوا لوگوں کو جمع

کیا اور انہیں صورتحال سے باخبر کیا۔اسی دوران پرچہ آیا کہ فارس کی آگ بجھ گئی اس پر اسے اور رنج ہوا۔موبذان نے کہا خدا بادشاہ کو سلامت رکھے میں نے بھی آج خواب دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا اے موبذان !اب کیا ہوگا؟اس نے کہا عرب کی جانب سے کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔
اس کے بعد کسریٰ کے نعمان بن منذر کو لکھا کہ میرے پاس کسی عالم کو بھی جو میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اس نے عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیج دیا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں؟اس نے کہا بادشاہ سلامت مجھے بتائیں اگر مجھے علم ہوا تو بتادوں گا ورنہ اس شخص کا پتہ بتادوں گا جو جانتا ہوگا۔چنانچہ بادشاہ نے اس کو ساری بات بتائی جسے سن کر عبدالمسیح نے کہا اس کا علم میرے ماموں سطیح کو ہے جو شام کے نواحی گاؤں میں رہتا ہے۔
بادشاہ نے کہا اچھا اسے لے آؤ میں اس سے پوچھوں گا۔
عبدالمسیح روانہ ہوگیا اور سطیح کے پاس پہنچا جو مرنے کے قریب تھا عبدالمسیح نے اسے سلام کیا سطیح نے سلام سن کر سر اُٹھایا اور بولا عبدالمسیح ایک تیز رفتار اونٹ پر سطیح کے پاس آیا ہے جس کی موت قریب ہے تجھے ساسانیوں کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ایوان میں زلزلہ آ گیا ،نارِ فارس بجھ گئی اور موبذان نے خواب دیکھا کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور وہ دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں اے عبدالمسیح جب تلاوت کی کثرت ہوجائے اور حل ظاہر ہوجائیں ذیٔ ساوہ پانی سے ابلنے لگے بحیرہ ساوہ خشک ہوجائے اور نارِ فارس ٹھنڈی ہوجائے تو پھر سطیح کے لئے شام نہیں ہے پھر اس کے عدد کے مطابق بادشاہ ہونگے جو کچھ ہونا ہوگا ہوجائے گا۔

یہ کہہ کر سطیح مرگیا اور عبدالمسیح نے آکر بادشاہ کو تمام واقعہ سنایا۔(الخصائص الکبریٰ،جلد۱صفحہ۲۰۱)

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

حل لغات

ضیاء،روشنی۔گیسو،سر کے دونوں طرف لٹکے ہوئے بال،گھرا چھا گیا۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ آپ کی روشنی اور آپ کا نور کائنات میں پھیل چکا ہے جس کی وجہ سے دنیا جہان کی تاریکی چھٹ گئی ہے اور جب کبھی آپ کا گیسوئے مبارک کھل گیا فوراً ہی رحمتوں کے بادل چھا گئے۔

ذکر میلاد

حضور سرورِ عالمﷺ کی ولادتِ مبارکہ کی شان وشوکت اوراس کی برکات کا ذکر ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ کی تشریف آوری یعنی ولادت باسعادت کے سال اللہ کریم نے اتنا لطف وکرم اور بے پایہ بخشش فرمائی کہ

قال اللہ للملائکۃ افتحوا ابواب السماء کلھا ابواب الجنان والبست الشمس یومئذ نورا عظیما وکان قد اذن اللہ تعالیٰ تلک السنۃ النساء الدنیا ان یحملن ذکور المحمدﷺ.

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سال دنیا کی عورتیں لڑکے جنیں یہ صرف حضور سرورِ عالمﷺ کے اعزاز واکرام کے لئے ہے۔

حضرت مقدسہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرورِ عالمﷺ کا ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہوگیا اور مجھ کو قصور (محلات) شام معلوم ہونے لگے اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ معطر ہوگیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ اس کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپﷺ مختون ناف بریدہ اور آلائش اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔

حضرت صفیہ بن عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں وقت ولادت حضرت کی دایہ تھی میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ روشنی پر غالب آگیا اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔

اول یہ کہ جب آپ مادرِ شکم سے جدا ہوئے تو آپ نے خداوند تعالیٰ جل شانہ کو سجدہ کیا

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگارِ امت پہ لاکھوں سلام

دوسرا یہ کہ آپ نے سر اُٹھایا اور لاالہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

تیسرا یہ کہ تمام گھر آپ کے نور سے روشن ہوگیا

اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے
جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

چوتھا یہ کہ میں نے حسبِ دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ

کر کیونکہ ہم نے ان کوشکمِ مادر سے غسل دادہ پاک وصاف جدا کیا۔

نورِ عین لطافت پہ الطف درود

زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام

پانچواں یہ کہ آپ مختون وناف بریدہ پیدا ہوئے۔

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود

زیب وزین نظافت پہ لاکھوں سلام

چھٹا یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر لاالــہ الا اللہ محمد الرسول لکھا ہوا تھا۔ (عطر الوردہ شرح بردہ)

حجر اسود کعبہ جان و دل

یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

معجزاتِ میلاد شریف

شب میلا د متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ یہاں شعر کی مناسبت سے عرض کردوں

آگ بجھ گئی

امام حلبی نے لکھا کہ

وخمدت نار فارس ان بیوت النار خمدت تلک الیلة ولم تخمد قبل ذلک بالف عام وغاضیت ای غارت بحیرة ساوہ ای حیث مارت یا بسند کان لم یکن شئی من الماء مع اتساعھا.

فارس کی آگ بجھ گئی حضور کی میلا د کی شب میں آگ والے گھر میں وہ آگ بجھ گئی جو اس سے پہلے ایک ہزار سال میں کبھی نہ بجھ سکی تھی اور گہرا دریائے ساوہ اپنا سارا پانی پی گیا یعنی بالکل خشک ہوگیا اتنے وسیع وعریض ہونے کے باوجود ایسا ہوگیا گویا اس میں پانی تھا ہی نہیں۔

حضرت امام بوصیری فرماتے ہیں

وســـــاء ســـــاوہ ان غـــــاضبـــت بـــحیـــرتھـــا

وردوار دھـــــا بـــــالـــــفیـــــظ حیـــن ظـــمـــی

دریائے ساوہ نے برا کیا کیونکہ اپنے چشمے خشک کرلئے اور اس دریائے ساوہ پر آنے والے کوغصہ کی حالت میں پیا سا ہی لوٹا

دیا گیا۔

والنار خامدۃ الانفاس من اسف

علیہ والنھر ساھی العین من سدم

اور آگ حضور کے میلاد کے غم میں بجھ گئی اور نہر رنج و غم کی وجہ سے اپنے چشموں کو بھول گئی۔ (قصیدہ بردہ شریف)

نور ھی نور

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہادی کونین کی میرے ہاں تشریف آوری ہوئی تو مشرق تا مغرب نور پھیل گیا اس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے۔

ستاروں سے چراغاں

خالق کائنات نے اپنے حبیب ﷺ کی آمد پر یہاں مشرق و مغرب میں نور ہی نور برسایا وہاں آپ کی جائے ولادت پر ستاروں سے چراغاں فرمایا۔ حضرت عثمان ابن ابی العاص کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ولادت کے وقت آپ کے گھر میں تھی میں نے دیکھا تمام (آپ کا گھر) نور سے معمور ہو گیا اور ستارے اتنے قریب آ گئے کہ میں محسوس کرنے لگی کہیں مجھ پر گر نہ پڑیں۔

پرچم لھرائے گئے

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے حجابات اُٹھا دیئے میں نے تمام روئے زمین کو مشرق تا مغرب دیکھا نیز میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ان میں سے ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑا گیا تھا۔

تصدیق سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۲۷، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۹ بروایت حاکم و طبرانی کتاب الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۶۱ احریم بن اوس سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ آپ کی تعریف کروں آپ نے فرمایا کہو تمہارے منہ کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کی مدح میں آ کر چند شعر پڑھے ان میں سے آخری دو شعر یہ ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض

وضـــــــــــاء ت بـــــــــــنـــــــــــورک الافـــــــــــ

فـــــنـــــحـــــن فـــــی ذالک اضیـــــــاء وفـــــــی

الـــــنـــــور وسبـــــل الـــــرشـــــاد نـــــختـــــرق

ان دونوں شعروں کا ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب صفحہ ۹ میں یوں تحریر کیا اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء و نور میں رشد و ہدایت کی راہوں پر گامزن ہیں۔

ستارے جو چمکے

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فرماتی ہیں جب آپ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ

وحین وقع قدامتلا نورا وروایت النجوم تدنو الخ.

نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں

فوضعت محمد افنظرت الیہ فاذا ھو ساجد فستمعت منادیا ینادی طوفوابہ مشارق الارض و مغاربھا وادخلوا البحار لیعرفوباسمہ ونعتہ وصورتہ.

جب میں حضور ﷺ کو اس رنگ و بور کی دنیا میں لانے کا سبب بنی تو میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ پکار رہا تھا کہ ان کو مشارق و مغارب میں پھراؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ آپ کو نام اور صفت و صورت سے جان سکیں۔

بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلھا. (بحوالہ زرقانی علی المواہب وخصائص کبریٰ)

میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا پکار رہا تھا واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا۔

علاوہ ازیں بے شمار معجزات کا ظہور ہوا جو کتب سیر و میلاد میں موجود ہیں۔

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجر اتر گیا

حل لغات

صفی اللہ، اللہ کا صفی، خطاب مبارک، ابوالبشر۔ بیڑا، کشتی، بیڑا پار ہونا محاورہ ہے یعنی کامیاب ہونا، مشکلات و مصائب حل ہو جانا۔ نجی اللہ، اللہ کا نجی، خطاب حضرت آدمِ ثانی نوح علیہ السلام۔ بجر، ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ آپ کی رحمت کی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی کشتی پار ہوگئی یعنی ان کی مشکلات و مصائب دور ہو گئے تو بہ قبول ہوگئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور انہیں صفی اللہ کا مقدس خطاب مل گیا اور اے اللہ کے رسول آپ ہی کے صدقے سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی میں تیرتی رہی اور غرق ہونے سے محفوظ رہ گئی اور انہیں نجی اللہ کا مبارک خطاب مل گیا۔

انبیاء علیہم السلام کی مشکلیں حل

حضور ﷺ کا وسیلہ کام آیا یہاں صرف دو پیغمبرانِ عظام کا ذکر فرمایا

اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک و کرامة علیک و ان تغفرلی خطیئتی (طبرانی وغیرہ)

اے اللہ میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد ﷺ کی جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کرامت کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

نوح علیہ السلام

قرآن مجید میں ہے

ونوحا اذنادی قبل فاستجبنا لہ فنجینہ واھلہ من الکرب العظیم.

اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے نجات دی۔

فائدہ

یہ نجات حضرت نوح علیہ السلام کو ملی حضور اکرم ﷺ کی برکت ہی سے ملی۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں

عن خواص اسمہ ﷺ ان سفینة نوح جرت بہ

حضور ﷺ کے نام کے خواص سے ہے کہ کشتی نوح اسی نامِ اقدس کی برکت سے جاری ہوئی۔

(۲) زرقانی علی المواہب جلد ا میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمانِ الٰہی جاری ہوا کہ ایک

ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختہ پر ایک نبی کا نام لکھئے چنانچہ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ہر تختہ پر انبیاء کرام کے نام کندہ کئے مگر جب صبح دیکھا تو تمام نام محو تھے آپ نہایت پریشان ہوئے پھر دوبارہ نام لکھے مگر صبح وہ بھی محو تھے بہت مضطرب ہوئے کہ روز محنت رائیگاں جاتی ہے آخر حکم الٰہی پہنچا ''اے نوح اسماء کو ہمارے نام سے شروع کرو اور ہمارے حبیب ﷺ کے اسم مبارک سے پہل کیجئے تاکہ نام محو ہونے سے محفوظ رہیں۔'' سیدنا نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا سب سے پہلے نام الٰہی لکھا اور حضور ﷺ کے نام پر ختم کیا جب آپ سرورِ عالم ﷺ کا نامِ نامی اسم گرامی منقوش فرما چکے تو ملاءِ اعلیٰ نے ندا دی

یا نوح الان قد تمت سفینتک

اے نوح اب تمہاری کشتی تکمیل کو پہنچی۔

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

آئی یہ ندا اب ہوئی کشتی تری کامل
جب نوح نے کشتی پہ لکھا نام محمد (ﷺ)

(۲) حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع امم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اگر حضور ﷺ کا نامِ نامی آدم علیہ السلام وسیلہ میں نہ لاتے تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ ہی نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگتی۔

قصیدۂ عباس بھی ہمارے موقف کا موید ہے۔ قصیدۂ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم نے اسی شرح میں بالتفصیل دوسرے مقام پر لکھا ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

حل لغات

بیت اللہ، کعبہ معظّمہ۔ مجرے، آداب وسلام۔ ہیبت، رعب وخوف۔ تھرتھرا کر، لرز کر کانپ کر۔

شرح

یارسول اللہﷺ آپ کی تشریف آوری (پیدائش مبارک) ہوتے ہی اللہ کا گھر کعبہ معظّمہ جس کی طرف لوگ جھکتے تھے آج آپ کی خدمت میں آداب وسلام بجالانے کے لئے نہایت احترام کے ساتھ آپ کی جانب جھک گیا اور کعبہ کے اندر رکھے ہوئیں تین سو ساٹھ بتوں پر آپ کا کچھ ایسا رعب وخوف طاری ہوا کہ ہر بت لرزلرز ہوکر اوندھے منہ گر پڑا۔

دو معجزے

اس شعر میں دو معجزوں کا ذکر ہے۔

کعبہ مجرے کو جھکا

نزہۃ المجالس صفحہ ۱۰۰ میں ہے کہ

قال عبدالمطلب کنت تلک اللیة اطوف بالکعبة فتما یلت الکعبة وخرت ساجدة نحو المقام.

عبدالمطلب (حضور کے دادا جان) نے کہا میں اس رات (ولادت کی شب بوقت ولادت) کعبہ کا طواف کررہا تھا تو کعبہ جھکا اور حضور کی بجانب سجدہ میں گر پڑا۔

اور سیرتِ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴ میں ہے

وعن عبدالمطلب قال کنت فی الکعبة فرایت الاصنام سقطت من اما کنھاوخرت ساجدہ.

عبدالمطلب نے کہا میں کعبہ میں تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ بت اپنی اپنی جگہوں سے نیچے گر پڑے اور سجدے میں پڑ گئے۔

اور یہی مضمون خصائص الصغریٰ للسیوطی اور دیگر سیر کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہوگیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

حل لغات

ان کا ہونا، محبّ وعاشق، فرمانبردار ہونا۔ کیا ہوا، برائے تحسین وآفرین اور اظہارِ عقیدت۔ کافر، منکر وگستاخ۔ پھر، باغی ومنحرف ہونا۔

شرح

انسان مومن ومسلمان ہوکر اللہ تعالیٰ کے حبیبﷺ کا حب محبّ ومطیع ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مومن ومسلمان کا محبّ ہوجاتا ہے اور منکر رسالت اللہ تعالیٰ کے حبیب سے منحرف اور ان کا باغی بن جاتا ہے اور اس کی یہ بغاوت دراصل اللہ

تعالیٰ سے بغاوت ہو جاتی ہے اور اسی بناء پر دونوں کا حال الگ الگ بتایا گیا ہے مومن کا مال وٹھکانہ جنت ہے اور منکر و باغی کا جہنم میں۔

استدلال

مصرعہ اول کی دلیل

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی. (پارہ ۳، رکوع ۱۲)

فرمائیے اگر میری اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔

دوسرے مصرعہ کی دلیل

ان الذین یحادون الله ورسوله الخ. (پارہ ۲۸، رکوع ۱)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی۔

مسئلے دو مقصد ایک

نبی پاک ﷺ کی شانِ اقدس کا کیا کہنا کہ جو آپ کی غلامی اختیار کرلے تو اس خوش بخت کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا چاہنے والا ہو گیا اور اگر کوئی بد بخت منہ موڑے تو وہ یقین کرلے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منہ موڑ لیا اب اگر چہ اس کی بندگی کرے ہزار بار اللہ تعالیٰ کو راضی کرے اسے لعنت اور پھٹکار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ابلیس پر لعنت

سجدہ آدم سے دراصل تعظیم نورِ حضور مقصود تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان الملئكة امرو بالسجدد لادم لاجل نور محمد ﷺ. (مواہب الدنیہ جلد ا صفحہ ۳۸۰)

سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں نورِ محمد ﷺ جلوہ گر تھا۔

حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

کان ﷺ فالمقصود من خلق ادم علیه السلام ومن ثم لم یکن سجود الملائکة الا بنور محمد ﷺ.

خلق آدم سے مقصود حضور ﷺ ہی تھے اس لئے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کو تھا۔

اس حکم پر تمام فرشتوں نے حتیٰ کہ ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین نے بھی اپنی جبیں نیاز جھکا دی سوائے ابلیس کے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات میں یہ مضمون ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابلیس حضور ﷺ کے نورِ اقدس کی تعظیم کا منکر ہوا تو ملعون ہوا اور ہے اور تا قیامت اس پر لعنت برستی رہے گی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا منکر نہیں تا حال خدا تعالیٰ کی توحید

اوراس کی عبادت کا نہ صرف قائل بلکہ مدعی و عامل ہے۔

کفار کا اقرار

کفار کا ذات صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار قرآن مجید کی متعدد آیات میں ہے مثلاً

ولیئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ.

اگر ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کس نے بنائے کافر جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

شرح

جو شخص اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے درِ پاک (چوکھٹ) سے ایمان و ایقان کے ساتھ لپٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق انس وجن، برگ و بر، خشک وتر اس شخص کی فرمانبردار بن جاتی ہیں اور جو شخص اس کے پیارے حبیب سے منہ موڑلیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے اپنا رخ رحمت پھیر لیتا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں ہوتا۔ یہ شعر سابق کی تائید میں ہے۔

استدلال

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ سے وابستگی کی تلقین نہایت پیارے انداز میں کی جارہی ہے۔ یہی ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ. (پارہ۳،رکوع ۱۲)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

فائدہ

گذشتہ شعر میں صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا بتایا اس شعر میں یہ بتایا ہے کہ غلامی مصطفیٰ ﷺ کا صلہ وانعام یہ ہے کہ خالق بھی اسی کا تو مخلوق بھی جیسا کہ محبوبانِ خدا کے واقعات شاہد ہیں کہ ان کے بعض کی پہلی زندگی اگر چہ جیسی گذری لیکن جونہی حضور سرورِ عالم ﷺ کی غلامی اختیار کی تو خالق کے محبوب اور مخلوق کے آقا بن گئے مثلاً سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوئے تو خلق خدا کے شہنشاہ بن گئے۔

فاروقی کرامات

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درجنوں کرامات ہیں جو کراماتِ صحابہ میں مندرج ہیں۔ فقیر یہاں صرف ایک کرامت درج کرتا ہے۔

یا لبیکاہ یا لبیکاہ

حضرت فاروقِ اعظم نے ایک مرتبہ بہت دور جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا ایک دن آپ نے مدینہ منورہ میں زور زور سے یہ فرمایا کہ یا لبیکاہ یا لبیکاہ یعنی اے شخص میں تیری پکار پر حاضر ہوں لوگوں کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا کہ امیر المومنین کس کی پکار پر لبیک فرما رہے ہیں؟ لیکن! جب وہ لشکر مدینہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات کا تذکرہ کرنے لگا تو امیر المومنین نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو پہلے یہ بتاؤ کہ جس شخص کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اس کا کیا حال ہوا؟ سپہ سالار نے لرزتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المومنین میں نے اس کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ چونکہ مجھے لشکر کو دریا کے پار لے جانا تھا اس لئے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کو برہنہ کرکے پانی میں اترنے کا حکم دیا تھا لیکن موسم بہت سرد تھا اس کو سردی لگ گئی اور کانپتے ہوئے اس نے دو مرتبہ یا عمراہ یا عمراہ کہہ کر آپ کو پکارا اور اس کی روح پرواز کرگئی۔ جب اہل مدینہ نے یہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المومنین نے جو دو مرتبہ یا لبیکاہ یا لبیکاہ فرمایا تھا یہ اسی مظلوم کی پکار کا جواب تھا۔ امیر المومنین نے سپہ سالار کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم اپنے مال سے اس کے وارثوں کو خوں بہا ادا کرو اور خبردار آئندہ کسی مجاہد سے کبھی ایسا کوئی کام نہ لینا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا مقتول ہونا بڑی سے بڑی ہلاکت سے بھی بڑھ کر ہلاکت ہے۔ (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ، جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

حل لغات

طوفِ حرم، طوافِ کعبہ، طوافِ روضہ مبارک یہاں روضہ اقدس مراد ہے۔ سر پھر گیا، دیوانہ ہو گیا، سر کے بل۔

شرح

اے مجھے دیکھنے والو! مجھے مدینہ پاک میں دیوانہ وار پھرتے دیکھ کر پاگل بتاتے ہو حالانکہ میں اتنا ہوشیار اور باہوش وحواس ہوں کہ تم بھی نہ ہوگے دیکھو تو جب روضہ اقدس کا طواف کرتے کرتے میرے پاؤں جواب دے دیتے ہیں تو اس وقت دیوانہ وار سر کے بل ہو جاتا ہوں بہرحال طوافِ حرم نبی ﷺ کی سعادت میری قسمت میں ہے جسے میں بغیر رکے

مسلسل اور متواتر کیئے جاتا ہوں۔

حضرت شاہ جمالی قدس سرہ

حضرت علامہ فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جب بابِ جبریل میں پہنچے تو حسبِ عادت چوکھٹ کو چومنے کے لئے جھک گئے تو پہرہ داروں نے آپ کو اُٹھانے کی کوشش کی لیکن بدستور چومتے رہے جب پہرہ داروں نے دیکھا کہ یہ ٹلنے والے نہیں تو یہ کہہ کر پیچھے ہٹ گئے "ھذا مجنون" یہ پاگل ہے۔

سندھی دوست

فقیر کا ایک سندھی دوست سالوں سے بلا اقامہ مدینہ پاک میں مقیم تھا۔نجدیوں کے نزدیک بلا اقامہ حجاز میں رہنا قانونی جرم ہے ایک دن وہ ان کے ہاتھ لگ گیا اسے پکڑ کر مدیر کے پاس لے گئے انہوں نے کہا "ابن الکفیل" تیرا کفیل کہاں ہے جواب دیا "کفیل فی" میرا کفیل ہے چلو دکھاؤں۔مدیر نے ایک شرطہ ساتھ بھیجا جونہی سندھی نے گنبدِ خضریٰ کو دیکھا تو شرطے کو جھنجھور کر کہا "ھذا کفیلی" میرا کفیل یہ ہے شرطہ ہنس پڑا اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا "ھذا مجنون"

میرا ایک قصہ

فقیر ۱۳۹۹ھ میں حج سے فراغت کے بعد گنبدِ خضریٰ کی حاضری کے لئے مدینہ طیبہ پہنچا جالی مبارک کو چومنے کا ارادہ کیا تو شرطے نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا۔وہ دھکیل کر جونہی پیچھے ہٹا تو میں نے اس کی پیٹھ چوم لی اس نے مڑ کر کہا یہ کیا میں نے کہا جالی مبارک کو تم چومنے نہیں دیتے لیکن جالی کو پیٹھ دے کر کھڑے ہو تو میں نے تیری پیٹھ کو اسی لئے چوم لیا ہے کہ جالی مبارک کو تو مس کر رہی ہے تمہاری یہ پیٹھ بھی پیاری لگتی ہے۔ہنس کر کہا مجنون ہے مجنون ہے میں نے کہا ہاں لیکن دربارِ مصطفیٰ ﷺ کا۔

رحمۃ للعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

حل لغات

رحمۃ للعالمین، اے تمام عالم کی رحمت، یہ صرف حضور ﷺ کا خاص لقب ہے۔کیسی کروں، کس ڈھنگ سے کروں، کیا چارہ جوئی کروں۔بلا، مصیبت، زحمت۔

شرح

اے رحمت کائنات، فخر موجوداتﷺ میں آفت زدہ ہوگیا ہوں۔ اب آپ ہی بتائیے میں اپنے دل کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوگیا ہوں کیونکہ وہ میرے اور آپﷺ کے دربارِ مبارک میں فرق ڈالنا چاہتا ہے اور میری طبیعت کے قطعاً خلاف ہے اب میں یہاں سے کہیں نہیں جا سکتا۔

تڑپ تڑپ کر تو پہنچا ہوں کوئے دلبر تک
یہاں سے اے تپش دل اُٹھوں کہاں کے لئے

نفس امارہ

اس شعر میں نفس امارہ کی شکایت اور اس کے علاج کا طریقہ بتایا ہے۔ نفس امارہ کی شرارتیں تو سب کو معلوم ہیں۔

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک.

سب سے بڑا تیرا دشمن برا نفس ہے جو ہر وقت تیرے پہلو میں ہے۔

اور قاعدہ ہے کہ نفس امارہ کا علاج سوائے مرشد کامل کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور امام احمد رضا قدس سرہ نے حضورﷺ سے اس کے علاج کا اس لئے عرض کیا ہے کہ آپ مرشد کامل صرف اور صرف حضورﷺ کو مانتے ہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ جس کا پیر یا مرشد نہیں اس کا پیر ابلیس شیطان ہے۔ امام احمد رضا خان اس خیال کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں انجام کار دستگیری کے واسطے نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ (السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۴)

امام احمد رضا بیعت و مریدی کے خلاف بھی نہیں بلکہ اصلاحِ باطن کے لئے اس کو مفید قرار دیتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۴۱) خود امام احمد رضا ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

حل لغات

صدقے، قربان۔ کنکریاں، کنکری کی جمع، سنگریزہ۔ دفعتاً، اچانک، ایک ہی دفعہ میں۔ منہ پھر گیا، شکست کھا جانا، بھاگ جانا۔

شرح

یارسول اللہﷺ میں آپ کے ہاتھوں قربان جاؤں آخر وہ کسی قسم کی اور کس صفت کی کنکریاں تھیں جسے آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر جنگ بدر و حنین میں کافروں کی طرف پھینک دی تھیں جن کی وجہ سے بے شمار دشمن کافروں کو

شکست ہوگئی اور وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

معجزہ

یہ شعر اس مشہور معجزہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو غزوۂ بدر میں پیش آیا۔ تفصیل کتب سیر میں ہے غزوۂ بدر میں جب کفار نابکار اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ میدانِ کارزار میں اس تصور وگمان میں تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو تہس نہس کردیں گے لیکن اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق نے کچھ اور چاہا تھا اس دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے لئے پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار ملائکہ بھیجے پھر پانچ ہزار ہوگئے۔ شیطان نے جو بصورت سراقہ کفار کے ساتھ تھا جب آسمانی مدد دیکھی تو اپنی جان کے ڈر سے بھاگ گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ایک کنکریاں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں اب حضور ﷺ نے حملہ اجتماعی کا حکم دیا گھمسان کے معرکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمان اپنے سے دوچند دکھائے جس سے ان پر رعب طاری ہوگیا۔ قتل کا بازار گرم ہوا فرشتے نظر نہ آتے تھے مگر ان کے افعال نمایاں تھے کہیں کسی مشرک کی منہ اور ناک پر کوڑے کی ضرب کا نشان پایا جاتا، کہیں تلوار سر کٹا نظر آتا، کہیں آواز آتی اقدم حیزوم آخر کفار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے خود حضورِ اقدس ﷺ عریش سے ننگی تلوار کے علم کے لئے یہ پکارتے ہوئے نکلے

سیھزم الجمع ویولون الدبر. (قمر رکوع ۳)

عنقریب کفار شکست کھا کر بھاگیں گے پیٹھ دے کر۔

فائدہ

حیزوم جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ جبریل علیہ السلام غزوۂ بدر میں اسی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور کفار پر حملہ کے وقت اسے یوں کہتے "اقدم حیزوم" اے حیزوم آگے بڑھو۔

علم غیب

آیۂ مذکورہ مکیہ ہے اس میں ایک مدت پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو بتادیا کہ یہ کفارِ مکہ جب آپ کے مقابلہ پر آئیں گے تو پیٹھ دے کر شکست کھا کر بھاگیں گے چنانچہ بدر میں یونہی ہوا اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ نے ان کی شکست پر آیت مذکورہ تلاوت فرمائی۔

کیوں جنابِ بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حل لغات

بو ہریرہ، ابو ہریرہ (بلی والا) کنیت ہے، اصل نام عبدالرحمٰن بن عمر ہے ویسے ان کے نام میں تقریباً ۳۰ اقوال ہیں یہ اہل صفہ میں بڑے صاحب کمال بزرگ اور حضور کے جاں نثار صحابی ہیں حضور ﷺ بھی انہیں چاہتے تھے۔ جام، پیالہ۔ شیر بروزن تیر، دودھ۔ منہ پھر گیا، پیٹ بھر گیا، سیر ہو گئے۔

شرح

اے محترم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تو بتائیے کہ وہ ایک پیالہ دودھ آخر کس قسم کا تھا کہ جس دودھ کو ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیٹ بھر کے پیا لیکن دودھ جوں کا توں رہا۔

معجزہ

بخاری شریف وغیرہ میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اصحابِ صفہ میں شامل تھا اور کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے ایسا ہو جاتا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن ایسا ہوا کہ میں سر راہ آ بیٹھا جہاں سے لوگ زیادہ تر گزرتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر ادھر سے گزرے اور میں نے ان سے قرآن کی آیت کے بارے میں دریافت کیا میرا مطلب یہ تھا کہ شاید وہ کچھ کھلا بھی دیں گے لیکن انہوں نے میرا دلی مدعا نہ سمجھا اور چلے گئے اتنے میں ابوالقاسم ﷺ تشریف لائے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا جیسے آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے ہوں مجھ سے ارشاد فرمایا ابو ہریرہ! میرے ساتھ چلے آؤ میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا حضور گھر میں تشریف لے گئے جہاں حضور نے پیالہ میں دودھ دیکھا اور گھر والوں نے حضور کو اس شخص کا نام بتایا جس نے دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ اہل صفہ کو بلا لاؤ نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک تھی کہ کوئی صدقہ آتا تو سب اہل صفہ کو دے دیتے تھے اور اگر ہدیہ آتا تو ان کو اپنے ساتھ شامل فرما لیتے تھے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ تمام اہل صفہ میں اس دودھ کی حقیقت کیا ہوگی اگر یہ سارا دودھ مجھے ہی مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آ جاتی۔ اب دیکھئے اس میں سے کچھ ملتا ہے یا نہیں یہی خیالات میرے دل میں آ رہے تھے لیکن اطاعت خدا اور رسول کے بغیر چارہ نہ تھا چنانچہ میں سب کو بلا لایا وہ آ کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہی فرمایا ابو ہریرہ یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ میں نے پیالہ لے لیا میں ہر ایک کو پیالہ دیتا جاتا تھا اور جب ایک شخص پی کر سیراب ہو جاتا تھا تو میں پھر دوسرے کو وہی پیالہ دیتا تھا اسی طرح سب سیر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پیالہ کو لے کر اپنے دست مبارک پر رکھ لیا اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا ابو ہریرہ اب تم اور میں رہ گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا آپ سچ فرماتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا اب تم پی لو میں بیٹھ گیا اور جی بھر کر دودھ پیا

حضورﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر آپ نے فرمایا اور پیو میں نے تعمیل کی اس طرح کئی بار فرمایا میں نے بھی تعمیل کی بالآخر میں تھک گیا۔عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب تو گنجائش نہیں تو رسول اللہﷺ نے فرمایا لاؤ پیالہ میں نے پیالہ پیش کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے بسم اللہ شریف پڑھی اور دودھ کا پیالہ ختم کیا۔

معجزات

دودھ کے معجزات کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہے نہ صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیالے کے دودھ میں برکت دکھائی درجنوں واقعات ایسے ہیں کہ سرورِ عالمﷺ نے دودھ کے دریا بہائے مثلاً

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری

ہجرت کے دوران حضور نبی پاکﷺ کا گزر ام معبد کے خیمہ سے ہوا آپ نے اس سے پانی مانگا یہاں ایک لاغر بکری سے دودھ بھرپور حاصل ہونے کا معجزہ ظاہر ہوا باوجودیکہ اس میں دودھ نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے مختار رسول اللہﷺ نے دودھ کی ندی بہا دی۔(خلاصۃ الوفاء)

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب وطاہر گیا

حل لغات

واسطہ پیارے کا،محاورہ اے اللہ اپنے پیارے حبیب کے طفیل۔ایسا ہو،قبول فرما۔سنی،مسلک،اہل سنت و جماعت رکھنے والا۔مرے،مرجائے،خاتمہ ہو جائے۔تیرے شاہد،تیری گواہی دینے والے (کلمہ شہادت پڑھنے والے) لوگ۔فاجر، بدکار و گنہگار۔دھومیں مچیں،خوشیاں منائی جائیں۔مومن صالح،نیک عمل کرنے والا مومن۔فرش،زمین۔ماتم،مردے پر نوحہ کرنا۔طیب وطاہر،پاک صاف۔

شرح

اے اللہ!اے پیارے حبیب کے طفیل میری یہ دعا سنیوں کے حق میں قبول فرمالے کہ جو بھی صحیح العقیدہ (مسلک اہل

سنت وجماعت رکھنے والا) بقضائے الٰہی دنیا کو خیر باد کہے تو وہ عامل بالسنۃ یعنی نیک نمازی، مجاہد وغازی ہو کر خیر باد کہے تیرا کلمہ پڑھنے والے دوسرے لوگ ہیں جو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ وہ سنی مسلمان بدکار و گنہگار ہی دنیا سے چلا گیا حسن عمل اور تردید اغیار کی تلقین بڑے پیارے الفاظ میں دعائیہ انداز میں کی جارہی ہے۔

فائدہ

یہ دو شعر قطع بند ہیں کہ جن کا مطلب دوسرے شعر کے ملانے کے بعد ادا ہوتا ہے یعنی سنیوں کے مرنے کے بعد عرشِ عظیم پر جب اس کی روح پہنچے تو دیکھ کر خوشیاں منائی جانے لگیں اور فرشتے پکار اُٹھیں کہ وہ نیک عمل مومن ہمیں آملا ہے اور جب اہل زمین سے اس کی مرنے کی آواز اُٹھے تو کہا جائے کہ وہ سنی مومن دنیا سے گناہ بالکل پاک وصاف ہو کر گیا۔

عرش پر دھوم

احادیث مبارکہ میں ہے کہ بعض حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے وصال پر عالم برزخ میں جشن منائے جاتے ہیں ملائکہ کرام اور ارواحِ طیبہ ان کے استقبال کو آتی ہیں۔ طویل مضامین میں سے نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک جب مومن مرجاتا ہے تو اس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں لہٰذا ان میں سے ایسا کوئی حصہ نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ مجھ میں دفن ہو۔ (ابن عساکر)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کے مرنے پر چالیس دن تک زمین روتی ہے۔ (حاکم وغیرہ)

(۳) حضرت عطاء الخراسانی فرماتے ہیں کہ جو بندہ زمین کے حصہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دیگا اور اس کے مرنے کے بعد روئے گا۔ (ابو نعیم)

سابق دور میں تو ویسے حضرات کی شمار ناممکن ہے ہم اپنے دور کے اپنے مشاہیر کی موت دیکھی سنی تو یقین آیا امام احمد رضا قدس سرہ کی دعا مستجاب ہے کہ اب دیکھ لیجئے کہ علماء و مشائخ تو بڑی بات ہے عوام کی موت کا یہ حال ہے کہ عاشق کا جنازہ دھوم سے نکلا۔ ادھر مخالفین کا حال بھی عوام وخواص سے مخفی نہیں کہ ان کے بڑوں سے بڑے بدشکل ہو کر مرے کہ موت کے وقت چہرہ بگڑا ہوا صورت بدلی نہایت ہی بدشکل ہو کر مرے۔ چند نمونے فقیر کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

بند ہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

حل لغات

اللہ اللہ، حیرت کے موقع پر بولا جاتا ہے حیران ہوں میں ۔علو، خاص خاص بلندی۔عبدیت، عبودیت، بندہ وملوک ہونا۔

شرح

اے رضا اللہ اللہ! پروردگارعالم نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا بندہ ومملوک بنایا تو عبدیت کا خاص الخاص ایسا مرتبہ بلند عطاء فرمایا کہ وہ بندہ خاص المرتبت بہر ملاقات اللہ قادر مطلق کی بارگاہ خاص میں چلا گیا یہ مرتبہ خاص اولین وآخرین میں کسی بندہ عام وخاص کو کبھی نہ نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔

معراج

اس اعزاز میں سرورِ کائنات ،فخر موجودات سیدنا محمد ﷺ کی ذاتِ مبارکہ منفرد ہے اس شعر میں واقعہ معراج کی طرف نہایت فصاحت کے ساتھ اشارہ ہے۔

واقعہ معراج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی برکنا حوالہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیرo

پاک ہے اسی جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دیکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

انبیاء علیھم السلام کی معراجیں

انبیاء علیہم السلام کی معراجیں ہوئیں لیکن ان کی کیفیت کچھ اور تھی مثلاً آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ کے وقت اور دخولِ جنت سے ابراہیم علیہ السلام کی معراج یہ کہ آپ سے حجابات اُٹھائے گئے تو آپ عرشِ بریں سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوق کو آنکھوں سے دیکھا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اُٹھا لیا لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ کو وہاں تک کی سیر کرائی جہاں نہ جب ہے نہ کب ہے، نہ زمین نہ زمان، نہ چنیں نہ چناں اور نہ مکیں نہ مکاں۔حضور ﷺ کی معراج پہلے انبیاء سے بالکل مختلف تھی کہ اس رات خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے جبریل امین آج کی رات طاعت وعبادت چھوڑ کر تسبیح وتہلیل سے منہ موڑ کر پر طاؤسی اور زیورِ

فردوسی سے آراستہ ہو۔ پٹکا خدمت گاری پر کمر پر باندھ، کلاہ فرمانبر داری سر پر رکھ اور میکائیل سے کہا کہ پیمانہ ارزاق ہاتھ سے رکھے، تقسیم رزق موقف کردے، اسرافیل صور نہ پھونکے، عزرائیل سے کہہ دو کہ قبض ارواح سے رو کے، نوبت نوازان صدق وصفا نقار ہائے جودوعطا تمام اطراف عالم میں بجائیں، داروغہ بہشت بریں جنت کی آئینہ بندی کرے، حورانِ خلد بریں آراستہ پیراستہ ہوکر ہاتھ میں طبق زروجواہر لے کر غرف جنت میں صف بستہ کھڑی ہوجائیں، مالک جہنم دربائے دوزخ بند طبقات جہنم ٹھنڈی اور اہل دوزخ سے عذاب موقوف کرے، دریا موجیں نہ مارے، ہواؤں کی روانی ختم ہوجائے ،آسمان گردش سے ٹھہرے، حاملانِ عرش لباس زیب تن کرے بعدازاں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہہ دو کہ اپنی روح کو روائح مقدس سے معطر ومعنبر کریں پھر ستر ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر جنت سے براق صبا رفتار اپنے ہمراہ لے کر میرے محبوب کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو کہ آج کی رات آپ کو خدا تعالیٰ اپنے دیدار اور کلام سے مشرف فرمانا چاہتا ہے۔

چونکہ حضورﷺ کی تین حیثیتیں ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے معراج کے بھی تین حصے کیئے۔ حضورﷺ مسجد حرام سے چل کر مسجد اقصیٰ پہنچے جہاں تمام نبیوں نے حضورﷺ کی امامت میں نماز ادا کی چنانچہ علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۲/۱۵ پر فرماتے ہیں کہ نبیوں کی سات صفیں تھیں ان میں سے تین مرسلین کی اور چار نبیوں کی علاوہ ازیں ملائکہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ مسجد اقصیٰ عالم اجسام میں ہے اور اس میں حضورﷺ کی بشریت کو یہ عروج حاصل ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی بشریت مقدسہ کے پیچھے اقتدا کی اور یہ حضورﷺ کی بشریت کا معراج ہے۔ اس حیثیت سے کہ عالم بشریت میں انسانیت اور بشریت کا کمال رکھنے والے انبیاء علیہم السلام پیچھے اور حضورﷺ کی بشریت آگے۔ پھر اس کے بعد حضورﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے اور ساتوں آسمانوں سے گزر کر سدرۃ المنتہٰی پہنچے یہ وہ مقام ہے جہاں سے آگے اللہ کے بڑے بڑے فرشتے بھی نہیں جا سکتے۔ جبریل امین بھی اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے لیکن حضورﷺ اس مقام سے آگے بڑھ گئے۔

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کی شناسا تمہیں تو ہو
نہ پہنچے وہاں جبریل امین کی
بلند اس قدر ہے مقامِ محمد (ﷺ)

مقامِ قاب قوسین

حضورﷺ مکاں وزماں کی قیود سے بلند ہوکرفوق العرش اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

معراج کے نکتے

(۱) نبوت کی مدت ۲۳ سال ہے جس کے نصف ۱/۲،۱۱ معراج ہوئی نبوت کا سال ربیع الاول سے شروع ہے جس کے بالکل وسط میں رجب واقع ہے۔ ہفتہ شرعاً جمعہ سے شروع ہوتا ہے دوشنبہ بالکل وسط میں۔ رجب جس میں اشارہ ہے کہ اس نبی کا دین درمیانی دین ہے اور امت امتِ وسط لہٰذا معراج ماہ رجب دوشنبہ کی شب میں ہوئی۔

(۲) حضورﷺ کی ولادت ہجرت مدینہ منورہ میں داخلہ عطاء نبوت معراج اور وفات تمام امور دوشنبہ کو ہوئے اسی لئے اس دن کا نام یوم الاثنین اور حضور کا مرتبہ بھی دوسرا ہے۔

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرضیکہ دوسرے درجہ والا دوسرے دن میں ہر نعمت سے سرفراز کیا اسی لئے اردو والے اس دن کو پیر کہتے ہیں کہ تمام ایام ہفتہ اس سے مستفیض اور فیضیاب ہیں۔

(۳) معراج رات میں ہوئی وہ بھی آخری رات میں ۲۷ کی کہ دشمنوں کو علم ہوا نہ دوستوں کو خبر دووجہ سے اول تو اس لئے کہ معراج میں وصال ہے اور وصال کے لئے رات موزوں اسی لئے عبادت وراز ونیاز کے لئے رات موزوں مانی گئی۔ دوم اس لئے کہ آج حقیقت محمدی اصلی رنگ میں جلوہ گر ہے کسی آنکھ میں طاقت نہیں ہے کہ اس کو دیکھ سکے ہاں ملائکہ کی آنکھ ہی ہے جو اس جلوہ کی متحمل ہو ان میں بھی حسب طاقت ہی ساتھ دے سکے۔

اس شب حضور کی مثال آفتاب کی سی تھی کہ جوں جوں چڑھتا ہے نور بڑھتا ہے۔

(۴) انبیاء کرام سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ براق کی رفتار بہت زیادہ تر تھی انبیاء کرام ابھی بیت المقدس میں تھے اور ابھی استقبال کے لئے اپنے مقامات پر آسمان میں پہنچ گئے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور ارواحِ مقدسہ کی رفتار نگاہ کی رفتار سے زیادہ تیز ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر پچاس نمازیں صرف پانچ رہ گئیں تاکہ لوگ جان جائیں کہ ارواحِ مقدسہ بعد موت کے بھی زندوں کی مدد کرتی ہیں۔

تیز رفتاری

فلاسفہ حضورﷺ کی سواری کی تیز رفتار کے منکر ہیں اور وہابی دیوبندی آپ کے حاضر وناظر کے۔ ان دونوں کا رد ملاحظہ ہو۔

سب کومعلوم ہے کہ دورِ حاضر میں ایسی سواریاں تیار ہوگئی ہیں جو دنوں کا سفر گھنٹوں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرلیتی ہیں اور آئے دن ایسے ہوائی جہاز تیار ہورہے ہیں جو چند منٹوں میں کئی کئی سو میل کا سفر طے کرلیتے ہیں اور پھر اس سے بھی زیادہ ترقی کرنا ممکن ہے اور یہ سب کچھ اس امر پر شاہد ہے کہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہزاروں میل کا سفر طے کرلینا ممکن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری

براق برق سے ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں اور یہ بجلی آج کل لوازمات زندگی بن چکی ہے اس کی تیز رفتاری سب کے سامنے ہے۔ ریلوں، موٹروں اور ہوائی جہازوں کی تیز رفتاری کو جانے دو، گھروں کی بجلیوں، ٹیلیفونوں، ٹیلی گراموں اور وائرلیسوں کو دیکھو یہ کتنے تیز رفتار ہیں ان سب چیزوں کی محرک بجلی ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھ کر ٹیلیفون میں بات کرتے ہیں آپ کی اور آپ کے مخاطب کی گفتگو اتنی مسافت سیکنڈ بھر میں طے کرکے آتی اور جاتی ہے یہ کیا بات ہے؟ یہی تا کہ آپ کی باتوں کو بجلی ایک سیکنڈ سے بھی کم مدت میں ہزاروں میل دور پہنچا دیتی ہے ٹیلیفونوں میں تو برقی تاروں کا واسطہ ہے، وائرلیس میں یہ بھی نہیں اپنے یہاں بیٹھ کر آپ لندن اور نیویارک میں بھی اپنی آواز دم بھر میں پہنچا سکتے ہیں کس طرح ؟ بجلی کی طاقت سے؟ اور اب تو یہ بجلی متکلم کی تصویر بھی مخاطب کو پہچانے لگی ہے جسے ٹیلی ویژن کہتے ہیں تو یہ آپ کی بجلی ہے اور براق تو خالق کی بجلی ہے جسے خالق بجلی نے اپنے محبوب کو بلانے کے لئے سواری بنا کر بھیجا تھا وہ اگر لحظہ بھر میں حضور ﷺ کو معراج کی سیر کرادے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

ہمارے نورِ نظر کی سرعت سیر دیکھئے کہ ابھی تو ہماری نظر زمین پر تھی اوپر دیکھتے ہی یہ نظر آسمان پر پہنچ گئی تو جب ہماری نظر کی سرعت سیر کا یہ عالم ہے تو حضور (ﷺ) خدا تعالیٰ کی خاص نظر رحمت ہیں وہ آن کی آن میں زمین سے لامکاں پھر وہاں سے زمین پر تشریف لائے تو کون سا اشکال ہے۔ مزید دلائل فقیر کی کتاب ''معراج المصطفیٰ'' کا مطالعہ کیجئے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

حل لغات

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے، دھوکا اور صدقہ اٹھاتے پھرو گے۔ پڑ رہو، سو رہو، مستقل قیام کرلو، دھونی لگالو۔ قافلہ، مسافروں کا گروہ، کارواں۔

شرح

اے احمد رضا درِمحبوب چھوڑ کراب کہاں جاؤ گے یہی تو وہ در ہے جہاں پر رحمت وسکینہ، بندہ پروری وذرہ نوازی نصیب ہوتی ہے ان کے در کے سوا جہاں بھی جاؤ گے دھوکہ کے علاوہ صدمات ہی صدمات اُٹھاؤ گے فلہٰذا حضور سرورِ عالم ﷺ کے سنگ در پر بوریا بستر جمالو ہر آفت ومصیبت سے محفوظ ہوجاؤ گے۔

یوں تو مسافروں کا گروہ تمہاری نظروں کے سامنے کچھ پہلے چلا گیا اور کچھ بعد کو جانے والا ہے بہرحال یہ قافلے تو آتے جاتے ہی رہتے ہیں مگر خیال کرنا تم کہیں یہاں سے ہرگز نہ جانا۔

نعت شریف نمبر ۱۶

نعمتیں بانٹا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

حل لغات

نعمتیں، عطاو بخشش۔ بانٹنا، تقسیم کرتے، لٹاتے ہوئے۔ سمت، طرف۔ ذیشان، شان وشوکت والا۔ منشی، رحمت، رحمت کا لکھنے والا فرشتہ۔

شرح

وہ شان وشوکت والے اور جودوکرم والے نبی کریم ﷺ اپنے عطاو بخشش انس وجن، چرندو پرند، جمادات، نباتات اور حیوانات وغیر پر تقسیم کرتے ہوئے جس جانب تشریف لے جاتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ فرشتہ رحمت کا قلمدان لے کر اسی طرف پہنچ جاتا ہے اور ہر چیز کے لئے نعمتیں اور رحمتیں لکھ لی جاتی ہیں جو فوراً ہی ملنے لگتی ہیں۔

قاسم رزق اللہ ﷺ

اس میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے اس کمال کا بیان ہے کہ آپ قاسم رزق اللہ ہیں اس کا انکار کسی کو ہو تو ہوتا رہے لیکن ہمیں تو اپنے وجود میں ہونے نہ ہونے کا وہم وگمان تو ہوسکتا ہے لیکن اس عقیدہ کا انکار توبہ توبہ کیونکہ حضور ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا

انما انا قاسم و الله یعطی. (بخاری شریف)

بیشک میں ہی تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

قاعدہ علم معانی

علم معانی کا مسلم قاعدہ ہے کہ فعل متعدی کا مفعول (دیگر متعلقات) مذکور نہ ہو تو اس میں عموم ہوتا ہے یہاں قاسم اسم فاعل از قسمۂ فعل متعدی ہے اس کا مفعول مذکور نہیں اسی لئے لازماً خدا تعالیٰ کی جملہ نعمتوں اور عطاؤں کی تقسیم کے حضور سرورِ عالم ﷺ قاسم ہیں اگر کوئی سرے سے تقسیم کا منکر ہے تو بھی بدقسمت ہے اگر صرف یہ کہتا ہے کہ آپ صرف مالِ غنیمت یا علم کے قاسم ہیں تو بھی تنگ ظرف ہے ورنہ بقاعدہ مذکورہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی تقسیم میں عموم ہے۔

قرینہ عموم

اس عموم میں شک وشبہ کی گنجائش کہاں جبکہ اسی حدیث میں جملہ ''واللہ یعطی'' ہے اور اس میں بھی عموم کا قاعدہ تو فرض ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اس جملہ میں بھی فعل متعدی کے ہر دو مفعول غیر مذکور ہیں تو یہ عموم قطعی ہے اس معنی پر حضور سرورِ عالم ﷺ کا قاسم ہونا بھی قطعی ماننا پڑے گا کیونکہ ''انا قاسم واللہ یعطی معطوف معطوف علیہ ہیں'' اور ان کا حکم ایک ہوتا ہے اسی لئے جس شے اور جس کا معطی خدا ہے اسی کا قاسم مصطفیٰ ہے (جل جلالہ ﷺ) اور اس کا ترجمہ امام احمد رضا نے دوسرے مقام پر یوں ادا فرمایا ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

تقسیم کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں

سیدنا طلحہ کو جنت عطاء فرمائی

ایک دن دربارِ نبوی ﷺ میں صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے ان کے نصیب جاگے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لک الجنة علی یا طلحة غدا (طبرانی شریف)

طلحہ کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا مانگے جنت عطا فرما دی معلوم ہوا کہ رب کی نعمتوں کے قاسم حضور اکرم ﷺ ہی ہیں۔

سوال

یہ ایک خاص واقعہ ہے واقعات سے عموم ثابت نہیں ہوتا۔

جواب

اگر چہ سوال لا یعنی ہے لیکن عموم تو دوسری روایات سے ہے مثلاً حضورﷺ نے کئی امور کے لئے فرمایا کہ جو اس امر کی ضمانت دے اس کی جنت کا میں ضامن ہوں اگر آپ کو اختیار نہیں تو ضمانت کیسی۔

جنت کی ضمانت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن ایک اعرابی بارگاہِ نبویﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا حضورﷺ خاموش رہے تیسری بار کے سوال پر حضورﷺ نے فرمایا "سل شئت یا اعرابی" اے اعرابی جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "فغبطنا فقلنا الان یسئل الجنة" یہ حال دیکھ کر حضور مائل بہ کرم ہیں اور اعرابی سے فرمارہے ہیں کہ جو تیرا جی چاہے مانگ۔

ہمیں رشک آیا اور ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ اعرابی حضور سے جنت مانگے گا مگر اس نے سواری کے لئے اونٹ اور زادراہ مانگا حضور نے حکم دیا کہ دے دیا جائے اس کے بعد آپ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی اس بوڑھی عورت کی مانگ میں پھر حضورﷺ نے اس بوڑھی عورت کا واقعہ سنایا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا اور وہ کنارۂ دریا تک پہنچے تو سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ باری تعالیٰ میں عرض کی الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم نہ تھی آخر انہوں نے ایک بوڑھی عورت سے اس کے متعلق استفسار کیا اس نے کہا "واللہ حتی تعطینی لھا اسالک" مولیٰ! میں قبر کا پتہ ہرگز نہ بتاؤں گی حتیٰ کہ آپ مجھ کو وہ دے دیں جو میں آپ سے مانگوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "ذالک لک" ہمیں منظور ہے جو چاہے ہم سے مانگ لے۔ اس بڑھیا نے عرض کی "قالت فانی اسالک ان اکون معک فی الدرجة التی تکون فیھا" بوڑھی عورت نے عرض کی تو میں یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "سلی الجنة" جنت مانگلے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ اس بوڑھی عورت نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا میں اور کچھ نہیں مانگوں گی۔ ابھی حضرت موسیٰ اور اس بڑھیا کی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اے موسیٰ بڑھیا جو طلب کرتی ہے اس کو دے دو۔ (طبرانی شریف)

حضور اکرمﷺ نے اس واقعہ کو بیان کرکے اس اعرابی کی قصور ہمت پر تعجب فرمایا کہ دیکھو ہم نے اسے اختیار عام دے دیا تھا کہ جو چاہو مانگو ہم سے جنت بلکہ جنت سے بھی اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم اس کو ضرور عطاء فرما دیتے کیونکہ ہم اس کو

زبان دے چکے تھے مگر یہ اعرابی تو بڑا پست نکلا اس نے ہم سے مانگا بھی کیا سواری کے لئے اونٹ اور زادِراہ جو دنیا کی بالکل معمولی شے ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم فرمانے والے ہیں اور آپ کا دست اقدس اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ نعمت جنت جسے چاہیں بخش دیں۔

چنانچہ جب حضور ﷺ نے اس اعرابی سے یہ فرمایا کہ جو مانگو جو چاہو تو حضرت علی نے تو یہاں تک فرمایا کہ یہ اعرابی ضرور حضور سے جنت مانگے گا جس سے امر پر روشنی پڑتی ہے کہ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ

بخدا خدا کا یہ ہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا

میرے مولی میرے آقا تیرے قربان گیا

حل لغات

لے خبر، مدد کو آ۔ غیروں، غیر مذاہب و مسالک والے، بدمذہب لوگ۔ مولیٰ، مددگار۔ آقا، مالک۔

شرح

اے میرے مالک کریم ﷺ جلد میری مدد کو آیئے کیونکہ میرا دھیان (خیال) غیر لوگوں (بدمذہبوں) کی طرف جا رہا ہے اے میرے مددگار اور میرے مالک میں آپ کے قربان جاؤں جلد از جلد دستگیری فرمایئے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد

اس مسئلہ پر ابن تیمیہ نے اختلاف کیا اسی کی تقلید میں اب وہابی دیوبندی اور نجدی اور اس کی دیگر ذیلی جماعتیں نہ صرف ان بلکہ استمداد کو شرک کے فتویٰ سے داغدار کرتی ہیں۔ اس موضوع پر ہزاروں تصانیف لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ فقیر شعر کی مناسبت سے چند حوالے عرض کرتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب ”ندائے یارسول اللہ“ میں ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنا مستحسن ہے اس کو مختلف الفاظ توسل و استغاثہ و تشفع و توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے بعض وقت توسل بالنبی ﷺ یوں ہوتا ہے کہ آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنی کہ آپ اس میں

تسبب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں یا شفاعت فرمائیں اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔

حضور ﷺ سے توسل واستغاثہ فعل انبیاء ومرسلین نبینا علیہم السلام اور سیرتِ سلفِ صالحین ہے اور توسل استغاثہ کے متعلق۔

(۱) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۷۸ پر ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبدالمالک بن سعید کے پاس آیا۔ آپ نے اس کا پیٹ ٹٹولا اور فرمایا تجھے لاعلاج بیماری ہے۔ اس نے پوچھا کیا بیماری ہے؟ ابن جبیر نے کہا کہ دبیلہ۔ یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین باریوں دعا مانگی (دبیلہ پیٹ کی ایک بیماری کا نام ہے)

الله الله الله ربی لا اشرک به شیئا اللهم انی اتوجه الیک بنبیک محمد ﷺ نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربک و ربی ان یرحمنی ممابی رحمة یغنینی بها عن رحمة من سواه.

اللہ اللہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا یا اللہ میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلے سے پیش کرتا ہوں۔ یا محمد ﷺ! میں آپ کے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر ایسی رحمت کرے کہ جس سے کسی غیر کی رحمت سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر ابن جبیر کے پاس گیا۔ اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا تو تندرست ہو گیا ہے تجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

(۲) ابو عبداللہ سالم معروف خواجہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دریائے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگرمچھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن میں آیا وہ نبی کریم ﷺ ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں پکارا کر

انا مستجیربک یا رسول الله

یا رسول اللہ میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔

اتفاق سے ان ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا ارادہ کر دیا اور کہا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر

انا مستجیربک یا رسول الله

وہ روانہ ہو کر رابغ میں پہنچا وہاں پانی کی قلت تھی اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا۔ راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی میں پانی کی تلاش سے تنگ آ گیا۔ اسی اثناء میں مجھے تمہارا قول

یاد آ گیا میں نے کہا

انا مستجیر بک یارسول اللہ

اسی حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی کہ تو اپنی مشک بھر لے میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گئی میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں سے آ گیا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۷۸۶)

(۳) ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی ذکر کرتے ہیں کہ ہم بحر عیذاب میں کشتی میں جدہ کو روانہ ہوئے سمندر میں طغیانی آ گئی ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا۔ جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے یا محمداہ یا محمداہ۔ ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص تھا وہ بولا حاجیو مت گھبراؤ تم بچ جاؤ گے کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو۔ مغربی کا قول ہے کہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق سمندر میں گھس گئے انہوں نے کشتی کے پتوار پر اپنا ہاتھ ڈالا اور کھینچتے رہے یہاں تک کہ خشکی سے جا لگے چنانچہ ہم صحیح و سالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم پر جا لگے۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۷۸۷)

(۴) علامہ نبہانی شواہد الحق میں عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔ پس مجھے آرام ہو گیا اور حضور کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(۵) علامہ نبہانی شواہد میں کتاب الاشارات الی معرفۃ الزیارات سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے مصنف شیخ ابوالحسن علی ابن ابی بکر السائح الہروی (م ۶۱۱ھ بحلب) کہتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر تونہ ہے وہاں مشہد نبی ﷺ اور مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں میں نے جزیرہ والوں سے ان کی مشاہد کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ نبی ﷺ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قصہ تفصیل طلب ہے پھر ایک خوبصورت شیخ کو بلا کر بتلایا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہو گیا تھا لوگوں نے اس کی بیماری سے ڈر کر اسے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا۔ ایک رات اس نے ایسا غل مچایا کہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور اسے تندرست کھڑا دیکھا جب اس کا حال دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس جگہ میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں یہاں مسجد بنواؤ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں بیمار ہوں لوگ میر

ی بات کا یقین نہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے علی اس کا ہاتھ پکڑ و حضرت علی نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا میں تندرست ہوکر کھڑا ہوگیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن نعمان مصنف مصباح الظلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے ہمارے استاد حافظ دمیاطی اور دیگر شیوخ اس قصہ کا ذکر فرماتے تھے اور اس کو صحیح بتاتے تھے یہ قصہ وہاں مشہور ہے اس مسجد کو مسجد النبی کہتے ہیں۔

(٦) علامہ نبہانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ناخداترس دشمن میرے اوپر ایسا افترا باندھا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور کے علاقہ میں بھیج دیا۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی جمعرات کا دن تھا جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادرکنی یارسول الله

مجھے نیند آ گئی آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور ﷺ سے استغاثہ کیا جمعہ کی شام ہی کو سلطان کی طرف سے تار آ گیا کہ مجھے بحال رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفتری کو رسوا کرے۔ والحمدلله رب العالمین

(٧) امام شرف الدین بوصیری (م ٦٩٤ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تصنیف یوں بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں بعض وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرضِ فالج میں مبتلا ہوا اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہوگیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور ﷺ کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا اور بتوسل حضور ﷺ بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے لئے دعا کی اور سو گیا میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سو گیا (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی ﷺ کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی حضور ﷺ نے اپنا دست شفاء میرے مفلوج حصہ پر پھیرا اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست وقوی پایا۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے میں نے کہا کہ آپ نے کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے جو تم نے بحالت مرض لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! رات کو یہی قصیدہ میں نے دربارِ نبوی میں سنا ہے جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اس کو سن سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی ہیں۔ حضور انور نے ان کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ

قصیدہ اس درویش کو دے دیا اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔ (عطر الوردہ ودیگر شروح قصیدہ بردہ شریف)

(۸) شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی (متوفی ۸۳۳ھ) اپنی مشہور کتاب حصن حصین من کلام سید المرسلین کے دیباچہ میں اپنے استغاثہ کا ذکر یوں کرتے ہیں جب میں اس کی ترتیب وتہذیب پوری کر چکا تو مجھے ایسا دشمن (امیر تیمور) نے طلب کیا کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو دفع نہیں کر سکتا تھا میں اس دشمن سے چھپ کر بھاگ گیا اور اس کتاب کو میں نے اپنا حصین بنایا میں نے حضور سید المرسلین کو خواب میں دیکھا میں بائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں حضور گویا فرما رہے ہیں کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک اُٹھائے میں دیکھ رہا تھا کہ آپ نے دعا مانگی پھر دست مبارک چہرے پر ملے یہ زیارت شب پنجشنبہ کو ہوئی اور شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث کی برکت سے جو اس کتاب میں ہیں مجھے اور مسلمانوں کو دشمن سے نجات دی۔ (حواشی حصن حصین)

(۹) فقیہ ابو اشبیلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل غرناطہ میں سے ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے اور شفاء سے مایوس ہو گئے۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ بحضور ﷺ لکھا اور اس مریض کی شفاء کے لئے اشعار میں حضور ﷺ سے توسل کیا یہ نامہ کسی کے ہاتھ میں مدینہ منورہ کو بھیج دیا گیا۔ جب وہ اشعار حضور ﷺ کے روضۂ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہو گیا نامہ لے جانے والے نے واپس آ کر اسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ (وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۴۳۰)

(۱۰) ابو محمد عبد اللہ بن محمد ازدی کحال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا بیان کرتا ہے کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہو گیا وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں اس کا کوئی واقف ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیونکہ رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور تین سو دینار زر فدیہ قرار دیا ہے مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقف نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے استغاثہ ہر جگہ مفید نہیں ہے مگر وہ نہ مانا جب مدینہ میں پہنچا تو روضۂ شریف پر حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور ﷺ سے توسل کیا اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن لوٹ جاؤ جب وہ واپس اپنے وطن آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا اس سے حال دریافت کیا تو بیٹے نے کہا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی وہ رات وہی تھی جس میں اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (شواہد الحق، تلک عشرۃ کاملہ)

نوٹ

آج بھی یہ سودا نقد نصیب ہوتا ہے لیکن عقیدتِ صالحہ بھی تو ہو۔ امام بوصیری کی عقیدت سامنے رکھ کر اپنے نبی پاک ﷺ سے استغاثہ کیجئے انشاء اللہ نقد انعام پائیں گے اس کے لئے

امتی جو فریاد کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی

ہائے وہ دل جو تیرے در سے پرارمان گیا

حل لغات

آہ کلمہ، افسوس، ہائے افسوس۔ تمنا، آرزو۔ پرارمان، ارمانوں سے بھرا۔

شرح

ہائے افسوس اپنی ان آنکھوں پر جو اپنی آرزوؤں کے دیکھنے میں ناکام ہی رہی ہیں، ہائے افسوس اس دل پر جو آپ کے سنگ در پر قدم بوسی کی حسرتیں حسرتیں رہیں وہ حسرتیں پوری نہ ہوئیں بلکہ ارمان بھرا دل ویسے ہی چلا گیا یہ اس عاشق کی حالت زار کا بیان ہے جو درِ اقدس پر حاضر تو ہو گیا لیکن دیدار سے سرشار نہ ہو سکا۔ بیمار عشاق میں سے یہاں ایک عاشق کا واقعہ حاضر ہے۔

ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور ﷺ کا نامِ اقدس لکھا دیکھا۔ یہودی نے بغض وکینہ سے اس نام پاک کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اس صفحہ پر پھر یہ نام اقدس چار جگہ لکھا دیکھا غصہ میں آکر اس نے اس نامِ پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔ تیسرے روز اس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نامِ اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے اس نے پھر یہ نامِ پاک سب جگہ سے کھرچ دیا۔ چوتھے دن اس نے اس نام کو بارہ جگہ لکھا دیکھا اب اس کی حالت بدلی اور اس نامِ پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ یہ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا مگر ادھر حضور ﷺ کا وصال پاک ہو چکا تھا جب یہ مدینہ پاک پہنچا تو اس کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت علی سے حضور ﷺ کے وصال کا علم ہوا۔ اب تو سخت بے چین ہوا اور حضرت علی سے کہنے لگا مجھے حضور کے بدن کا کوئی کپڑا نکال کر دکھایئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا ایک کپڑا مبارک اسے دیا اس یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر حضور ﷺ کے روضۂ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دعا کی کہ الٰہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے اتنا کہا اور حضور ﷺ

کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کیا۔(نزہۃ المجالس جلد۲صفحہ۱۴۴)

فائدہ

حضور ﷺ کا نامِ پاک کوئی لاکھ مٹانا چاہے اور کھرچنا چاہے مگر

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

حل لغات

معمور،آباد۔قربان،نچھاور۔

شرح

دل درحقیقت وہی دل ہے جو کہ اے حبیب ﷺ آپ کی یاد سے ہمیشہ آباد رہتا ہے ورنہ ایک عضو معطل بیکار گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور سر درحقیقت وہی سر ہے جو آپ کے قدموں پر نچھاور ہے۔

قلب حقیقی

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المرشد الامین صفحہ ۶۴ میں لکھتے ہیں

لفظ القلب وھو یطق علی معنیین احدھما اللحم او الثانی ھو لطیفۃ ربانیہ روحانیۃ ولھا لھذا اللحم وتصال ما وھو تعلق غامض لایدرک بالبیان بل تیوقف علی المشاھدۃ والعیان.

قلب کے دو معنی ہیں ایک گوشت کا لوتھڑا دوسرا ایک ربانی روحانی لطیفہ ہے ہاں اسے قلب سے ایک قسم کا تعلق ہے لیکن وہ مطلق ایک مخفی امر جسے بیان نہیں کیا جا سکتا ہے مشاہدہ و معائنہ سے سمجھا جا سکتا ہے۔

یہی قلب حقیقی جو صرف انسان کو نصیب ہے ورنہ وہ لوتھڑا تو ہر جانور میں ہے۔(ایضاً)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دل وہی حقیقی دل ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ کی یاد سے معمور ہے ورنہ وہ دل صرف گوشت کا لوتھڑا ہے اور بس۔اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا

نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی — جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

قرآن مجید

(۱)ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذین لایعقلون

(۲)ان الدواب عند الله الذین لایؤمنون

فائدہ

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام جانوروں سے اعدائے مصطفیٰ ﷺ کو بدترین کہا ہے۔

حدیث شریف

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ما من شئی الا ویعرفنی انی رسول الله الا مردة الجن والانس. (شفاء)

کوئی شے ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش انسان وجن کے۔

فائدہ

قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جسے رسول اللہ ﷺ سے صحیح تعلق نہیں وہ بدترین مخلوق ہے۔

نبی پاک ﷺ نے خوارج کی علامات بتا کر آخر میں فیصلہ فرمایا

ھم شر الخلق والخلیقه. (بخاری ومشکوٰۃ)

وہ تمام انسانوں اور جملہ حیوانوں سے بدتر ہے۔

حق بر حق

فقیر چند جانوروں کے نمونے عرض کرتا ہے جو حضور ﷺ سے کتنی نیازمندی اور عقیدت رکھتے ہیں۔

میمنہ کا عشق

سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک بکری کا بچہ تھا جب حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما ہوتے تو وہ نہ اچھلتا کودتا اور نہ ہی حرکت کرتا بلکہ آپ کی تعظیم وتکریم کی وجہ سے کھڑا رہتا۔

فائدہ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جانور کا اپنی فطرت کے خلاف حضور سرورِ عالم ﷺ کی تعظیم وادب میں ٹھہرا رہنا اور کوئی حرکت نہ کرنا آپ کا معجزہ ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

یہ ادا ادب اور تعظیم عشق سے ہوتی ہے ورنہ

بے عشق محمد (ﷺ) پڑھاتے ہیں بخاری

آتا ہے بخاران کو بخاری نہیں آتی

بکری سجدہ گزار

حضور سرورِ عالم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک شخص انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم پر زیادہ آپ کی تعظیم واجب ہے ہم بھی آپ کو سجدہ کریں آپ نے فرمایا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ (رواہ احمد و بزار، الکلام المبین صفحہ ۱۴۹)

شیر کی غلامی اور عشق

امام ابو نعیم و بیہقی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی میں سوار ہوا کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر بہتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا اور میرا شیر سے سامنا ہوا۔ میں نے شیر کو دیکھا تو اس سے کہا

یا ابا الحارث انا سفینة مولی رسول الله ﷺ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۵)

اے ابو الحارث میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔

حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر شیر دم ہلانے لگا پھر میرے ساتھ چلا اور مجھے مکہ کے راستہ پر کھڑا کر دیا۔ جب میں روانہ ہوا تو شیر گرجنے لگا گویا مجھے الوداع کر رہا تھا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں یہ ہے کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور کفار نے آپ کو گرفتار کر لیا جس وقت آپ جیل سے بھاگے تو راستہ میں شیر مل گیا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت سفینہ کا دو مرتبہ شیر سے سامنا ہوا ہو اور آپ دونوں مرتبہ یہ کہہ کر چھوٹ گئے ہوں کہ میں سید المرسلین ﷺ کا غلام ہوں۔ بہر حال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور تو حضور ہیں آپ ﷺ کے غلام بھی شیروں پر حکومت کرتے ہیں ان کو شیروں پر شرف حاصل ہوا جو بنا ادنیٰ سگ کوئے حبیب۔

بکریوں پر نظر کرم

جن دنوں حضور سرورِ عالم ﷺ اہل خیبر سے جنگ میں مصروف تھے۔ ایک شخص آکر مسلمان ہوا اور وہ خیبر والوں کی بکریاں چراتا تھا اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ان بکریوں کو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان کے منہ پر کنکریاں

مار دے اللہ تعالیٰ تیری امانت ادا کر دے گا اور ان سب بکریوں کو اپنے اپنے گھر پہنچا دے گا سو اس شخص نے ویسا ہی کیا اور وہ سب بکریاں اپنے اپنے گھر پہنچ گئیں۔ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ، الکلام المبین صفحہ ۱۵۰)

فائدہ

وہ کنکریاں کیا تھیں نبی پاک ﷺ کی نظر عنایت تھی جو بکریوں پر پڑ گئی تو وہ بلا خطر و خوف مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

پرندے کی عقیدت

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کسی جنگل میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے نعلین مبارک اتار دیں پھر ایک نعلین پہن لی۔

فجاء طیرنا خذالخف الاخر فحلق به فی السماء فاثل منه اسود سالغ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

ایک پرندہ آیا اور وہ حضور کی نعلین مبارک کو لے اڑا اور اس سے ایک کالا سانپ نکلا۔

چڑیا کا استغاثہ

بیہقی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے پھر ہمارا ایک درخت سے گزر ہوا جس میں چڑیا کے بچے تھے ہم نے ان بچوں کو اُٹھا لیا ہم نے دیکھا کہ وہ چڑیا حضور ﷺ کے ارد گرد پھرنے لگی (یعنی فریاد کرنے لگی)

فقال من فجع بفرخیها قلنا نحن قال ردوها. (دلائل النبوۃ، بیہقی، خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۳)

حضور نے فرمایا کہ اس چڑیا کے بچوں کو کس نے تکلیف پہنچائی ہم نے عرض کی ہم نے فرمایا کہ اس کے بچے واپس کر دو۔

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد

اسی در پہ شترانِ ناشاد گلہ رنج وعنا کرتے ہیں

کبوتر کی محنت

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظّمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے

ان حمام المکة اظلت النبی ﷺ یوم فتحها ندعا بالبرکة. (شفاء)

تو مکہ معظّمہ کے کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا حضور ﷺ نے کبوتروں کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

اونٹ سجدہ ریز

امام احمد و ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے

فجاء بعير فسجدله

اتنے میں ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کے سجدہ کیا۔

بکریاں ساجد

امام ابونعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے۔

وفی الحائط غنم فسجدن له. (خصائص جلد۲ صفحہ ۵۹)

اس باغ میں بھیڑیں تھیں سب نے آپ کو دیکھ کر آپ کو سجدہ کیا۔

اونٹ کا سجدہ

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن اوفی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم دربارِ رسالت میں حاضر تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا۔عرض کی حضورﷺ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرے ہاتھ نہیں آتا حضورﷺ اس شخص کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ صحابہ نے عرض کی سرکار یہ اونٹ بہت شریر ہے اس کے قریب نہ جایئے لیکن جب حضورﷺ اس کے قریب ہوئے

فلما رای البعیر سجدله

تو اونٹ نے آپ کو دیکھ کر سجدہ کیا۔

آپ نے اونٹ کو نکیل ڈال دی۔

مستانہ اونٹ

امام احمد و ابونعیم حضرت بریدہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری اپنے اونٹ کی شکایت لے کر دربارِ نبوت میں حاضر ہوا عرض کی سرکار ہمارا اونٹ پاگل ہوگیا ہے اور ہم میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کے قریب ہوں یا نکیل ڈالیں۔حضورﷺ اس انصاری کے ہمراہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔

فلمارای الجمل جاء الیه و سجدفاخذ النبی ﷺ براسه فخطمه.(خصائص جلد۲)

اونٹ نے حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا آپ نے اسے سر سے پکڑ کر نکیل ڈال دی۔

اونٹ عشق کا بندہ

امام احمد حضرت جابر سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کے ہمراہ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا جو بھی اس باغ میں داخل ہوتا اسے کاٹتا تھا۔

فاتاه النبی ﷺ فدعاه فجاء واضعا مثفرة فی الارض حتی برک بن یدیه

جب حضور ﷺ اس کے قریب گئے تو اونٹ سربسجود حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

انتباہ

صحابہ کرام اونٹ کی شکایت حضور ﷺ سے کر رہے ہیں حالانکہ صحابہ کرام جانتے ہیں کہ اونٹ حیوان ہے، فہم وادراک کا مالک نہیں ہے۔ صحابہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حیوانات حضور کے غلام ہیں اور جانور بھی اس مقدس رسول کی عظمت و بزرگی کا احساس رکھتے ہیں اگر یہ نہیں تو دربارِ نبوی میں اونٹ کی شکایت کے کیا معنی ہیں۔

اونٹ فریادی

امام ابونعیم بیہقی حضرت عبداللہ بن جعفر سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا

فلمارای النبی ﷺ حن الیه وزرفتا عیناه. (خصائص جلد ا صفحہ ۵۶)

جب حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

پھر حضور ﷺ نے اس اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔

سرقربان

امام ابونعیم و طبرانی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ باہر تشریف لائے اتنے میں ایک اونٹ آیا اس نے آپ کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے۔

خدم موالیه اربعین سنتة حتی اذا کبرزاولی عمله ونقص فی علفه حتی اذا کان لهم عرس اخذا الشفاوینحروه. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۵۷)

اس کی شکایت یہ ہے کہ اس کے مالک نے اس سے چالیس برس تک خدمت لی جب یہ بوڑھا ہو گیا تو اس کے چارے میں کمی اور کام میں زیادتی کر دی آج اس مالک کے گھر شادی ہے وہ اسے ذبح کرنا چاہتے تھے کہ یہ میرے پاس فریاد لے کر آ گیا۔

پھر آپ نے اونٹ کے مالک کو بلایا مالک نے اونٹ کی شکایت کی تصدیق کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے لئے چھوڑ دو یعنی ذبح نہ کرو۔

ھرن کی فریاد

امام ابونعیم حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ کا ایک جنگل سے گزر ہوا ایک ہرنی نے پکارا یا رسول اللہﷺ آپ نے فرمایا کیا چاہتی ہے۔ ہرنی نے عرض کی

ان لی خشین فی ھذا الجبل فحلنی حتی اذھب فارضھا فاطقھا فذھبت ثم رجعت.

(خصائص جلد۲صفحہ ٦١)

سرکار اس پہاڑی میں میرے دو بچے ہیں مجھے شکاری نے گرفتار کرلیا ہے آپ مجھے اپنی ضمانت پر چھوڑ دیجئے میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضورﷺ نے اس کو آزاد کر دیا ہرنی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔

پھر آپ نے ہرن کو بدستور سابق باندھ دیا اتنے میں شکاری جو سو رہا تھا وہ بھی بیدار ہوگیا۔ حضورﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے حضورﷺ نے فرمایا اس ہرنی کو آزاد کردے اس نے آزاد کردیا۔ ہرنی کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کی طرف روانہ ہوئی۔

میرے کریم نہ آ ہو کو قید دیکھ سکے ۔۔۔ عبث اسیر الم انتظار کرتے ہیں

فائدہ

جانور بھی حضور اکرمﷺ کو مشکل کشا، دافع البلاء سمجھتی ہیں اور آپ کی عزت وعظمت و بزرگی کا انہیں بھی احساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مشکل پڑتی ہے بلا میں مبتلا ہوتے ہیں تو دربارِ رحمت للعالمینﷺ میں حاضر ہو کر حضورﷺ سے دستگیری چاہتے ہیں۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں ۔۔۔ بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

ایک بیدم ھی نھیں

امام ابونعیم وطبرانی حضرت عبداللہ بن قرط سے روایت کرتے ہیں کہ عیدالضحیٰ کے دن حضورﷺ کی خدمت میں چند اونٹ ذبح کرنے کے لئے لائے گئے۔

فطفق یذولفن باتین بداء. (خصائص جلد۲)

تو ہر ایک اونٹ اچھل کر آپ کے نزدیک ہوتا تھا کہ اسے آپ پہلے ذبح فرمائیں۔

فائدہ

یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ دو عالم کے سردار کے دست اقدس میں چھری ہوگی اور ہر اونٹ محبوب دلنواز کے دست ناز سے

ذبح ہونے کے لئے اپنا سر خود جھکا رہا ہو۔

ہرایک کی آرزو ہے کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں　　　تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عید قربان میں

گدھا کی عقیدت

ابن عساکر ابن منظور سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور ﷺ سے ایک سیاہ رنگ کے گدھے نے کلام کیا آپ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ گدھے نے عرض کی میرا نام یزید ابن شہاب ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے سب انبیاء کرام کے مرکب بنے اب چونکہ میرے دادا کی نسل سے میں ہی باقی ہوں اور آپ کے بعد بھی کوئی نبی نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سرکار مجھ پر سواری فرمائیں اس سے قبل میں ایک یہودی کے پاس گیا۔ جب وہ مجھ پر سوار ہوتا تو میں اس کو قصداً گرا دیتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور چابک مارتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام یعفور ہے۔

فکان رسول اللہ ﷺ یبعث بہ انی یا بالرجل فیاتی الباب فیقرعہ براسہ فاذا خرج الیہ صاحب الدار اومی الیہ براسم ان رجب رسول اللہ ﷺ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۴)

حضور ﷺ کو جب کسی شخص کو بلانا منظور ہوتا تو اس گدھے کو بھیجتے یہ جاتا اور اپنے سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا جب وہ آدمی باہر نکلتا تو اشارے سے سمجھاتا کہ تجھے سرکار یاد فرمارہے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس گدھے نے آپ کے غم میں بنی ہاشم کے کنویں میں گر کر جان دے دی۔

گوہ مانتی ہے کھانے والے نہیں مانتے

امام ابو نعیم و بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ محفل صحابہ میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی گوہ کا شکار کر کے لایا اور عرض کرنے لگا مجھے لات و عزیٰ کی قسم میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ سے کلام نہ کرے۔

حضور ﷺ نے گوہ سے فرمایا تو کسے پوجتی ہے۔ گوہ نے بزبانِ فصیح کہا اس کو جس کا آسمان پر عرش ہے زمین پر حکومت ہے، سمندر میں راستے ہیں، جنت میں رحمت اور دوزخ میں عذاب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں گوہ نے عرض کی

انت رسول رب العالمین و خاتم النبین قدافلع من صدقک و قد خاب من کذبک فاسلم الاعرابی. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۵)

آپ رب العالمین کے آخری رسول ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارے میں رہا چنانچہ اعرابی ایمان لے آیا۔

بھیڑوں کی فریاد

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا

هذا وافد الذباب جاء اليكم ان تجعلو من اموالكم شيئا. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۲)

یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو۔

امام ابو نعیم عبداللہ بن خطب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر تھے ناگاہ ایک بھیڑیا آیا اور حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو تاکہ پھر یہ کسی دوسرے جانور کا شکار نہ کریں اور اگر تم چاہو تو یونہی رہنے دو جس پر ان کا قابو چلے وہی ان جنگلی درندوں کا رزق ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کی

مانطيب انفسنا بشيئ فاوحى باصالعه الثلاث فولى. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۳)

حضور ہمارا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لئے حصہ مقرر کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ نے تین انگلیوں سے بھیڑے کو اشارہ کیا وہ چلا گیا۔

فائدہ

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصہ فرما دیتے تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے مگر صحابہ نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے ان درندوں کا حصہ مقرر کر دیا جائے اس لئے حضور ﷺ نے جنگلی درندوں کو اجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے شکار کر لو۔

بھیڑئیے کی بھی سنو

امام احمد وابن سعد و بزار و حاکم و بیہقی و ابو نعیم یہ تمام جلیل القدر محدثین حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑے سے بکری چھڑا لی بھیڑیئے نے کہا خدا نے مجھے رزق دیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا عجیب بات ہے کہ حیوان کلام کر رہا ہے بھیڑے نے کہا عجیب بات تو یہ ہے کہ

رسول الله بین الحترین بحدث الناس بانباء ماسبق(وفی واینه)یخبرکم یمامفی وبما ھو کائن بعدکم.

ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک رسول پیدا ہوئے ہیں جو زمانہ آئندہ جو گذشتہ کی خبریں سناتے ہیں۔

یہودی بھیڑیئے کے کہنے پر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا

صدق صدق. (خصائص کبریٰ جلد۲صفحہ ۶۱)

اس نے سچ کہا دو بار فرمایا۔

دوسرا مصرعہ

سر بھی وہی حقیقی سر ہے جو حضور نبی پاکﷺ کے نام پر فدا ہے ورنہ وہ چند ہڈیاں اور چمڑہ ہے جسے آگ میں ڈال دیا جائے تو اسی میں بھلائی ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عملی طور پر فدا کر دکھلایا لیکن فقیر چند بے جان درختوں وغیرہ کی مثالیں قائم کرتا ہے کہ وہ کس طرح حضورﷺ پر قربان تھے۔

طوافِ اشجار

حدیث شریف میں ہے کہ آپ سفر کے دوران ایک مقام پر قیام فرمایا اور سو گئے

فجاء ت شجرة تشق الارض وطافت به. (حجۃ الاسلام،صفحہ ۴۴۳)

تو درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور آپ کے گرد طواف کیا۔

جب آپ بیدار ہوئے میں نے درخت کا حال سنایا آپ نے فرمایا یہ وہ درخت تھا جس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اسے اجازت ملی تو آیا یہ طواف اس کا سلام تھا۔ (رواہ احمد وطبرانی)

غلامی اشجار

امام ابو نعیم حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں ایک اعرابی آیا اور اسلام لانے کے بعد اس نے عرض کی رسول اللہﷺ مجھے کوئی نشان دکھایئے تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ حضورﷺ نے فرمایا تو کیا نشان چاہتا ہے عرض کی اس درخت کو بلایئے حضورﷺ نے فرمایا جا تو ہی ان درختوں کو بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گیا اور کہا

اجبی رسول اللهﷺ فمالت عن جوانبها وقطعت عروقها حتی اتت النبیﷺ وقالت السلام علیک یارسول الله. (خصائص جلد۲،صفحہ ۳۵)

تمہیں حضورﷺ بلاتے ہیں درخت نے اپنی جڑیں زمین سے نکالیں پھر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کیا السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ۔

پھر حضور ﷺ نے درختوں سے فرمایا

ارجعي فرجعت فجلست علي عروقها. (حوالہ مذکور)

واپس چلے جاؤ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی

ایذن نی یارسول الله ان اقبل راسک ورجلیک فعمل

یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سراقدس اور پائے مبارک کو بوسہ دوں۔حضور ﷺ نے اجازت دی اس نے قدم پاک چوم لئے۔

فائدہ

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے قدم چومنا جائز ہے بدعت نہیں ہے اگر کسی کے قدم چومنا بدعت ہوتا تو حضور ﷺ اعرابی کو کبھی اجازت نہ دیتے۔

درختوں کی اطاعت

امام بیہقی وابونعیم حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے اعرابی ملا اسے آپ نے دعوتِ اسلام دی اس نے عرض کیا آپ کی رسالت کا گواہ کون ہے؟ فرمایا یہ درخت

خدعا ها رسول الله فاقبلت تجدالارض حتی جات بین یدیه فاستهشد هاثلاثا.

(خصائص جلد ا صفحہ ۳۶)

خوشہ نخل کی غلامی

ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا پھر آپ نے اسے بلایا

فجعل ینزل من النخلتس حتی سقط الی النبی ﷺ ثم قال ارجع فعادفا سلم الاعرابی.

(خصائص جلد ۳ صفحہ ۲۷)

وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی طرف مائل ہوا پھر حضور نے اسے واپسی کا حکم دیا وہ واپس ہوا اور اعرابی اسلام لے آیا۔

درخت سجدہ ریز

خوشہ فرماوالی حدیث جودوسرے طریق سے مروی ہے اس میں یہ لفظ اور زیادہ ہیں کہ

حتی سقط علی الارض وھو یسجدویرفع. (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰وشرح دلائل الخیرات)

وہ درخت زمین کی طرف گرااور اس نے حضورﷺ کوسجدہ بھی کیا۔

اشجار وحجار کا سلام

امام ترمذی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں تھے حضورﷺ کسی طرف روانہ ہوئے

فمااستقبلہ جبل ولاشجر ولامدرہ الاھویقول السلام علیک یارسول اللہﷺ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰)

تو جوبھی درخت، پہاڑاور پتھر سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا السلام علیکم یارسول اللہﷺ۔

حجر وشجر کا سلام اور نقد جواب

ابونعیم وبزار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضورﷺ نے فرمایا جب اللہ نے محمدﷺ کووحی فرمائی تو

لاامر بحجر والا شجار وقال السلام علیک یارسول اللہﷺ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۴۴۰)

جس پتھر سےاور درخت سے گزرتا وہ مجھے عرض کرتا السلام علیک یارسول اللہﷺ۔

امام ابونعیم نے فرمایا کہ مروی ہے کہ آپ انہیں سلام کا جواب عنایت فرماتے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حل لغات

للہ الحمد، خدا کا شکر ہے۔

شرح

صرف اللہ کے حبیبﷺ ہی کو پہچانا اور انہیں کو ہر کام میں اپنا پیشوا مانا اور غیروں نہ کوئی لگاؤ رکھا نہ کوئی تعلق قائم کیا ۔خدا کا شکر ہے کہ آج میں دنیا کو ایسی حالت میں خیر باد کہہ رہا ہوں کہ میں پکا سچا مسلمان ہوں اس کے لئے توحید الٰہی یہی ہے کہ اللہ کے رسول کو جانا اور مانا جائے اس میں ان بدمذہبوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کسی کو جاننا اور ماننا

نہیں چاہیے کیونکہ حضور کا ماننا اور جاننا ہی اللہ کا ماننا اور جاننا ہے۔تصدیق رسالت توحید الٰہی سے الگ نہیں ہوسکتی۔کلمہ توحید
اشھدان لاالہ الا للہ و اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

ایمان کی تعریف

شرح عقائد نسفی میں ایمان کی تعریف میں لکھا

الایمان هو التصديق بماجاء به رسول اللهﷺ

ایمان اس کا نام ہے جو کچھ رسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں اسی کی تصدیق کرنا (اور زبان سے اقرار کرنا)

ایمان کی اس تعریف سے ثابت ہوا کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے کہ مومن ہے وہی جو صرف اور صرف رسول اللہﷺ کو جانے اور مانے اللہ تعالیٰ کا ماننا بھی حضورﷺ کے ماننے پر موقوف ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

من يطع الرسول فقد اطاع الله. (پارہ ۵)

جو رسول اللہﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حل لغات

نجدیو، نجدی کی جمع، نجد کا رہنے والا ، شیخ نجدی شیطان ملعون کا لقب ہے (غیاث) یہ ایک مذہب بن گیا ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اپنے آپ کو پیروکار سمجھتے ہیں جو شعائر اسلام کو مٹانے کی اپنی پوری زندگی بھرپور کوشش کرتا رہا ہے اس سلسلہ میں انبیاء، اولیاء، علماء وصلحاء کی شان میں بڑی گستاخیاں بھی کیں اور آج بھی نجدی، وہابی، دیوبندی گروہ آقا و مولیٰ، شہنشاہ کونین اور اولیاءِ کرام کی شانِ رفیع میں بکواس کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو توحید پرست بتاتے ہیں۔

شرح

اے گم کردہ راہ نجدیو وہابیوں! دیوبندیوں! میرے آقا و مولیٰ قاسم نعمتﷺ کی اپنے اوپر عنایتیں اگر نہیں مانتے تو نہ مانو مگر ذرا سنو تو سرکار کے دیگر احسانات کو تو چھوڑو تم جو آج تک کلمہ پڑھتے اور پڑھاتے ہو اور لوگوں کو باور کراتے پھرتے ہو کہ ہم سچے پکے مسلمان ہیں تو آخر یہ بھی تو سرکارِ دو عالمﷺ ہی نے تمہیں سکھایا ہے کیا اتنی کھلی ہوئی احسان فراموشی کی کوئی گنجائش ہے اگر نہیں تو اللہ کے حبیب کا مقام وعظمت اور وقار پہچانو اور توحید پرستی کے زعم میں حبیب خدا کی توہین سے باز آجاؤ۔

تعارف

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس فرقہ کو خطاب کیا ہے وہ نجدی ہے جنہیں عرفِ عام میں وہابی کہا جاتا ہے اس کی ذیلی جماعت دیوبندی ہے جو خود کو حنفی ظاہر کرتے ہیں اور در حقیقت وہ بھی وہابی ہیں۔ اس نجدی وہابی کا بانی انگریز کا تیار کردہ ایک چوٹی کا فتنہ انگریز محمد بن عبدالوہاب نجد کا باشی تھا جس نے فتنہ کی خبر حضور سرورِ عالم ﷺ نے صدیوں پہلے دی تھی اسی انگریز نے ترکوں کے خلاف تیار کیا جن کی تفصیل ''انگریز جاسوس'' کی تحریر ''ہمفرے کے اعترافات'' میں ہے۔ مذہبی لحاظ سے سخت خطرناک تھا اس کے تعارف اور اس کے غلط عقائد کی کتابیں شائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ مختصراً یہاں دیوبندی فرقہ کے شیخ الاسلام حسین احمد کانگریسی عرف مدنی کی کتاب ''شہاب ثاقب'' کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) شانِ نبوت وحضرتِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ (الشہاب صفحہ ۴۷)

(۲) نجدی اور اس کے اتباع (ماننے والوں) کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانے تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (الشہاب صفحہ ۴۵)

نجدی حوالے

خود محمد بن عبدالوہاب کی اپنی تحریر و تصنیف کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

نبی کریم سے توسل ناجائز

فلو جاز ان یتوسل عمر و اصحابه بذات النبی ﷺ وفاته لما صلح منهم بعدلوا عن النبی ﷺ الی العباس علم ان التواسل بالنبی ﷺ بعد وفاته لیجوز.

پس اگر حضرت عمر اور صحابہ کا نبی ﷺ کی ذات سے آپ کے انتقال کے بعد توسل کرنا جائز ہوتا تو حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عباس کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو آپ کی وفات کے بعد وسیلہ بنانا جائز نہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حل لغات

لے ان کی پناہ، ان کا سہارا لے لو، عافیت حاصل کرلو۔ اگر مان گیا، اگر تو مان گیا، تو نے تسلیم کرلیا۔

شرح

اے منکرین فضائل حبیب خدا حضورﷺ تو کائنات کے لئے سراپا سہارا بن کر تشریف لائے حضور جس طرح قبل وصال انس وجن، چرند و پرند، حیوانات و جمادات، حور و غلماں، ملک و فلک سبھی کے لئے سہارا تھے۔ اسی طرح بعد وصال بھی قیامت تک سہارا ہیں اور کائنات عالم کو مسلسل قیامت تک سہارا دیتے رہیں گے۔ دنیا کی زندگی میں اگر سرکار کی مدد وشفاعت کے قابل بن کر رہوں گے تو کل قیامت میں یقیناً سرکارﷺ شفاعت مدار شفیع و مددگار ہوں گے لہٰذا آج کی زندگی میں اس محبوبﷺ کا سہارا اور ان کی مدد اغثنی یارسول اللہﷺ کہہ کر مانگو اور جان و دل سے اس بات کے قابل ہو جاؤ کہ سرکار سہارا اور مدد دے سکتے ہیں اور قیامت تک دیتے رہیں گے۔ یہ بات تمہارے مشاہدہ میں آئے یا نہ آئے مگر حقیقت پر مبنی ہے جس کا مرنے کے بعد کل قیامت میں تم مشاہدہ ضرور کرو گے اس وقت تو تم ماننے پر مجبور ہو گے اور حضور کے سہارا اور ان کی مدد بھیک مانگنا شروع کردو گے لیکن اس وقت حضور تمہیں سہارا و مدد دینے پر رضامند نہ ہونگے کیونکہ وقت نکل چکا ہوگا اور تم میدانِ حشر میں بالکل بے سہارا اور بے یار و مددگار مارے مارے پھرو گے۔

قرآن مجید

ولو انهم اذ ظلموا نفسهم جاؤک فاستغفر واالله واستغفر لهم الرسول لوجد واالله توابا رحيما.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

پھر جب غلطی کرنے والے کسی جرم یا گناہ کے مرتکبین بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر ہوگئے تو اللہ کریم نے اپنے محبوب پاکﷺ کو فرمادیا کہ ایسوں کو رحمت و بخشش کی نوید سنادیں۔ سورۃ الانعام میں ہے

واذجاء ک الذين يومنون بايتنا فقل سلم عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء م بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم. (پارہ ۷، سورۃ انعام، رکوع ۲)

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جو مومن اپنی غلطیوں پر شرمندہ توبہ کرتا ہوا آستانہ مصطفیٰﷺ پر حاضر ہوگا اسے حضورﷺ کی جانب سے

السلام علیکم کا تحفہ نصیب ہوگا تو اس کی بخشش وغفران میں کیا شک رہ جائے گا وہ شخص تو بہت خوش قسمت ہے جسے مدینۃ النبی ﷺ میں حاضری نصیب ہو اور وہ وہاں سے سرکار ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز حاصل کرلے لیکن جب تک وہاں حاضری کی تمنا پوری نہ ہو غلطی کے مرتکب مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دربارِ مصطفوی میں حاضر تصور کر کے خشوع وخضوع اور محبت وعقیدت کے ساتھ درودوسلام کا نذرانہ پیش کرے۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ سرکار اپنے محبّ امتی کے درود وسلام کا جواب عطا فرماتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے بھی آپ ﷺ کو حاضر جان کر عرض کرے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نقد جواب پائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

احادیث مبارکہ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ما من احد يسلم على الا رداالله على روحى حتى ارد عليه السلام. (رواہ ابوداؤد، البیہقی فی الدعوات الکبیر، مشکوٰۃ شریف صفحہ ٨٦)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر کوئی سلام نہیں پہنچاتا مگر اللہ مجھ پر میری روح واپس لوٹا تا ہے حتی کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

صلوٰۃ وسلام عرض کرنے والا خواہ قبر انور پر حاضر ہو یا دنیا کے کسی خطہ میں ہو سرکار سنتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

ازالہ وھم

یہاں روح لوٹانے سے توجہ مراد ہے کیونکہ وہ جانِ جہاں ہیں جن سے جہاں عالم قائم ہے۔ حضور تو بحیاتِ دائمی زندہ ہیں اسی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود شریف پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا ہوں ورنہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح اقدس نکلتی اور جسم اطہر میں داخل ہوتی ہے خیال رہے حضور ایک آن میں درودوسلام خوانوں کی طرف توجہ یکساں رکھتے ہیں سب کے ساتھ کا جواب دیتے ہیں۔ ایسے ہی بیک وقت یا ایک ہی وقت میں سارے عالم پر توجہ کر لیتے ہیں، ایسے ہی آسمانِ نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درودوسلام سن لیتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی کیوں ہو جبکہ آپ مظہر ذاتِ کبریا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں ہر ایک کا درود شریف سنتا ہوں اور قیامت تک سنتا رہوں گا۔

وقيل لرسول الله ﷺ ارايت صلوة المصلين عليک ممى غاب عنک ومن ياتى بعدک ماحالهما

عندک فقال اسمع صلوۃ محبتی و عرفھم وتعرض علی صلوۃ غیرھم عرضاہ.

(دلائل الخیرات صفحہ ۲۹ مطبوعہ تاج کمپنی)

اورعرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان لوگوں کے درود وسلام کو جانتے ہیں جو آپ سے غائب ہیں یا ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ میں اہل محبت کا درود وسلام خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں ہاں جوان کے غیر ہیں ان کا درود وسلام پہنچایا جاتا ہوں۔

اس حدیث پر تبصرہ وتنقید اور تائید وتوثیق ہم نے دوسرے مقام پر لکھی ہے۔ شعر کا مطلب واضح ہے کہ دنیا میں جس نے سرکارِ مدینہ ﷺ کا دامن تھا وہ دارین میں فلاح پا گیا اور جو محروم رہا تو قیامت میں مجبوراً دامنِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچنے کی کوشش کریگا لیکن اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوگا نہ ہی رسول اکرم ﷺ گلے لگائیں گے جیسے بخاری ومسلم ودیگر صحاح ستہ کی روایاتِ صحیحہ میں ہے کہ حضور ﷺ منکرین شفاعت کو "سحقاً، سحقاً" دور ہوجاؤ فرمائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آج دنیا میں جو شفاعت کا منکر ہے اسے قیامت میں شفاعت نصیب نہ ہوگی تفصیل دوسرے مقام پر آ گئی ہے۔

اف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

حل لغات

اف، کلمہ تحقیر وکراہت، افسوس۔ رے، ارے کا مخفف برائے ندا، جیسے اللہ رے، ہائے رے۔ جوش، تعصب، تعصب کا جوش، تعصب کی زیادتی وفراوانی۔ بھیڑ، انبوہ، مجمع۔

شرح

ہائے رے منکر مدد وشفاعت آخر حضور کے فضائل سے انکار اور تعصب کی زیادتی وفراوانی یہاں تک بڑھ گئی آخر اس دنیا کی بھری سبھا میں اس بدنصیب کے ہاتھ سے ایمان جیسی دولت بھی چھن گئی اے منکرو! یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ حضور ﷺ کے فضائل ومناقب کو شرک وکفر اور بدعت ہونے کی نگاہ سے دیکھا "اور خود کردہ را علاجے نیست" کے مصداق نتیجہ یہ نکلا کہ تم بے ایمان ہو گئے۔

فراست رضوی

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گستاخوں کی ایک گندی عادت کی علامت اور اس کی بدبختی انجامِ بدا پنی فراست سے ایسے بہترین انداز میں ظاہر فرمایا ہے کہ آج اسے ہر معمولی سمجھ والا سنی مسلمان یقین کر سکتا ہے کہ امام اہل

سنت نے جو کچھ فرمایا حق فرمایا وہ یہ کہ یہ لوگ توحید کا نام لے کر مقربانِ الٰہی سے عداوت اور رسالت کی عظمت اور مرتبہ ومقام کو مضمحل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں تجربہ شاہد ہے کہ ان کا مقصد تو ہوتا ہے توحید اجاگر کرنا اسی لئے تعظیم وتکریم انبیاء واولیاء اوران سے عقیدت ومحبت اور عشق ان کے نزدیک فسق وضلالت بلکہ شرک سمجھا جارہا ہے۔ پھر اسی توحید کے نشہ میں آکر فضائل وکمالات بلکہ اکثر معجزات کو شرک کے خطرہ سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں پھر اس پہ نازاں ہوتے ہیں کہ وہ پکے موحد ہیں حالانکہ انکارِ معجزات وکمالات وفضائل سے وہ ملحد بن بیٹھے اس طرز اور روش اور صرف توحید پر ڈٹ جانا اور عظمت انبیاء واولیاء کو شرک سمجھنا ابلیس کا کارنامہ ہے۔ صرف اسی توحید کے عقیدہ میں راسخ الاعتقادی کی بنیاد پر کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو لائق ہے اس کے غیر کو سجدہ حرام حالانکہ اللہ نے ہی حکم فرمایا تھا صرف اسی لئے کہ انہیں یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ اس کے محبوبوں کی تعظیم وتکریم بھی عین توحید ہے لیکن ابلیس نے تعظیم غیر اللہ کو شرک کہہ کر ٹھکرا دیا نہ صرف اس وقت بلکہ آج تک اسی توحید کے اپنے فاسد نظریہ پر بضد ہیں۔ چنانچہ روح البیان اور روض الریاض وغیرہ میں ہے کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی میری معافی کی صورت ہوسکتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا دوسرے دن جب ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو جواب کا تقاضہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو معافی مل سکتی ہے اس پر ابلیس نے کہا میں نے تو زندہ کو سجدہ کرنا توحید کے منافی سمجھا تو اب مردے کو کیسے سجدہ کرسکتا ہوں۔

انتباہ

گویا وہ مزار کی حاضری اور بعد وصال بندۂ خدا کی تعظیم کو شرک سمجھا یہی کیفیت دورِ حاضرہ کے توحیدی کو دیکھ لیں کہ وہ ہزاروں میل بستر سر پر رکھ کر ہزاروں دکھ اُٹھا کر توحید کی تبلیغ کرنے کے لئے دردر کے دھکے کھائے گا لیکن ایک فرلانگ پر کسی ولی اللہ کے مزار پر نہیں جائے گا۔ زیارت القبور کی حدیث کو صحیح ماننے کے باوجود مزار پر جانا شرک سمجھتا ہے بلکہ جانے والے اہل سنت کو مشرک کہتا ہے۔

ابلیسی توحید کے حامل افراد کا کردار بھی اسی قسم کا ہے۔ ابلیسی توحید کے مریض مقبولانِ بارگاۂ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کے فضل وشرف مرتبہ ومقام کی عظمت کے اقرار کو توحید کے منافی سمجھتی ہے۔ توحید کا نام لے کر رسالت سے نفرت دلاتے ہیں لیکن وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ توحید کی نعمت زبانِ رسالت ہی ہے اگر رسالت کی زبان نہ کھلتی تو ہمیں توحید کہاں نصیب ہوتی حق ہے کہ توحید کی نعمت جو ہمیں ملی وہ نطق رسول امی کی رہین منت ہے۔ سید الانام کی عظمت کو گھٹانا سخت قسم کی بے دینی اور گمراہی ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا حالانکہ سجدہ کا حکم رب العالمین نے دیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ عبادت کا نہیں تعظیم کا سجدہ تھا غیر اللہ کو سجدہ عبادت واقعی شرکِ جلی ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے عزت وکرامت سے نواز دے ابلیس کی بنیادی غلطی یہی تھی کہ اس نے حکم الٰہی کی بجا آوری سے انکار کر دیا تھا۔

توحید کے نشہ میں توہین رسالت

فقیر کے اکابر اہل سنت نے توحیدیوں کی گستاخیوں پر بہت کچھ لکھا ہے ان کے فیض وبرکت سے فقیر نے چند رسائل وکتب لکھے ہیں مثلاً ''دیوبندی وہابی کی نشانی'' اور'' دیوبندی بریلوی فرق'' اور'' گستاخوں کا بُرا انجام'' وغیرہ۔ چند اقتباسات توحید کے گھمنڈ بازوں کے ملاحظہ ہوں۔

حوالہ نمبرا

نماز میں حضور ﷺ کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔(صراط مستقیم، مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

نشہ توحید

یہ اس ارادہ پر لکھ مارا کہ نماز خدا کی اس میں رسول کا خیال بُری بات ہے۔(معاذاللہ)

حوالہ نمبر ۲

میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور دیکھا حضور ﷺ گرے جارہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا۔(بلغۃ الحیر ان، بشرات مولوی حسین علی واں بھچراں شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی)

نشہ توحید

اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم توحیدی ایسے بلند مرتبہ پر ہیں کہ اسلام ہمارے سہارے پر ہے اور بس جیسا کہ اس نے اس خواب کی تعبیر میں لکھا۔ اگرچہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ خواب ہی جھوٹا ہے لیکن بقولِ احمد رضا قدس سرہ بھیڑ میں مولوی مذکور نے اپنا ایمان کیسے برباد کیا۔

حوالہ نمبر ۳

جہد المقل وفتاویٰ رشیدیہ وبراہین قاطعہ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے یعنی جھوٹ بول سکتا ہے۔(نعوذباللہ من ذلک ملخصا

انتباہ

توحید کے نشہ میں دیکھا کیسے ایمان برباد کیا حالانکہ اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ وغیرہ بولنے سے پاک اورمنزہ ہےاور یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جھوٹ بولے گو وہ ہر شے پر قادر ہے مگر صفاتِ مذمومہ کے ارتکاب پر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہےاور کذب نقص ہےاور نقص خدا پر بالاجماع محال ہےاور جب کذب خدا پر ممتنع ہوتو واجب ہے کہ کلامِ صادق ہے۔

حوالہ نمبر ٤

براہین قاطعہ میں ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ملک الموت اور شیطان کا علم حضورﷺ سے بڑھ کر ہے۔

نشہ توحید

علم الغیب حضورﷺ سے نفی کرنے بیٹھا تو ہمارے عالم دین نے ملک الموت وشیطان کی بات کی تو توحید کے نشہ میں لکھ دیا کہ ان کا علم تو نصوص سے ثابت ہے حضورﷺ کے لئے کون سی نص ہے فلھذا ان کا علم زیادہ ہے (معاذ اللہ)لکھا کم بخت کا کیسے ایمان گیا۔

حوالہ نمبر ٥

مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں نبی کریمﷺ کے علم مبارک کو جانوروں، پاگلوں وغیرہ سے تشبیہ دے دی۔

جان ودل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

شرح

اس سے امام اہل سنت کا منشاء یہ ہے کہ دل ودماغ، ہوش وحواس سب کچھ مدینہ منورہ پہنچ چکے ہیں اے رضا آخرتم یہاں سے مدینہ شریف کیوں نہیں چلتے تمہارا سارے کا سارا سامان تو پہلے مدینہ پاک پہنچ گیا ہے یہ عاشق کامل کی ایک علامت بیان فرمائی ہےوہ یہ کہ

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

حضرت عارف جامی قدس سرہ اپنی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ

بود در جہاں ہر کسے راخیالے
مراز ہمہ خوش خیالے محمد (ﷺ)

جہان میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی خیال ضرور ہوتا ہے لیکن میرا خیال اور تصور سب سے بہتر اور خوشتر ہے کہ میں ہر وقت حضور سرورِ عالم ﷺ کے تصور اور خیال میں رہتا ہوں۔

لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے عشق کا کمال دیکھئے کہ وہ صرف خیال اور تصور کو ہی مدینے میں نہیں سمجھتے بلکہ سارا سامان (جان، دل، ہوش، خرد) مدینہ میں کہہ رہے ہیں یہاں صرف خالی ڈھانچہ ہے اسے بھی مدینے جانے پر زور دے رہے ہیں۔

یہی تمنائے ہر عاشق

(۱) حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ

مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کردے غبارِ مدینہ
مرا دل بلبل بے نوا ہے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

(۲) حضرت علامہ حافظ پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا

دکھا یارب در و بام مدینہ
نصیب دل ہو آرام مدینہ

(۳) جناب حسرت موہانی نے کہا

ان کی اس بندہ پروری کے نثار
ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نصیب
لو مدینے کو پھر چلے حسرت
دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب
نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں

کرو ہم سفر مدینے کی باتیں

(۴) حضرت علامہ اختر الحامدی مرحوم نے کہا

زائر ہیں رواں شام و سحر سوئے مدینہ
اے کاش ہو اپنا بھی سفر سوئے مدینہ
سرسوئے حرم دل ہے مگر سوئے مدینہ
اتنی تو ہو وارفتگی شوقِ نظارہ
کب دیکھئے سرکار سے آتا ہے بلاوا
دن رات ہے اختر کی نظر سوئے مدینہ

اپنے دور کے دو عاشقوں کی دو نعتوں کو زینت شرح کررہاہوں

(۱) حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم

عاشق کے لئے کعبہ الفت ہے مدینہ
عارف کے لئے منزل رحمت ہے مدینہ
اے طالب نعمت تجھے اک راز بتادوں
اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ
جاؤ گے تو دیکھو گے وہاں بارش تسکیں
عین کرم وعین محبت ہے مدینہ
بگڑی ہوئی تقدیر وہیں بنتی ہے جا کر
کونین میں اللہ کی رحمت ہے مدینہ
ملتی ہے تو پھر اس میں کمی نہیں ہوتی
وہ گنج گراں مایہ وہ دولت ہے مدینہ
تم جاؤ کہیں پر بھی مگر دل نہ لگے گا
بہزاد حزیں قلب کی حسرت ہے مدینہ

(۲) حضرت علامہ حافظ محمد مظہر الدین مرحوم

لب پہ ہے گفتگو مدینے کی
اے زہے آرزو مدینے کی
نام لے باوضو مدینے کا
بات کر باوضو مدینے کی
میں کہاں نامراد جاؤں گا
دلنوازی ہے خو مدینے کی
روح کونین کیوں نہ وجد کرے
کیف آگئیں ہے بو مدینے کی
تیری مٹی ہے یثربی مظہر
تجھ سے آتی ہے بو مدینے کی

باب الباء

نعت نمبر ۱۹

تاب مرآت سحر گرد بیابانِ عرب
غازہ روئے قمر دود چراغانِ عرب

حل لغات

تاب مرآت، سحر صبا کے آئینہ کی چمک ۔گردِ بیابانِ عرب، عرب کے میدان کی گرد۔ غازہ روئے قمر، چاند کے چہرے کا غازہ (پوڈر) دود چراغاںِ عرب، عرب کے چراغوں کا دھواں۔

شرح

عرب (جو دیارِ حبیب خدا ﷺ ہے) کے میدان کی گردوغبار صبح کے آئینہ کی چمک دمک ہیاورعرب کے چرغواں کا دھواں دراصل چاند کے چہرہ کا غازہ پوڈر ہے اس لئے کہ سحر ہو یا قمر سب ہمارے نبی ﷺ کے مریدین میں شامل ہیں اور ہر مرید صادق کے لئے مرشد کے علاقہ کی ہر شے تبرک ہوتی ہے تو سحر کے لئے دیارِ عرب کی گردوغبار چمک دمک سے بڑھ کر نہ ہوگی اور کیا ہوگی ایسے چاند کے چہرہ پر عرب کا دھواں غازہ (پوڈر) نہ بنے گا تو اسے اور کیا چاہیے لیکن اس راز کو وہ سمجھے جس کا مرشد

ہو جو سرے سے ہو ہی بے مرشدا سے کیا خبر۔

اللہ اللہ بہار چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوث خزاں سے گل و ریحانِ عرب

حل لغات

اللہ اللہ، حیرت واستعجاب کے وقت بولا جاتا ہے۔ لوث، عیب۔ گل، پھول۔ ریحان، ہر خوشبو دار گھاس۔

شرح

دنیا کی ہر جگہ اور ہر چمن پہ بہار آتی ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتی ہے مگر چمنستانِ عرب کی بہار پر میں حیرت زدہ ہوں کہ عرب کے چمنستان کے پھول بلکہ اس کے خش و خاشاک پر بھی ہمیشہ ہی بہار رہتی ہے۔ چمنستانِ عرب سے مدینہ پاک مراد ہے لیکن یہ بات عاشقانِ مدینہ جانتے ہیں جو مدینہ پاک کا قدر داں نہیں اس بے قدر کو مدینہ پاک کی قدر کا کیا علم۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو جگہ انفاسِ حبیب خدا ﷺ کی خوشبو کی حامل ہے اس کے بالمقابل مشک وعنبر کی کیا حقیقت ہے اس جگہ کی خوشبو تمام خوشبودار اشیاء سے مخصوص اور نرالی ہے۔ مدینہ پاک جیسی خوشبو کسی دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔ گلاب کی خوشبو اگر چہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے منسوب ہے وہ بھی یہاں کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

زنسیم جاں فزایت تن مردہ زندہ گردد
توکدام باغ اے گل کہ چنیں خوش است بویت

تیری نسیم جانفزا ہے مردہ جسم زندہ ہوتے ہیں اے گل پیارا تو کس باغ کا ہے کہ تمہیں ایسی خوشبو نصیب ہے۔

شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ (شہر) اور مزارِ رسول ﷺ اور اس کے در و دیوار ہے ایسی خوشبو بھی مہکتی رہتی ہے جو دوسری اشیاء سے نہیں سونگھی جاسکتی شاید تھوڑی سی خوشبو عاشقانِ مدینہ غریب الوطن دوستوں نے سونگھی ہو۔

بطیب رسول اللہ طاب نسیمھا
المشک والکافور والصندل

رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے ہی مدینہ کی نسیم کو خوشبو مشک، کافور، صندل نصیب ہے۔ (جذب القلوب)

الحمدللہ! ہم اپنے ایمان کی تازگی سمجھتے ہیں کہ

وہ مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا

مذہب عشاق

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو کہے مدینہ پاک کی زمین میں کوئی خوشبو نہیں نہ ہی اس کی ہوا خوشگوار اسے قید کیا جائے یہاں تک کہ خلوص سے توبہ نہ کرے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''محبوب مدینہ'' اور اس کے حواشی میں پڑھیئے۔

جوشش ابر سے خون گل فردوس گرے

چھیڑ دے رگ کو اگر خار بیابانِ عرب

حل لغات

جوشش، جوش، ابال، تیزی۔ ابر، بادل۔ گل فردوس، جنت الفردوس کے پھولوں کا خون۔ چھیڑ دے رگ کو، کہہ دے بھڑکا دے، اشتعال دلا دے۔ خار بیابانِ عرب، عرب کے ویرانے کا کانٹا۔

شرح

عرب کے ویرانوں کے کانٹوں کی یہ عظمت وجلال ہے کہ اگر جنت الفردوس کے پھولوں کی رگوں کو چھیڑ دیں (کہہ دیں) تو اسی وقت ان پھولوں کی رگوں کا سارا خون بادل بن کر آسمان پر چھا جائے اور نہایت جوش وولولہ کے ساتھ روئے زمین پر برسنے لگے یعنی بہشت کے پھول سے بیابانِ عرب زیادہ اچھے ہیں یہ بھی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی ہر نسبت کل کائنات کی مخدوم ومحبوب ہے آپ کے مدینہ عالیہ کے خار بیابان بھی جنت الفردوس کے پھولوں کے مخدوم ومحبوب ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پھر بھی جملہ شرطیہ کو استعمال فرمایا ہے۔ ہم ذیل میں روایات سے ثابت کرتے ہیں کہ ہر شے کو نسبت رسول خدا ﷺ کی خدمت کی تڑپ ہے۔

حضرت سفینہ کا شیر

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت سفینہ سمندر کے سفر میں تھے کشتی ٹوٹ گئی۔ آپ ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے ایک جنگل کے کنارے جالگے۔ تختہ سے اترتے ہی شیر کو دیکھا کہ شیر انہیں لقمہ بنانے کے لئے ان کی طرف جھپٹا جب پاس پہنچا تو سفینہ نے اس سے کہا ''انا مولی رسول اللہ ﷺ'' میں حضور کا آزاد کیا ہوا غلام ہوں۔ شیر نے حضور ﷺ کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی سنا تو کانپ گیا۔ سفینہ کی طرف بڑھ کر اپنا کندھا ان سے لگایا اور ان کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ انہیں

بحفاظت تمام شارعِ عام پر پہنچا دیا۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کے باریک آواز سے کچھ کہا اور اپنی دم ان کے ہاتھ سے لگا کر جنگل میں گم ہوگیا۔

فائدہ

سفینہ کا نام رومان یا مہران یا طھمان تھا۔ ایک سفر میں حضور ﷺ نے ان کو بہت سا اسباب اُٹھائے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تو سفینہ ہے جب سے ان کا لقب سفینہ یعنی کشتی ہوگیا۔ اب ان کا عشق دیکھئے کہ اس کے بعد اصل نام پکارنے پر کسی کو جواب نہ دیتے جب تک انہیں سفینہ کہہ کر نہ پکارا جاتا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

جنگل کے شہر (خونخوار) کو کس نے بتایا کہ ایک محمد عربی ﷺ رسول خدا ہیں اگر ان کا کوئی غلام مل جائے تو اسے نہ کھانا بلکہ نوکر بن کر انہیں سرحد انسانی تک پہنچانا اور اصل بات وہی ہے جو امام احمد رضا قدس سرہ نے اشارہ فرمایا کہ ہر شے رسول اللہ ﷺ کے نام کی فدائی و شیدائی ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من شئی الا یعفرفنی انی رسول اللہ ﷺ الا مردۃ الجن والانس. (شفاء شریف ومواہب)

ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش جن وانس کے۔

فائدہ

نکرہ پر نفی اور پھر تاکیدی من داخل ہو تو وہاں عموم ہوتا ہے (اتقان) اور خود شئی ماسوا اللہ کو کہا جاتا ہے (کبیر) اس سے عموم میں گل فردوس بھی ہیں جو ہمارے نبی پاک ﷺ کا ہم سب سے بڑھ کر عشق و پیار رکھتے ہیں۔

لطیفہ

محدثِ اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قدس سرہ کے ساتھ ایک دیوبندی کی علم کلی پر گفتگو ہوئی اس نے ایک تنکا اُٹھا کر پوچھا کیا حضور ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کیا یہ تنکا جانتا ہے کہ میرے نبی محمد عربی (ﷺ) ہیں اس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا کہ تنکے کو اپنے نبی ﷺ کا علم ہے تو کیا نبی علیہ السلام کو علم نہیں کہ فلاں میرا امتی ہے۔

باغ کے درخت

شفاء شریف میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی اونٹنی جس درخت سے گزرتی درخت ٹہنیاں جھک کر بزبانِ حال

گویا ہوتا کہ میری ٹہنیاں قبول فرمائیے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

دنیا کی ہر شے سے بہشت کی ہر نعمت اس میں گل فردوس زیادہ باشعور ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے

والاخرۃ خیر وابقی. (پارہ ۳۰، الاعلیٰ)

آخرت اور اس کی ہر شے بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

تشنہ نہر جناں ہر عربی و عجمی
لب ہر نہر جناح تشنہ نیسان عرب

حل لغات

تشنہ نہر جناں، جنتوں کی نہروں کا پیاسا۔ عجمی، غیر عربی، ملک عرب کے سواد نیا کے سارے ملک، عجمی منسوب بلجم، عجم کا رہنے والا۔ لب ہر نہر جناں، جنتوں کی نہروں کا ہر لب (ہونٹ) تشنہ، پیاسا۔ نیسان، بارش جو سمندر میں موتی پیدا کرتی ہے۔

شرح

ہر عربی و ہر عجمی جنتوں کی نہروں کا پیاسا دکھائی دیتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود جنتیوں کی نہروں کی لب ہائے تشنہ عرب کی موتیاں پیدا کرنے والی بارش کے پیاسے ہیں کیونکہ عربی و عجمی انسانوں کو جنت کی طلب ہے لیکن جنت کی نہریں رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں اور ہر امتی اپنے نبی ﷺ اور اس کے گھر اور شہر بلکہ در و دیوار کا دیوانہ ہے۔

ولو قبل للمجنون ارض امابھا　　غبار شری لیلی لجد واسرعا

اور اگر مجنوں کو کہا جائے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں لیلیٰ کے علاقہ کی غبار پہنچتی ہے تو وہ اس کے لئے جدوجہد کرے گا۔ (ارشاد الباری شرح منسک القاری)

طوق غم آپ ہوائے پر قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سرو خرامان عرب

حل لغات

طوق، گلے کا حلقہ۔ آپ، خود بخود۔ ہوا، اشتیاق، پر، پروبال۔ قمری، ایک خوبصورت پرندہ ہے، فاختہ۔ آزاد کرے، رہا کرے، دیدار کی کھلی چھٹی دے دے۔ سرو خرامان عرب، عرب کا محبوب۔

شرح

اگر عرب کے محبوب (محبوبِ دو عالم ﷺ) انعام واکرام فرمائیں اور ہمیں اپنے جمالِ جہاں آراء کے دیدار کی کھلی چھٹی دے دیں تو غم ہائے زندگی کا طوق جو ہمارے نرم ونازک گلے میں پڑا ہوا ہے خود بخود اشتیاق دیدار سے کٹ کر گر جائے اور ہمیں مصائب اور غم ہائے روزگار سے گلوخلاصی مل جائے۔ اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں شاہد ہیں کہ وہ کیسے غم روزگار سے نجات پا گئے اور انہیں حضور سرورِ عالم ﷺ کی صحبت بابرکت سے کتنا سکون وقرار نصیب ہوا۔ اگر چہ بظاہر معاش و معاشرت میں انہیں تنگی محسوس ہوتی یا غزوات میں بہت ان پر صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے لیکن وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی صحبت بابرکت کو ہی راحت جان وایمان سمجھتے۔

عاشق نبی حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو اصحاب میں سے عمر میں سب سے بڑے تھے۔ شیبہ نے تلوار کی دھار حضرت ابوعبیدہ کے پاؤں پر ماری جو پنڈلی کے گوشت پر لگی اور اسے کاٹ دیا۔ پھر حضرت حمزہ اور حضرت علی شیبہ پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کردیا اور حضرت عبیدہ کو اُٹھا کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں شہید نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت عبیدہ نے کہا اگر ابوطالب اس حالت میں مجھے دیکھتا تو مان جاتا کہ میں اس کی نسبت اس کے شعر ذیل کا زیادہ مستحق ہوں۔

ونسلمه حتى نصرع حوالہ　　　　ونذھل عن ابنائنا والحائل

ہم محمد (ﷺ) کو حوالے نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کے لئے لڑ کر مرجائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں۔

ابوجندل وابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کفار سے صلح کرکے جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ واپس تشریف لائے تو ابوجندل کی طرح ابوبصیر ثقفی حلیف بنی زہرہ مکہ سے بھاگ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ قریش نے دو شخص اس کے تعاقب میں بھیجے حضور ﷺ نے حسب معاہدہ ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کردیا جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو ابوبصیر نے ان میں ایک سے دیکھنے کے بہانہ سے تلوار اور اس کا کام تمام کردیا۔ دوسرا بھاگ کر خدمت اقدس میں آیا ابوبصیر بھی اس کے پیچھے آپہنچا اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ کا وعدہ پورا ہو چکا۔ آپ نے فرمایا کہ پورا نہیں ہوا تو جہاں چاہتا ہے چلا جا اس لئے ابو بصیر ساحل بحر پر چلا گیا ابوجندل بھی بھاگ کر ذومرہ کے قریب ابوبصیر سے آملا اور رفتہ رفتہ ایک جماعت ان کے ساتھ ہوگئی۔ ابوجندل نے قریش کا شامی راستہ روک لیا قریش تنگ آکر حضور ﷺ سے طالب رحم ہوئے اور واپسی کی شرط بھی اڑادی

پس حضورﷺ نے ابو بصیر اور ابو جندل کے نام ایک نامہ بھیجا ابو بصیر اس وقت قریب الموت تھا وہ نامہ مبارک اس کے ہاتھ میں تھا کہ انتقال کر گیا اور ابو جندل ساتھیوں سمیت مدینہ میں حاضر خدمت اقدس ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق کے عہد میں ملک شام میں شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (زرقانی علی المواہب مختصراً)

لنگڑا جنتی

حضرت عمرو بن جموح لنگڑے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں مگر وہ مسلح ہو کر نکلے اور کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میں اسی طرح بہشت میں ٹہلا کروں گا پھر قبلہ رو ہو کر یوں دعا کی خدایا مجھے شہادت نصیب کر اور اپنے اہل کی طرف محروم واپس نہ لا چنانچہ احد میں شہید ہو گئے۔ (الاستیعاب)

عجیب جنتی

اثنائے جنگ میں ایک مسلمان کھڑا کھجوریں کھا رہا تھا۔ اس نے رسول اللہﷺ سے پوچھا اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا بہشت میں۔ یہ سن کر اس نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (بخاری)

اس قسم کے واقعاتِ صحابہ تائید کرتے ہیں کہ سچ کہا امام احمد رضا قدس سرہ نے

طوق غم آپ ہوا الخ

مہر میزان میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اک بوند شب دے میں جو بارانِ عرب

حل لغات

مہر، آفتاب، سورج۔ میزاں، بارہ آسمانی برجوں میں سے ساتواں برج۔ حمل، مینڈھے کی شکل کا پہلا آسمانی برج۔ شب، رات دے، ہر شمی مہینہ کی نویں تاریخ، نوروز۔ بارانِ عرب، عرب کی بارشیں۔

شرح

آسمان کے بارہ برج (گنبد) یعنی ستاروں کے مقامات ہیں جن میں سیارگان شمس وقمر، زحل وعطارد، مریخ ومشتری اور زہرہ جاتے ہیں تو بقدرتِ خداوندی اپنی نئی نئی تاثیر دکھاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے یہ ہیں کہ اگر چہ خشک سالی کا موسم ہو موسم باد باراں میں تبدیل ہو جائے یہ صرف عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ سیرتِ نبویہ اور احادیث مبارکہ کا وسیع مطالعہ سے سرشار حضرات بخوبی واقف ہیں کہ نبی پاک، شہ لولاکﷺ نے بے شمار خشک کنویں میں لعابِ دہن سے سمندر بنا دیئے اور خالی پیالوں میں پنجہ ڈال کر پنجند (پانچ دریاؤں سے بڑھ کر پانی بہا دیا) تفصیل کے لئے یہ شرح

حامل نہیں صرف ایک نقشہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

نبوی چشمے یا خدائی سمندر

نمبر شمار	نام / مقام	کیفیت	نام کتاب	پیاسوں کی تعداد	کس طرح پانی جاری فرمایا
۱	ذالمجاز	عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے		بحالت سفر صرف ابو طالب ہمراہ تھے۔	حضور ﷺ نے زمین یا پتھر پر ایڑی ماری عظیم الشان چشمہ جاری ہوگیا۔
۲	ایک سفر کا واقعہ ہے		بخاری باب علامت النبوت	چالیس آدمیوں نے پیا اور اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے۔	حضور ﷺ نے صرف مشکیزہ کو ہاتھ لگا دیا
۳	زوراء	بوقت نمازِ عصر	بخاری باب المعجزات	تین سو اشخاص نے وضو کیا	برتن میں دست مبارک رکھ دیا انگشتانِ مبارک سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔
۴	کسی سفر میں	نماز کے وقت	بخاری باب المعجزات	۸۰ آدمیوں نے پانی پیا	ایک لگن میں دست اقدس رکھا انگلیوں سے پانی بہنے لگا
۵	کسی سفر میں		ترمذی باب المعجزات	ستر آدمیوں نے وضو کیا	ایک پیالہ میں دست اقدس رکھا انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے
٦	حدیبیہ	صلح کے موقعہ پر	بخاری باب المعجزات	پندرہ سو نمازیوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا	چمڑے کے مشکیزہ میں دست مبارک رکھا انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا

۷	حدیبیہ	یہ دوسرا واقعہ ہے	بخاری باب المعجزات	ڈیڑھ ہزار اشخاص نے پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا	کنویں کا پانی سوکھ گیا تھا حضورﷺ نے کلی فرمائی پانی ابل پڑا یہاں تک کہ کنویں کی منڈیر تک آ گیا۔
۸		بحالت سفر	مسلم حدیث جابر	ہمراہیوں نے پیا تعداد معلوم نہیں	حضرت جابر نے ایک طشت میں حضورﷺ کو وضو کرایا انگلیوں سے پانی نکالا اور طشت بھر گیا
۹	تبوک	بحالت سفر	مسلم باب المعجزات	پورا قافلہ تھا	حضورﷺ نے اپنے وضو کا پانی نہر میں ڈالا تھا نہر پانی سے بھر کر ابل پڑی۔
۱۰		بوقت عصر	بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۴۳ صح المطابع دہلی	چودہ سو اشخاص نے وضو کیا اور پانی پیا	ذرا سے پانی میں حضور نے انگلیاں رکھ دیں پانی جوش مارنے لگا
۱۱	ایک دن نمازِ فجر کے بعد	آفتاب نکل آیا نمازِ فجر قضا ہوگئی	مسلم باب قضاء الصلوٰۃ	تمام لوگوں نے پیا	حضورﷺ نے اپنے وضو کا پانی لوگوں کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔
۱۲	حضرت حبان بن صدائی کے ہمراہ	ایک سفر	مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۶۹	حضورﷺ نے سب سے فرمایا وضو کرلو	وضو کرنے کے بعد حضورﷺ نے برتن میں ہاتھ ڈال دیا پانی ابلنے لگا

۱۳	ایک سفر	ابن مسعود راوی ہیں	بخاری علامات النبوت	حضور ﷺ نے فرمایا مبارک پانی کی طرف دوڑو	ایک برتن میں آپ ﷺ کے سامنے پانی پیش ہوا آپ ﷺ نے اس میں انگلیاں رکھ دیں پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔

فائدہ

نقشہ ہذا میں جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں وہ ایک ہی واقعہ کی متعدد حکایتیں نہیں ہیں ہر ایک علیحدہ اور مستقل واقعہ ہے نقشہ کو دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہر واقعہ کا عنوان موقع و محل علیحدہ علیحدہ ہے اور یہ فرق امتیاز ہر ایک کو مستقل واقعہ بنا دیتا ہے۔

سوال

یہ تو معجزات ہیں اور معجزہ نبی کریم ﷺ کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتا۔

جواب

یہ عقیدہ منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ کا ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ معجزات و کرامات نبی و ولی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہتے ہیں دکھا سکتے ہیں۔ معجزات مذکور کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جب چاہتے ہیں اور جس وقت چاہتے ہیں بغیر عصاء کے بھی پانی جاری فرما لیتے ہیں۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور ﷺ کے خصائص میں یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی نہ پاتے تو

مدا اصابعه فتفجر منها الماء حتى يقضى طهوره. (جواہر البیان جلد اصفحہ ۲۹۱)

آپ ﷺ انگشت مبارک اُٹھاتے اس سے پانی جاری ہوتا اور آپ طہارت فرما لیتے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری
جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہیں جب غم خواری
تشنہ سیراب ہوا کرتے ہیں

دودھ کے دریا

پانی کے دریا بہائے سبحان اللہ لیکن اس سے بڑھ کر دودھ کے چشمے بہا دینا بڑی بات ہے اس پر مستقل مضمون تو انشاء اللہ آئے گا لیکن صرف یہاں ایک واقعہ حاضر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے میں جگر تھام کر زمین پر گر جاتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن میں سرراہ آ بیٹھا حضرت ابو بکر میرے قریب سے گزرے اور میں نے ان سے قرآن کی آیات کے متعلق دریافت کیا میرا مقصود یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کھلا دیں گے مگر وہ یونہی تشریف لے گئے۔ پھر عمر فاروق آئے ان سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا ان سے بھی غرض وہی تھی مگر وہ بھی تشریف لے گئے اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے مجھے دیکھا

فتبسم حين راى وعرف مافي وجهي. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۴۱)

اور دیکھ کر تبسم فرمایا یعنی میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرہ کو تاڑ لیا۔

پھر فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ میں پیچھے پیچھے ہولیا۔ حضور ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے اور وہاں ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا پایا حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اصحابِ صفہ کو بلالاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ اصحابِ صفہ ستر آدمی ہیں ان میں ایک پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہوگی اگر مجھے مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آ جاتی (لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا) خیر اطاعت رسول مقدم تھی میں نے اصحابِ صفہ کو بلایا وہ حاضر ہوگئے۔ حضور ﷺ نے وہ دودھ کا پیالہ مجھے دے دیا اور فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ میں نے یکے بعد دیگرے سب کو پلایا اور وہ سب سیر ہوگئے پھر آخر میں وہ پیالہ خدمت اقدس میں پیش کر دیا حضور ﷺ نے پیالے کو اپنے دست اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابو ہریرہ! اب میں رہ گیا ہوں یا تم میں نے عرض کی سچ ہے یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا اچھا بیٹھ جا اور اب تو پی۔ میں نے پینا شروع کیا فرمایا اور پی میں نے پیا پھر حضور ﷺ یہی فرماتے رہے کہ پی، پی

حتى قلت والذى بعثك بالحق ماأجد مسلكاله (خصائص جلد ۲ صفحہ ۴۸، بخاری کتاب الدقائق)

آخر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔

فائدہ

یہ دودھ کا پیالہ تھا کوئی بڑا مٹکا نہ تھا وہ کتنا بڑا تھا خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک آدمی کے لئے بھی نا کافی تھا اور اصحابِ صفہ ستر اصحاب تھے۔ حضور ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ نے ایک پیالہ دودھ کو دودھ کا

سمندر بنا دیا۔ ستر اصحابِ صفہ نے پیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اتنا پیا کہ قسم کھانی پڑی کہ اب گنجائش نہیں ہے۔

کیا اس پیالہ کو کوئی بڑی سے بڑی جماعت ختم کر سکتی تھی ہر گز نہیں لاکھ ہوتے تو کیا اور کروڑ ہوتے تو کیا سب کے لئے کافی ہوتا۔ اس پیالہ کو ختم کر دینے کی طاقت بھی اسی میں تھی جس نے اس پیالہ میں دودھ کی نہریں جاری کر دی تھیں یہی وجہ ہے کہ یہ پیالہ اس وقت دودھ سے خالی ہوا جب حضور ﷺ نے نوش فرمایا۔

چنانچہ حدیث بالا کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ خوب سیر ہو کر پی چکے تو انہوں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو واپس دے دیا۔

بحمدالله وسمى وشرب الفضلة. (خصائص حوالہ مذکور)

اور حضور نے اللہ کی حمد اور بسم اللہ پڑھ کر اس پیالہ کا بقیہ دودھ نوش فرمالیا۔

کیوں جنابِ بو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر   جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

عرش سے مژدہ بلقیس شفاعت لایا

طائرے سدرہ نشیں مرغِ سلیمان عرب

حل لغات

مژدہ، خوشخبری۔ بلقیس، شہر سبا کی ملکہ زوجہ حضرت سلیمان علیہ السلام۔ شفاعت، سفارش۔ طائر سدرہ نشیں، حضرت جبریل علیہ السلام۔ مرغ، پرندہ، ہدہد، قاصد۔ سلیمان، سلیمان بن داؤد علیہ السلام جو اپنے عہد میں پوری دنیا کے چرند و پرند، جن وانس، ہوا اور دواو غیرہ کے حاکم تھے۔ سلیمان عرب سے مراد عرب کے حکمران تاجدارِ مدینہ ﷺ۔

شرح

حضرت جبریل علیہ السلام جو سلیمانِ عرب یعنی تاجدارِ مدینہ ﷺ کے لئے بمنزل ہدہد (قاصد) ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام کے قاصد ہدہد نے ملک سبا سے آ کر ملکہ سبا بلقیس کا مژدہ سلیمان علیہ السلام کو سنایا تھا اسی طرح عرشِ الٰہی سے حضرت جبریل امین علیہ السلام گنہگار امت کے لئے مژدہ شفاعت لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے۔

یہ حدیث مسلم شریف کی طرف اشارہ ہے جسے فقیر نے تفصیل کے ساتھ اسی شرح میں بیان کر دیا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

حل لغات

حسن یوسف، یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال۔ کٹیں، کٹ گئیں۔ مصر، ایک ملک کا نام ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام بیچے گئے، قید کئے گئے، آخر مصر کے حکمران بن گئے۔ انگشت، انگلی۔ زنان، زن کی جمع عورتیں۔ مردانِ عرب، عرب کے پہلوان۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کا ظاہری حسن و جمال دیکھ کر حیرانگی اور بے خودی کے عالم میں مصر کے اندر سنگترا کاٹتے ہوئے عورتوں نے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ دیں تھیں جس کا انہیں احساس تک نہ ہوسکا مگر عرب کے جاں باز شیدائی آپ کے نام پر جان بوجھ کر عزم و استقلال کے ساتھ اپنے سر کٹا دیا کرتے تھے۔

فائدہ

یہ شعر فصاحت و بلاغت سے پر ہے اس کے ایک ایک لفظ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے شانِ حسن کا تقابل ہے مثلاً ایک طرف حسن یوسف ہے تو دوسری طرف نامِ محمد ﷺ اسی طرح ادھر کٹیں یعنی بلا قصد و ارادہ بے خودی کے عالم میں تو ادھر کٹاتے ہیں یعنی قصداً کٹا دیا کرتے ہیں اسی طرح ادھر لفظ مصر ہے یعنی جس میں کسی نہ کسی طرح علم و تہذیب کی روشنی پائی جاتی تھی لیکن ادھر لفظ عرب ہے جہاں وہ ادھر سرا اسی طرح ادھر زنان اور ادھر مردان کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں پھر لطف سر کٹاتے ہیں کہا گیا جس سے استمرار و دوام ثابت ہے یعنی ہمیشہ آپ کے نام مبارک پر اپنے سر کٹاتے ہی رہتے ہیں۔

نقشہ تقابلی

نمبر شمار	شانِ مصطفوی ﷺ		شانِ یوسفی علیٰ نبینا علیہ السلام
۱	صرف نام پاک		حسن شریف
۲	کٹانا عمداً و قصداً		کٹنا بلا قصد و ارادہ
۳	عرب کی جاہلیت میں سرکشی و خودسری مشہور تھی		مصر جہاں تہذیب و تمدن کے اطوار پائے جاتے ہیں
۴	سر قربان		صرف انگلیاں
۵	مردانِ عرب		زنانِ مصر

٦	سر کٹاتے (ہر وقت) سر ہتھیلی پر اور ہمیشہ ہمیشہ		انگلیاں کٹیں ایک بار ہوا اور بس

بلکہ یوں کہے کہ ان کا تو منشور و دستور بلکہ امنگ تھی

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

شواھد

اگر جوانانِ عرب کے نام سر کٹانے کے یہاں چند شواہد عرض کر دوں تو موزوں رہے گا۔

عروہ بن مسعود کی گواھی

جب آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقا خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے

یاقوم واللہ لقد وفدت علی الموک ووفد علی قیصر و کسریٰ والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمه اصحابه مایعظمه اصحابه محمد محمدا واللہ تنخم نخامة الاوقعت فی کف رجل منهم فدلک بهاوجهه وجلده واذاامرهم ابتدروا امره واذا توضاکاروایقتتلون علی وضوئه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحمدون علیه النظر تعظیما له وانه قد عرض علیکم خطة رشد فاقبلوها.

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم اس (محمد ﷺ) نے جب کبھی کھنگار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔ (بخاری شریف، کتاب الشروط)

سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنه

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی۔

آپ نے دیکھا کہ پوری پشت میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں دریافت فرمایا کہ اے خباب یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لے کر حضور عالم ﷺ کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے اس وقت ہم نے محبت رسول کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہو گئے اس وقت کفارِ مکہ نے مجھ کو آگ کے دہکتے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا اور میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ امیر المومنین حضرت خباب کی مصیبت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے خباب کرتہ اُٹھاؤ میں اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبت رسول کی بدولت آگ میں جلائی گئی۔ (اسد الغابہ)

فائدہ

امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹھ مبارک کی زیارت بھی قابلِ توجہ امر ہے کہ ان حضرات کو محبوب ﷺ کی نسبت سے کتنا عشق تھا۔

غزوۂ بدر سے قبل مشورہ اور اس کا پس منظر

جنگ جانے سے پہلے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو بتایا ہے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم! ہم نہیں کہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا

فاذھب انت وربک فقاتلا

تم اور تمہارا رب جاؤ اور جا کر لڑو۔

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ خوش ہوئے اور حضرت مقداد کے حق میں دعائے خیر فرمائی آپ نے انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ انصار کی طرف اشارہ کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیعت عقبہ کے وقت کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ذمام یعنی احد سے بری ہیں یہاں تک کے آپ ہمارے دیار میں پہنچ جائیں۔ جب آپ ہمارے دیار میں پہنچیں گے تو ہمارے امان و عہد میں ہوں گے اور ہم آپ کی حمایت کریں گے ہر ایسے امر سے کہ اس سے اپنی اولاد اور عورتوں کی حمایت کرتے ہیں چونکہ اس عبارت سے ایک طرح کا وہم ہوتا تھا کہ انصار پر صرف مدینہ ہی میں حضور ﷺ کی حمایت واجب تھی لہٰذا آپ نے اس مقام پر محض ان کے حال سے استکشاف

واستمزاج کے لئے ایسا کیا۔ انصار نے جب حضورﷺ کا ارشاد سنا تو حضرت سعد بن معاذ نے جو اکابر انصار میں تھے یوں جواب دیا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور شاہد ہیں اس امر پر جو کچھ آپ لائے ہیں وہی حق ہے اور اس تصدیق پر ہم نے آپ کو اپنی اطاعت کے عہد و مواثیق دیئے ہوئے ہیں۔ یارسول اللہﷺ! آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ اس سمندر کو عبور کرنا چاہیں اور اس میں کود پڑیں تو بے شک ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں یہ ناگوار نہیں کہ کل کو آپ ہمیں ساتھ لے کر دشمن کا مقابلہ کریں ہم لڑائی میں صابر اور دشمن کے مقابلہ کے وقت صادق ہیں شاید اللہ تعالیٰ مقابلے میں ہمارے ہاتھ سے آپﷺ کو وہ دکھائے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں لہٰذا آپ ہم کو اللہ کی برکت سے لے چلیں حضورﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے اس قول سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کی برکت سے چلو۔

سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کو مسیلمہ کذاب مدعی نبوت نے گرفتار کرلیا اور اس طرح کے عذاب میں مبتلا رکھ کر نہایت بے دردی سے قتل کیا لیکن احد کے خلاف کوئی کلمہ منہ سے نہ نکلا۔ یہ ظالم (مسیلمہ) ان سے دریافت کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو وہ فرماتے بے شک پھر پوچھتا کہ اس کی گواہی بھی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو فرماتے ہرگز نہیں اس پر وہ ان کے عضو کاٹ لیتا تھا۔ پھر اس طرح دریافت کرتا اور جب وہ اس کی نبوت ماننے سے انکار کرتے تو کم بخت ایک اور عضو کاٹ ڈالتا اسی طرح ایک ایک عضو کر کے تمام بدن کے ٹکڑے کر دیئے الغرض شہید ہو گئے مگر اس کو گوارا نہ کیا کہ رسول اللہﷺ کی رسالت کے خلاف اور مسیلمہ کذاب کی حمایت میں شہادت دی۔

فائدہ

اس سے بڑھ کر جان نثاری کیا ہو گی جس کی مثال کسی امت کے کسی فرد میں ملنی مشکل ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سولہ سالہ تھے کہ ایمان لائے کم سنی کے باوجود سید عالمﷺ کے سخت جانثار تھے۔ جب یہ افواہ سنی کہ آپﷺ کو گرفتار کرلیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لے کر گھر سے نکلے جب سید عالمﷺ کی خدمت میں اس جان نثارانہ کیفیت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ عرض کی سنا تھا کہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا ہے میں دشمنوں سے لڑنے کے لئے آیا تھا آپ کو باسلامت دیکھ کر جان میں جان آئی ہے۔ آپﷺ ان کی اس جرات مندانہ گفتگو سن کر خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

دوسرا واقعہ

آپ اسلام لانے کے بعد مشرکین کی اذیتوں سے دوچار ہوئے لیکن کبھی ترکِ اسلام کا خیال تک نہ کیا آپ کے چچا نے اسلام ترک پر یہ سزا مقرر کی چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا تھا۔ اس میں اتنی دھونی دیتا تھا کہ دم گھٹنے لگتا پھر پوچھتا اسلام چھوڑے گا یا نہیں۔ جواب دیتے کہ مر جاؤں گا لیکن دامن مصطفیٰ ﷺ ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

انس ابن نضر

غزوۂ احد میں جب مشہور ہوگیا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا وصال ہوگیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سر جوڑ کر بیٹھے تھے حضرت ابن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ شہادت پاچکے ہیں۔ ابن نضر نے کہا حضور ﷺ کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے تم بھی اسی طرح دین پر شہید ہو جاؤ پھر ابن نضر نے جنگ کیا اور شہید ہوگئے۔ (ابن ہشام)

فائدہ

یہ حضرت مشہور صحابی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں جنگ بدر میں حاضر نہ تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یارسول اللہ میں پہلے قتال میں کہ آپ نے بذاتِ شریف مشرکین سے کیا ہے حاضر نہ تھا اگر خدا مجھے مشرکین کے قتال میں حاضر کرے تو دیکھئے گا کہ میں کیا کرتا ہوں جب احد کا دن آیا اور مسلمانوں نے شکست کھائی تو کہا یارسول اللہ میں عذر چاہتا ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کیا یعنی صحابہ کرام نے اور بیزار ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کئے یعنی مشرکوں نے پھر لڑائی کے لئے آئے حضرت سعد بن معاذ ان کو ملے۔ ابن نضر نے کہا سعد! میں بہشت چاہتا ہوں اور نضر کے رب کی قسم کہ میں احد کی طرف سے اس کی خوشبو پاتا ہوں۔ سعد نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نہ کر سکا جو نضر نے کیا۔ انس بن مالک کا قول ہے کہ ہم نے ابن نضر پر ۸۰ سے کچھ اوپر تلوار و نیزہ و تیر کے زخم پائے اور وہ شہید تھے مشرکین نے ان کو مثلہ بنا دیا تھا ان کو فقط ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آیت ذیل ابن نضر اور اس کی مثل دوسروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

من المومنین رجال صدقوا ماعا ومنهم من یغتظر وما بدلوا تبدیلاo (احزاب، رکوع ۳)

مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا انہوں نے اس چیز کو عہد باندھا اللہ سے اس پر پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے اور نہیں بدل ڈالا انہوں نے کچھ بدل ڈالنا۔ (رواہ البخاری باب الجہاد)

ثابت بن وحداح

حضرت ابن نضر کی طرح ثابت بن وحداح آئے اور انصار سے یوں خطاب کیا اے گروہ انصار! اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو چکے تو اللہ تو زندہ ہے مرتا نہیں تم اپنے دین کے لئے لڑو۔ یہ کہہ کر انہوں نے چند انصار کے ساتھ خالد بن ولید کی فوج پر حملہ کیا مگر خالد بن ولید نے ان کو شہید کر دیا۔ (الاصابہ)

فائدہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جب اسلام سے نوازے گئے تو خالد سے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب پایا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ کے صحابہ میں ایک حضرت خبیب تھے جوان آدمی تھے لیکن مفلسی کی تصویر شکل وصورت بھی واجبی سی تھی چہرے پر چیچک کے داغ تھے لیکن طبیعت میں کچھ ہنسی مذاق تھا اس لئے بعض حضرات آپ سے کچھ الگ الگ رہتے۔ آپ کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں بازار میں بیچ کر گزر اوقات کرتے عموماً مسجد نبوی میں پڑے رہتے۔ ایک روز کچھ اداس اداس بیٹھے تھے حضور ﷺ نے جو دیکھا تو پاس بلا کر حال پوچھا حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہ تقاضائے شریعت میرا دل چاہتا ہے کہ میری شادی ہو جائے لیکن سوچتا ہوں مجھ سے کون شادی کریگی نہ پیسہ نہ بدن پر کپڑا جوتا پاؤں کو کبھی نصیب نہ ہوا نہ گھر نہ گھاٹ پھر شکل وصورت بھی جیسی ہے حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں میری عادت کچھ ایسی ہے کہ میرے مسلمان بھائی مجھ سے الگ الگ رہتے ہیں ایک اللہ کی ذات اور حضور ہیں یہی میری دنیا ہے اور یہی میرا دین ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ ہے تو سب کچھ ہے جسے اللہ پر بھروسہ ہو وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا شکل وصورت بھی اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہنسنا ہنسانا بھی کوئی بُری بات نہیں۔ حضرت خبیب سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات سن رہے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا خبیب اللہ پر بھروسہ رکھو....... انشاء اللہ تمہاری شادی کا انتظام بھی کہیں ہو جائے گا میں بھی خیال رکھوں گا۔

جس روز خبیب نے اپنی شادی کے لئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اس سے اگلے ہی روز مدینہ کے ایک کھاتے پیتے انصاری نے جس کی لڑکی شادی کی عمر کو پہنچ چکی تھی۔ بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہو کر لڑکی کی شادی

کے متعلق خیر و برکت کی درخواست کی اس انصاری کے جانے کے بعد حضورِ انور ﷺ نے حضرت خبیب کو بلا کر اس انصاری کا نام پتہ دیا اور فرمایا کہ تم اس انصاری کے پاس جاؤ اور میرا اسلام کہو اور میری طرف سے رشتہ کی درخواست کرو۔ حضرت خبیب کو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد سن کر بڑی حیرت ہوئی اور وہ کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! خبیب کیا سوچ رہے ہو؟ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں........ لیکن اور کچھ نہ کہہ سکے اور سر جھکا لیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا! ہاں ہاں کہو...... چپ کیوں ہو گئے بات کرو میں اس انصاری کے گھر جاؤں اور اس کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دوں حضور میری ان کی کیا مناسبت وہ عزت والے، کنبے والے، صاحب حیثیت اور غلام کی جو حالت ہے حضور کو معلوم ہے نہ گھر نہ زر اور نہ شکل وصورت کس بھروسہ پر جاؤں۔ ارشاد ہوا خدا کے بھروسہ پر تم اس انصاری کے پاس جاؤ اور میرا اسلام کہنا اور یہ بھی کہہ دینا کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے۔

دوسرے دن حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انصاری کے مکان پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ایک لونڈی باہر آئی حضرت خبیب بولے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے ذرا اپنے آقا سے کہہ دو۔ لونڈی اندر چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ انصاری آ گئے اور سبقت کر کے السلام علیکم کہا اور بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔

حضرت خبیب نے حضور پرنور ﷺ کا سلام دیا اور کہا کہ مجھے حضور ﷺ نے بھیجا ہے....... پھر ذرا جھجکتے ہوئے اور دبی زبان سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ انصاری یہ سن کر کہ خبیب ان کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے کچھ شش و پنج میں پڑ گئے اور کچھ کہے بغیر اُٹھ کر اندر چلے گئے۔ بیوی نے شوہر کو کچھ پریشان سا دیکھ کر پوچھا! خیر تو ہے خبیب کیسے آیا ہے؟ انصاری نے بیوی کی طرف دیکھا اور کہا میں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر لڑکی کی شادی کے لئے عرض کیا تھا حضور نے اسی لئے خبیب کو میرے پاس بھیجا ہے۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی لڑکی خبیب کے نکاح میں دے دیں۔ ہاں شوہر نے کہا یہ سنتے ہی گھر والی کے پتنگے ہی اڑ گئے۔ بولی جب اس نے لڑکی کی شادی کے لئے کہا تھا تو تم نے کان پکڑ کر راستہ دکھا دیا ہوتا..... نہ شکل نہ صورت....... نہ بدن پر کپڑا....... نہ پاؤں جوتا نہ پلے دھیلہ نہ پیسہ ابھی جاؤ اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انکار کر دو۔

میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انکار کر دوں ہرگز نہیں میں تو ایسی جرأت نہیں کر سکتا توبہ توبہ۔

ان کی لڑکی ماں اور باپ کی تکرار سن کر کوٹھے پر سے اتر کر نیچے آئی اور باپ سے پوچھا بابا امی کیوں بگڑ رہی ہیں کیا بات ہے؟ امی ہی سے پوچھو! باپ نے کہا اور ماں بولی تیرا ابا تجھے اس بھوکے خبیب کے پلے باندھنا چاہتا ہے سن لیا! مجھے پلے باندھنا چاہتا ہے لڑکی نے ذرا تعجب سے کہا میں سمجھی نہیں! اپنے باپ سے پوچھ! ماں نے کہا

باپ بولا تمہاری امی نے مجھ سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمہارے لئے ور کی درخواست کروں آج حضور انور ﷺ کے حکم سے خلیب تمہارے نکاح کی درخواست کرنے میرے پاس آیا ہے اب تمہاری امی مجھ پر بگڑ رہی ہے۔خلیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باہر بیٹھا انتظار کر رہا ہے بتاؤ کیا جواب دوں؟

لڑکی بولی! بابا جائیے اور اس سے کہہ دیجئے کہ آپ اس سے میرا نکاح کرنے کو تیار ہیں جلدی........

کیا کہہ رہی ہو؟ ماں نے ٹوک کر غصے سے کہا تم خلیب کی بیوی ہو گی شکل دیکھ کر ڈر آتا ہے میں نے کئی بار سنا ہے کہ مسلمان اس کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ نہ کریں بیٹی بولی وہ خدا کے رسول اللہ ﷺ کو تو پسند ہے تم خدا کا شکر کرو میری اور اپنی قسمت پر ناز کرو.......

پھر باپ سے بولی بابا جاکے ان سے کہہ دیجئے کہ حضور کا حکم سر آنکھوں پر آپ ان سے میرا نکاح کرنے کو تیار ہیں۔اندر یہ باتیں ہو رہی تھیں اور خلیب باہر بیٹھے اندر سے اونچی غصیلی آوازیں سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ انہی کا قصہ چل رہا ہے اور گھر والی ناراض ہو رہی ہے اس خیال سے کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے۔چپکے چپکے اُٹھ کر چلے گئے لڑکی کا باپ جب باہر آیا تو خلیب کہیں نظر نہ آئے وہ واپس اندر گئے۔بیٹی نے پوچھا بابا کہہ آئے! کس سے کہتا؟ باپ بولا وہ تو غالباً واپس چلے گئے بہت بُرا ہوا۔یہ تو واقعی بہت بُرا ہوا لڑکی بولی اگر خلیب نے حضور ﷺ سے شکایت کر دی تو پھر ہم کہیں کے نہ رہیں گے پھر؟

بابا فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں اور خلیب سے میری شادی کی حامی بھر لیں جلدی جائیے ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری شکایت کر دیں۔

انصاری جس وقت مسجد نبوی میں پہنچے تو لوگ نماز کی تیاری کر رہے تھے اور خلیب بھی وہیں ایک طرف بیٹھے تھے۔ انصاری نے اطمینان کا سانس لیا خلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدمت میں کچھ کہنے کا ابھی موقع نہیں ملا تھا۔نماز کے بعد وہ انصاری موقع پا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضور کا ارشاد ہے ہمارے لئے باعث عزت بھی ہے اور فخر بھی۔حضور خلیب سے فرما دیں کہ پرسوں جمعہ کی نماز کے بعد وہ آئیں اور نکاح پڑھوا کر بیوی کو لیجائیں۔حضور ﷺ نے خوش ہو کر خیر و برکت کی دعا دی اور انصاری دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا کہ عزت رہ گئی واپس چلا گیا اس کے بعد حضور ﷺ نے خلیب کو بلا کر مبارک باد دی۔

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد میں انصاری کی لڑکی سے نکاح کر کے بیوی کو رخصت کرا لاؤں حضور ﷺ کو معلوم ہے کہ میرا نہ کوئی گھر ہے نہ میرے پاس پیسہ ہے ایک

اللہ کا نام ہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب مشکلیں حل فرمادے گا مسلمان کو چاہیے کہ وہ کبھی مایوس نہ ہو اللہ ہی سب کا کارساز ہے اور مالک ہے اور اپنے بندوں کی طرف سے غافل نہیں ہوتا۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عثمان کے پاس جاؤ ان سے میرا سلام کہنا اور اپنی حاجت بیان کرنا انشاء اللہ سب انتظام ہو جائے گا۔

خبیب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملے پہلے حضور ﷺ کا سلام پہنچایا پھر اپنی حاجت بیان کی۔حضرت عثمان نے اسی وقت رہنے کو مکان اور شادی کے اخراجات کے لئے روپے دیدیئے اور کہا کہ جب کبھی کچھ ضرورت ہوا کرے تو مجھ سے کہہ دیا کرو حضور اکرم ﷺ کو تکلیف مت دیا کرو۔

نکاح میں ایک روز باقی تھا حضرت خبیب بازار میں بیاہ کے لئے سامان خرید رہے تھے پاس سے ایک ملنے والے گزرے انہوں نے پوچھا خبیب کیا لے رہے ہو؟ خبیب بولے کل نماز کے بعد میرا نکاح ہے تم بھی ضرور آنا کہاں جارہے ہو اس وقت؟ دوسرے نے جواب دیا! اسلام کا دشمن ابوسفیان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کو آگیا ہے رسول اللہ ﷺ اس کی روک تھام کے لئے جا چکے ہیں میں بھی جارہا ہوں دعا کرو کہ لڑائی سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔

اتنا کہہ کر اس نے اپنی راہ لی۔خبیب نے جب سنا کہ پیغمبر خدا ﷺ کفار سے لڑنے کو گئے ہیں تو غیرت نے جوش مارا سب سامان وہیں چھوڑا ایک تلوار اور گھوڑا خرید کر جدھر مجاہدین اسلام گئے تھے ادھر کی راہ لی لیکن غلطی سے اپنے لشکر کے جانب جانے کے بجائے ابوسفیان کے لشکر کے عقب میں جا نکلے اور نعرے مارتے ہوئے لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

ابوسفیان کو خیال تھا کہ وہ بے خبری میں مسلمانوں پر حملہ کر دیگا لیکن یہاں آ کر لینے کے بجائے دینے پڑ گئے جاسوسوں نے رسول اللہ ﷺ کو کفار کے آنے کی اطلاع دے دی تھی اور حضور اکرم ﷺ دشمنوں کے آنے سے پہلے ہی اپنے جانثاروں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل آئے تھے۔ایک مختصر سے مقابلہ کے بعد ابوسفیان میدان چھوڑ کر واپس چلا گیا دونوں طرف سے کچھ آدمی اس معرکہ میں کام آئے تھے مسلمان ادھر ادھر سے اپنے شہید بھائیوں کو اُٹھا کر لاتے تھے اور دفن کر دیتے تھے جب شہداء دفن ہو چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا لڑائی کے دوران مجھے اپنے دوست کی دو چار بار آواز سنائی دی تھی اسے بھی دیکھو۔لوگوں کو تعجب تھا کہ وہ کون خوش قسمت تھا جسے حضور اکرم ﷺ اپنا دوست فرمارہے ہیں۔حضور ﷺ نے

خود ہی فرمایا میں نے ابوسفیان کے لشکر کی طرف سے خبیب کے نعروں کی آواز سنی تھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کفار کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا تھا۔

کچھ دیر بعد چند مجاہد حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش اُٹھالائے ان کا بدن زخموں سے چھلنی ہورہا تھا وہ خدا کی راہ میں شہید ہو چکے تھے۔ کچھ دیر بعد جب حضرت خبیب کا جنازہ اُٹھایا گیا تو حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ بھی ساتھ تھے لوگوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ چلتے چلتے اپنا پاؤں اس طرح بچا لیتے تھے جیسے کسی کے پاؤں کے نیچے کچل جانے کا اندیشہ ہو جب لوگ حضرت خبیب کو قبر میں اتار رہے تھے تو اکثر رقیق القلب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے لیکن حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی یہ بھی لوگوں کے لئے بڑی عجیب بات تھی۔ اس واقعہ کے دو ایک روز بعد کچھ صحابہ مسجد میں بیٹھے حضرت خبیب کی شہادت اور حضور اکرم ﷺ کے جنازہ کے ہمراہ جانے کے متعلق باتیں کر رہے تھے کبھی حضور اکرم ﷺ کی طرف کنکھیوں سے دیکھ لیتے۔ حضور اکرم ﷺ سمجھ گئے کہ وہ لوگ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ حضور کے پوچھنے پر صحابہ نے عرض کی...... یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جس روز خبیب کو دفن کیا گیا تھا ہم نے دو عجیب سی باتیں دیکھیں اجازت ہو تو عرض کردوں۔

حضور ﷺ کی اجازت دینے پر صحابی نے عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبیب کے جنازے میں اتنے فرشتے شامل تھے کہ چلتے چلتے میرا پاؤں ان کے پاؤں پر پڑتا اور ان کے پاؤں میرے پاؤں پر پڑ جاتے تھے جب تم لوگ میت قبر میں اتار رہے تھے تو حورانِ جنت شہید کے استقبال کے لئے اس کثرت سے موجود تھیں کہ میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا کہ یہ اسی خبیب کا جنازہ ہے کہ جس کے پاس بیٹھنا بھی تمہیں پسند نہ تھا اس کا مرتبہ دیکھ کر میں خوش ہو رہا تھا۔ (اسد الغابہ)

کفن بردوش

یہ جاں نثاری نہ صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر وفادار امتی اب بھی اسی طرح آپ کے نام پر جان ہتھیلی پر رکھتا ہے۔ ہر دور میں ہزاروں واقعات شاہد ہیں ابھی چودھویں صدی گزری ہے اس میں کئی واقعات اس قسم کے ہو گزرے ہیں۔ غازی علم الدین شہید اٹھارہ سالہ نوجوان اسی کوچہ عشق کی یادگار ہیں جو لاہور کے قبرستان میں آرام فرما ہے۔

دو نوجوان عاشقانِ نبی آخر الزمان ﷺ

ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا امیر احمد تھا کلکتہ کے ایک تاجر کتب نے کوئی کتاب چھاپی جس میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر دی گئی تھی اس پر ملک میں احتجاجی جلسے ہوئے۔ گڑھی شاہو کے جلسہ میں مولانا ابوالحسنات نے اس مذموم حرکت

کے خلاف تقریر کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ کتاب ضبط کرلی جائے اور پبلشر کے خلاف مقدمہ چلایا جائے اس جلسہ میں دو شہید عبداللہ اور امیر احمد بھی موجود تھے۔ایک قلعی گری کا کام کرتا تھا اور دوسرا ریلوے ورکشاپ کا ملازم تھا جلسے کے بعد ان دونوں نے اس کافر کو ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنایا اور کلکتہ چلے گئے۔

اس سے قبل وہ کلکتہ نہیں گئے تھے رات مسافر خانے میں رہے صبح بازار نکلے اور ہر دکان کو غور سے دیکھتے رہے آخر میں سین گپتا کی دکان پر پہنچ گئے وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہی سین گپتا ہے لیکن ان کی بصیرت کہہ رہی تھی کہ یہی وہ مردود ہے سین گپتا کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا سیلز مین سیڑھی پر چڑھ کر کتابیں درست کررہا تھا کہ انہوں نے سین گپتا پر ایک چھوٹے سے چاقو پر اس پر حملہ کردیا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔اس کی مدد کو سیلز مین اتر آیا اور وہ بھی زخمی ہوگیا یہ دونوں نوجوان پکڑے گئے کلکتہ کی عدالت میں ان کو سزائے موت ملی اور انہوں نے ہنسی خوشی اس زندگی بخش موت کو خوش آمدید کہا۔(اخبار نوائے وقت لاہور)

فائدہ

عشق ایسا امام ہے کہ جسے بھی اقتدا نصیب ہوجائے وہ جہاں بھر کا امام بن جاتا ہے جیسے آپ نے ان دونوں بھائیوں کا حال پڑھا ہے کہ عامی بچے تھے لیکن اب انہیں دنیا کا امام کہنے کو جی چاہتا ہے۔

بھائی نے بھائی کو قتل کردیا

اسی اخبار میں ایک واقعہ درج ہوا کہ ضلع شیخوپورہ دو سکھ بھائی تھے ایک نے کہیں حضورﷺ کی شان میں گستاخی کی دوسرے بھائی نے منع کیا کہ کسی کے بزرگوں کو بُرا نہیں کہنا چاہیے اس میں دونوں بھائیوں میں تلخ کلامی ہوگئی بعد میں دوسرا بھائی مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنے سگے بھائی کو قتل کرکے رسول اللہﷺ کی گستاخی کا بدلہ چکادیا۔

فائدہ

مشہور مقولہ ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب جس بھائی نے ادب کیا اسے نہ صرف اسلام بلکہ درجہ شہادت نصیب ہوا اور گستاخ بے ادب قتل ہوکر واصل جہنم ہوا۔

سوال

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسی تقابل میں اپنے نبی اکرمﷺ کی شان بڑھا کر یوسف علیہ السلام کی گھٹادی۔

جواب

یہ قاعدہ مسلم ہے کہ کسی صاحب شان کی رفعت و منزلت بیان کی جائے تو اس سے کم والے کی شان کی تنقیص

مطلوب نہیں ہوتی اور بدیہی امر ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت و شان و رفعت کے بیان سے کسی کی شان میں کمی نہیں آتی اس لئے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے آقا ہیں اور انہیں جو کچھ ملا انہیں کے صدقہ ملا۔ الٹا اسی طرح سے سیدنا یوسف علیہ السلام کی عزت وعظمت میں اضافہ ہوا اور یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا منشاء ہے۔ چنانچہ علامہ محمود رضوی صاحب جامع الصفات میں لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم و استاد معظم حضرت مولانا الحاج علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں کسی نے یہ مصرعہ پڑھا کہ

شانِ یوسف بھی گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

اعلیٰ حضرت ناراض ہوئے فرمایا یہ غلط ہے یہ کہو کہ

شانِ یوسف بھی بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

اور واقعی سچی بات ہے ہمارے نبی کسی کو گھٹانے نہیں آئے بلکہ بڑھانے آئے ہیں حضور ﷺ کو کسی سے عزت نہ ملی ان کو معزز فرمانے والا ان کا رب ہے لیکن حضور ﷺ سے سب کو عزت ملی۔

کوچہ کوچہ مہکتی ہے یہاں بوئے قمیض
یوسفتان ہے ہر گوشۂ کنعانِ عرب

حل لغات

کوچہ کوچہ، گلی گلی۔ بوئے قمیض، قمیض و کرتے کی خوشبو۔ یوسفتان، یوسف علیہ السلام کے رہنے کی جگہ۔ ہر گوشہ کنعانِ عرب، ملک عرب کے شہر کنعان کا ہر گوشہ۔

شرح

یہاں ملک عرب کی گلی گلی سرورِ عالم ﷺ کے ملبوساتِ مقدسہ کی خوشبوؤں سے بسی ہوئی ہے۔ عرب کے کنعان کا گوشہ گوشہ حضور ﷺ کی خوشبو سے یوسفتان بنا ہوا ہے۔ اس شعر میں امامِ اہل سنت قدس سرہ نے مدینہ پاک کی خوشبو کی خبر دی ہے اور یہ مبنی بر حقیقت ہے اسی لئے مدینہ پاک کا نام طیبہ، طابہ طیبہ (بتشدید الیاء) طائب مطیبہ ہے۔

اس شعر میں واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ سیدنا یوسف علیٰ نبینا الصلوٰۃ السلام کی قوتِ بصارت کے لئے کنعان سے روانہ کیا تو یعقوب علیہ السلام نے کنعان سے اس کی خوشبو محسوس فرمائی اور جب قمیض کو آنکھوں پر لگایا تو فوراً بینائی میں تیزی آ گئی۔ اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ کونین ﷺ کے وجودِ پاک کی عطر بیزیوں سے

عرب کا ہر گوشہ کنعان کی طرح یوسفستان نظر آیا ہے اور محمدی پیرہن کی خوشبوؤں سے یہاں کا کوچہ کوچہ ہر رہگذر مشکبار و خوشبودار نظر آتی ہے۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لفظ یوسفستان استعمال فرما کر اہل فن سے داد لی ہے کہ ایسا لفظ ایسے محاورہ میں کسی نے استعمال نہیں کیا۔

خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر اس موضوع کی روایات متعدد مقامات پر نقل کرتا چلا جا رہا ہے لیکن الحمد للہ تکرار نہیں .... الحمد للہ نت نیا مضمون سامنے آتا ہے اور فقیر لکھ دیتا ہے۔ خلاصۃ الوفاء میں ہے کہ حضرت الشبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مدینہ پاک کی خاک مبارک میں ایسی خوشبو ہے جو کسی مشک وعنبر سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ یہاں کی خوشبو عجیب تر ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاکِ مدینہ پاک کی خوشبو کا طویل مضمون لکھ کر آخر میں تحریر فرماتے ہیں

عرف من ذاق واجد من عرف. (جذب القلوب)

پہچانا اس نے جس نے چکھا اور پایا جس نے۔

پھر فرمایا بخدا قطع نظر باطنی لذتوں اور حضورِ قلب کے یہ نتیجہ ہے سچی محبت اور حسن اعتقاد کا اصل حسن وزیبائی جو قلب کی آنکھوں کو حاصل ہوتی ہے وہ اسی شہر پاک میں ہے۔

ہرکجا ر نوریست تاباں باکمال
ظاہر است از آفتاب ایں جمال

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لب جاں بخش حضور
عالم نور میں ہے چشمہ حیوانِ عرب

حل لغات

بزمِ قدسی، فرشتوں کی محفل۔ لب جاں بخش، روح عطاء کرنے والا ہونٹ۔ عالم نور، نور کی حالت و کیفیت۔ چشمہ حیواں، آبِ حیات۔

شرح

حضور ﷺ کے زندگی بخشنے والے مبارک ہونٹوں کی یاد (چرچا) ملاء اعلیٰ کے فرشتوں میں ہے اور عرب کے پانی میں نورِ کیفیت ہے وہ آبِ حیات سے کم نہیں ہے جو زندگی جاوید عطا کر دیتا ہے۔

ملأ الاعلیٰ

ویسے تو حضور سرورِ عالم ﷺ کے ذکر مبارک کے چرچے چار دانگ عالم ہیں خصوصیت سے ملاء الاعلیٰ کا چرچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کو حسین ترین صورت میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ ملاء الاعلیٰ کس مسئلہ میں جھگڑ رہے ہیں۔ (الحدیث مشکوٰۃ صفحہ ۷۰) ان جھگڑنے والوں کا مسئلہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے حل فرمایا۔

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسرو خیل ملک خادم سلطانِ عرب

حل لغات

القاب، لقب کی جمع۔ خسرو، بادشاہ سردار۔ خیل، جماعت، گروہ۔ ملک، فرشتہ۔ خادمِ سلطانِ عرب، عرب کے بادشاہ کا خدمت گزار۔

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بڑے بڑے اونچے القابات و خطابات پائے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے گروہ کے بادشاہ ہیں مگر عرب کے سلطان ﷺ کے در کے غلام ہیں۔

جبریل امین خادم و دربانِ محمد ﷺ

یہ تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام جملہ ملکوت سے سربراہ ہونے کے باوجود ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربان اور خادم ہیں بلکہ غور و فکر سے دیکھا جائے تو جبریل علیہ السلام کی تخلیق بھی حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی۔

حضرت علامہ یوسف نبھانی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وسیدنا جبریل علیہ السلام انما خلق لخدمۃ النبی ﷺ. (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۶۵)

جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے۔

غوثِ کبیر سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی توثیق احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ بدر کی لڑائی میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

هذا جبريل براس فرسه عليه اداوة الحرب . (خصائص جلد ا صفحہ ۲۰۰)

یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی لگامیں پکڑے ہوئے ہیں ان کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔

(۲) ابو یعلی و حاکم و بیہقی علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں تین مرتبہ سخت آندھی آئی ایسی آندھی میں نے کبھی نہ دیکھی۔ پہلی آندھی جبریل تھے جو ایک لاکھ ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے دوسری آندھی میکائیل تھے جو ایک ہزار ملائکہ کی فوج کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ کے بائیں طرف کھڑے ہوئے اور تیسری آندھی

اسرافيل نزل بالف من الملئكة عن ميسرة رسول الله ﷺ . (خصائص جلد ا صفحہ ۲۰۱)

اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ کے میسرہ بنے۔

(۳) امام بیہقی ربیع سے راوی حضرت انس نے فرمایا جنگ بدر میں جن کافروں کو ملائکہ نے قتل کیا ان کو ہم اس طرح جانتے ہیں

ممن قتلوهم بضرب فوق الا عناق وعلى البنان مثل سمة النار قداحرق به. (خصائص جلد ا صفحہ ۲۰۱)

جن کو فرشتے قتل کرتے تھے ان کی گردنوں کے اوپر اور جوڑوں پر آگ کے جلے ہوئے کا نشان ہوتا تھا۔

(۴) امام بیہقی قدیشی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب ہم کسی کافر پر تلوار اُٹھاتے تو وہ ہماری تلوار کے لگنے سے پہلے اس کا سر زمین پر پڑتا۔

فعرفت ان غيری قد قتله. (خصائص جلد ا صفحہ ۲۰۱)

تو اسے ہم نے یہ سمجھا کہ ملائکہ ان کو قتل کر دیتے تھے۔

فائدہ

بدر میں جبریل و میکائیل اور ملائکہ حاضر ہیں اور حضور ﷺ کی کمان میں مصروفِ جنگ ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ بدر کے معرکہ میں فوج کا سپہ سالار کون تھا وہ ذاتِ نبوی تھی جن کی قیادت اور ماتحتی میں معصوم ملائکہ جہاد کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ جبرئیل و میکائیل حضور ﷺ کے وزیر ہیں اور فرشتے آپ کی فوج کے سپاہی ہیں۔

جن و ملک میں ان کے سپاہی

رب کی خدائی میں ان کی شاہی

مزید براں

صرف جبرئیل ہی نہیں بلکہ تمام ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کی لڑائی ختم ہوئی تو حضرت جبریل ہتھیاروں سے مرصع ایک سرخ گھوڑے پرسوار ہوکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کی

ان اللہ یعثنی الیک وامرنی ان لاافارقک حتی ترضی ھل رضیت قال نعم رضیت فانصرف.

(خصائص جلد ا صفحہ ۲۰۳)

یارسول اللہ ﷺ ! مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا کہ میں آپ ﷺ سے اس وقت تک نہ جدا ہوں جب تک کہ آپ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہوجائیں تو کیا سرکار مجھ سے راضی ہوگئے حضور ﷺ نے فرمایا میں راضی ہوں۔

جبرئیل علیہ السلام واپس چلے گئے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد (ﷺ)

اسے کیا کھئے

اس شان وشوکت پہ قربان لیکن وفادار امتی ورنہ غدار امتی تو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ثابت کرتا ہے جبریل علیہ السلام استاد اور حضور ﷺ ان کے شاگرد (معاذاللہ) کہاں جبریل علیہ السلام یہاں تو یہ حال ہے۔

صدھزاراں جبریل اندر بشر بھر حق سوئے غریباں یك نظر

مزید دلائل فقیر کے رسالہ "جبریل امین خادمِ دربان" میں پڑھئے۔

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ وخورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حل لغات

بلبل، ہزار داستان، مشہور پرندہ۔ نیلپر، نیل کنٹھ، ایک پرندہ جس کے پر اور گردن نیل ہوتی ہے۔ کبل، چکور۔ مہ، ماہ کا مخفف چاند۔ خورشید، سورج۔ ہنستے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں۔

شرح

اے پروانو! اے شمع ماہ و خورشید پر خاموشی سے جان دینے والو، بلبل چمنستان رسول بنو، نیل کنٹھ بنو، چکور بنو اور پیارے حبیب سرور عالم ﷺ کے گیت اپنی پیاری پیاری آوازوں میں گاؤ یہ کیا کہ جہاں کہیں فانی اور عارضی روشنی دیکھی وہیں مر مٹے۔ حضور منبع نور ﷺ کے دیارِ پاک عرب کے چراغوں کی روشنی کا یہ عالم ہے کہ چاند و سورج اس کے سامنے شرمندہ ہیں۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے امت کو مصطفیٰ ﷺ سے لولگانے کا درس دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے عشق و محبت سے تمام کام سنور جائیں گے اس لئے کہ آپ کے سوا جس سے لولگاؤ گے غور سے دیکھو گے تو وہ خود آپ کے نظر کرم کا محتاج ہوگا اور آپ سے لولگانے کا ذرہ بے مقدار ہمدوش سلیمان بن جاتا ہے۔

☆ ابن ابی قحافہ تھے صدیق اکبر بن گئے۔

☆ ابن الخطاب تھے فاروق اعظم بن گئے۔

☆ عثمان بن عفان تھے ذوالنورین بن گئے۔

☆ فرزند ابی طالب تھے حیدر کرار بن گئے۔

یہاں تک کہ آپ کا ہر صحابی اغواث، اقطاب و ابدال و اوتاد سے افضل قرار پا گیا۔

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسن ازل طالب جاناں عرب

حل لغات

حور، حوراء کی جمع اور اردو میں واحد مستعمل ہے، گورے رنگ والی ایسی سیاہ اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں جن کی آنکھوں کے ڈھیلوں کا سفید حصہ نہایت سفید اور سیاہ حصہ (پتلی) نہایت سیاہ چمکدار ہو اس سے جنتی عورتیں مراد ہیں، موسیٰ، نام، مشہور پیغمبر خدا علی نبینا و علیہ السلام جنہوں نے تجلیاتِ الٰہی پر نظر ڈالی ہے اگر چہ تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے لیکن خدا کے حسن و جمال کی اہمیت سے بے خبر ہیں کیونکہ تجلیات سوئی کے ناکہ کے کروروں حصہ سے بھی کم تھیں۔ حسن ازل، قدیم حسن، ازل، قدیم، خدائے ازلی کا حسن ازلی۔ طالب جاناں عرب، عرب کے محبوب کا طالب، چاہنے والا۔

شرح

ہم حوروں سے کیا کہیں خدائے ازلی کے حسن و جمال سے ناواقف ہیں ہاں موسیٰ علیہ السلام سے ضرور عرض کریں گے کیونکہ انہوں نے کچھ حصہ حسن پر نظر کی ہے انہیں اس کی اہمیت سے واقفیت ہے کہ خود خدا سے ازلی کا حسن ازلی عرب

کے محبوب کا طالب (چاہنے والا) ہے۔

دیدارِ موسیٰ علیہ السلام

تفسیر فارسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے یا عرش کے نور سے سوئی کے ناکہ کے برابر اپنا جلوہ ظاہر فرمایا۔
اس کے باوجود

موسیٰ بیہوش رفت زیر توصفات
توعین ذات می نگری در تبسمی

موسیٰ علیہ السلام صفاتی پرتو سے بیہوش ہوگئے آپ عین ذات کو دیکھ کر تبسم فرماتے رہے۔

کیا ہے شانِ احمدی

(۱) موسیٰ علیہ السلام کو تمنا پر دیدار ہوا ہمارے حضور ﷺ کو دعوتِ دیدار کی گئی۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کے لئے انتظار کرنا پڑا ہمارے حضور ﷺ کے تشریف لے جانے تک لامکان تک انتظار
اوسراپا انتظار وایں سراپا منتظر بفتح الظاء وہ جن کا انتظار کیا جائے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لئے جملہ حجابات اُٹھا دیئے گئے موسیٰ علیہ السلام کو صفاتی جلوہ سے ایک معمولی جھلک سے نوازا گیا اور ہمارے حضور ﷺ کو عین ذات کے بلاحجاب مکمل جلوے نصیب ہوگئے۔ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے یہاں خود ذاتِ حق فرمارہی ہے "ماکذب الفواد مارای"

باپردہ واپسی

موسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے تو زوجہ مکرمہ نے زیارت کی خواہش کی اس لئے کہ آپ واپس ہوئے تو چہرہ پر نقاب تھا کیونکہ چہرہ پرنور کی چمک سے لوگ دیکھتے ہی بے ہوش ہوجاتے آپ نے نقاب ہٹایا تو چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا یہاں تک کہ بی بی کو اپنے آنکھوں پر ہاتھ رکھنا پڑا۔ (روح البیان پارہ ۹)

مخالفین کے نانوتوی صاحب بھی لکھ گئے کہ

رہا رخ پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا تجھے جز ستار

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضا عجمی ہو سگ حسانِ عرب

حل لغات

کرم نعت، نعت گوئی کے سلسلے میں بخشش وکرم کرنے والے (منبع جودوکرم) رسول اکرم ﷺ کچھ دور نہیں کچھ بعید نہیں کوئی مشکل نہیں۔سگ، کتا مجاز اً شیدا۔گلستانِ عرب، عرب کے رہنے والے، رسول اکرم ﷺ کے نہایت فصیح و بلیغ شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو نعت گوئی کے صلے میں خوش ہو کر سرکار ﷺ نے اپنی چادر مبارک اتار کر عطا فرمادی تھی۔اس کے علاوہ اور بہت سے انعامات عطا فرمائے تھے جو نعت ہی کہنے کے صلے میں تھے۔

شرح

نعت گوئی کے صلے میں بخشش کرنے والے منبع جودوکرم ﷺ کے نزدیک یہ بات کوئی دشوار نہیں ہے کہ عجم کے باشندہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کو حسانِ عربی، شاعر رسولِ عربی ﷺ کا کتا (کوچے کھچے پر اکتفا کرلیتا ہے) یعنی وفادار اور خادم بنادیں یا حضرت حسان کے کتے کا خادم بنادے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

کمال ادب وتواضع

اعلیٰ حضرت کی شاعری کا لوہا مخالفین بھی مان گئے بلکہ جو لوگ اپنی شاعری کے گھمنڈ میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے وہ بھی آپ کو امام الشعراء تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے۔اتنا کمال کے باوجود خود سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کتے (خادم بننے) پر فخر و ناز بلکہ اس کی تمناو آرزو کرتے ہیں۔

نعت پاک نمبر۱۶

پھر اُٹھا ولولہ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابانِ عرب

حل لغات

پھر اُٹھا، دوبارہ ابھرا۔ولولہ، جوش وخروش۔مغیلان، ببول کا درخت۔بیابان، جنگل، میدان۔

شرح

مجھے اپنے محبوبِ تاجدار، عرب وعجم، محمد عربی ﷺ کی سرزمین عرب بلکہ اسی سرزمین کے خس وخاشاک اور کانٹوں بھرے درختوں اور جھاڑیوں سے بھی انتہائی عقیدت ومحبت ہے اس دیارِ محبوب میں جا کر کبھی وہاں کی خاک کو چوما اور کبھی

پھولوں کو آنکھوں سے لگایا اور کبھی وہاں کے خار دار درختوں کو دیوانہ وار چوما اور آنکھوں سے لگایا تھا اور ان کی خوش قسمتی پر رشک کیا تھا اب دوبارہ ہند میں بیٹھے عرب کے ببولوں اور خار دار درختوں کی یاد کا جوش وخروش پھر ابھر آیا ہے اور اب پھر عرب کے بیابان کی جانب میرا دل کھنچ رہا ہے۔

عشاق کا حالِ زار

اس شعر میں ان عاشقانِ مدینہ کا بیان ہے جو ایک دفعہ مدینہ پاک کی زیارت کر لیتے ہیں اس کے بعد وطن پہنچ کر ان کا کیا حال ہوتا۔

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

حل لغات

باغِ فردوس، جنت الفردوس۔ ہزارانِ عرب، عرب کی بلبلیں۔ ہائے، درد کی آواز۔ صحرائے عرب، عرب کا چٹیل میدان۔ بیابانِ عرب، عرب کا جنگل۔

شرح

جب عرب کے محب اور مدحت سرائے رسول ﷺ وصال کر جاتے ہیں تو سیدھے جنت الفردوس کو چلے جاتے ہیں اور اپنے محبوب وممدوح کی پیاری سرزمین کو خیر باد کہہ دیتے ہیں فراق کا تنہائی درد وکرب ہے میرے لئے اس کی جدائی نا قابل برداشت ہے نامعلوم لوگ اس کی جدائی کیسے گوارا کر کے جنت کو جاتے ہیں میرے نزدیک تو میرے محبوب کے دیار ''عرب'' کے صحرا و بیابان جنت الفردوس سے کہیں بہتر و جاذب ہیں۔

مدینہ کیا ہے

بعض لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مدینہ پاک جنت الفردوس سے بڑھ کر کیوں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں انسان کو بہشت میں آرام ملے گا اور اسی کا ہر ایک خواہشمند ہے لیکن اس میں مرکزیت مدینہ پاک کے مقام کو ہوگی۔ فقیر نے ''محبوب مدینہ'' (تصنیف) میں تفصیل لکھی ہے۔ تلخیص کے طور پر ملاحظہ ہو

(۱) مقامِ محمود افضل ترین جگہ اور وہی حضور ﷺ کی قیام گاہ وہ مقام کہاں سے آئے گا یہی قیام گاہ بہشت میں منتقل ہوگی جہاں آج آپ آرام فرما ہیں کیونکہ جملہ مذاہب کا اتفاق ہے کہ موجودہ آرام گاہ ہر مقام سے افضل یہاں تک کہ کعبہ وعرش سے بھی۔

(۲) ریاض الجنۃ مسجد نبوی کا ایک مخصوص حصہ جس کے لئے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة. (صحیحین)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

فائدہ

فقیر نے محبوبِ مدینہ میں امام سمہودی کی تحقیق سے بدلائل ثابت کیا ہے کہ ریاض الجنۃ کو بہشت میں منتقل کیا جائے گا۔

تمام مسجد نبوی ریاض الجنة

یہی امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں عرف میں تو صرف وہی ٹکڑا ریاض الجنۃ لیکن درحقیقت تمام مسجد ریاض الجنۃ ہے۔

حدود مسجد نبوی ﷺ

یہ بھی متفق علیہ فیصلہ ہے کہ مسجد نبوی سے صرف حضور ﷺ نے فرمایا میری مسجد (نبوی شریف) اگر چہ ضحاء (نام مقام) تک بڑھ جائے تب بھی میری مسجد ہے۔ (وفا الوفاء) ۱۴۰۵ھ کے بعد سعودی حکومت نے اس علم غیب کی تائید کر دی ہے کہ اب قدیم مدینہ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکانات تھے وہ اکثر مسجد نبوی میں ہیں اور مسجد نبوی ریاض الجنۃ بہشت کا ایک حصہ ہے نتیجہ نکالئے کہ مدینہ بہشت کا ایک حصہ ہے۔

حجرات الرسول جنت ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا

مابین هذاالبیوت الی منبری روضة من ریاض الجنة والمنبر ترعة من ترع الجنة.

(وفا الوفاء بر حال صحیحین)

ان کے گھروں سے میرے منبر تک بہشت کے باغات ہیں اور منبر جنت کا ایک دروازہ ہے۔

جبل احد

جبل احد باب الجنۃ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اور روایاتِ صحیحہ میں ہے کہ مدینہ پاک کے ہر دروازہ پر فرشتہ پہرہ دے رہا ہے اسی لئے اس میں دجال کا داخلہ بند ہے۔

امام احمد رضا کا موقف

امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف ہے جو جملہ عشاق کا ہے کہ جنت اور جنت میں یہی مقام (مدینہ پاک) جملہ جنات کے لئے دار الخلافہ کی طرح ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ مدینہ پاک کی کیا قدر و منزلت ہے اسی لئے اب جو بھی مدینہ پاک سے منہ موڑتا ہے اس کے لئے سمجھ لیں کہ اسے بہشت کی بو تک نصیب نہ ہو جو لوگ مکہ معظّمہ جا کر مدینہ پاک نہیں جاتے ان جیسا بد بخت دنیا میں اور کوئی نہ ہوگا۔

مدینہ پاک کی قدر و منزلت کا راز

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی عظمتیں سرکارِ دو عالم ﷺ کے دم قدم سے ہیں لیکن یہ شہر خدا تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ ہے۔ آقا دو عالم ﷺ نے مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرماتے وقت ربِ کریم سے دعا فرمائی اے اللہ! تو نے میری محبوب ترین جگہ سے مجھے ہجرت کرائی اب تو مجھے اس قطعہ زمین میں آباد کر جو تجھے سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (مستدرک حاکم)

چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمام شہروں میں سب سے پیارا اور محبوب و مرغوب شہر مدینہ منورہ ہے جہاں اس نے اپنے محبوب ﷺ کو آباد کیا۔

حدیث

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے عظمت مدینہ کے ذکر میں فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح کھنچ آتا ہے۔

موت مدینے کی

تمام اہل محبت مسلمان مدینہ طیبہ میں اپنی موت اور تدفین پسند کرتے ہیں تو اس کا سبب سرکار ﷺ سے ان کی محبت ہے اور لوگ یہ خواہش کیوں نہ کریں کہ وہاں تدفین کی عظمت ہی بہت ہے۔ موطا امام مالک میں حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے کہا کہ مومن کے لئے یہ اچھا ٹھکانہ نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا تو نے بہت برا کہا اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ شہادت فی سبیل اللہ مومن کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے اس کے مقابلے میں گھر پر مرنا اچھا ٹھکانہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مدینہ کی موت قتل فی سبیل اللہ جیسی نہیں بلکہ اس سے افضل ہے اور کوئی قطعہ زمین ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر پسند ہو سوائے مدینہ کے۔ مسلم شریف میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آقا دو عالم ﷺ فرماتے ہیں

المدينة خير لهم لو كانو ايعلمون.

یعنی مدینہ منورہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر جانتے ہوں۔

بیہقی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے جو شخص مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ مدینہ ہی مرے اس لئے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کا گواہ اور سفارشی بنوں گا۔

محبوبِ خالق و مطلوب خلائق ﷺ نے مدینہ کو حرام قرار دیا۔ مسلم شریف میں ہے سرکار ﷺ نے فرمایا الٰہی میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصے کو باحرمت قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو باحرمت قرار دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ الٰہی ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنا دیا میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصوں کو حرم بناتا ہوں نہ اس میں خون بہایا جائے نہ لڑائی کے لئے ہتھیار اُٹھایا جائے اور نہ اس کے درخت کو کاٹا جائے صرف جانوروں کو چرنے کے لئے درخت استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ موطا امام مالک میں بھی مدینہ پاک کو حرم قرار دینے کی حدیث پاک روایت کی گئی ہے۔

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب اور پسندیدہ ترین شہر میں اپنے محبوب پاک ﷺ کو بسایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسے حرام فرمایا اس میں موت اور تدفین کی عظمت بیان فرمائی اور سید عالم ﷺ اسی مقدس زمین میں آرام فرما ہیں ان وجوہ سے اس سرزمین کی فضیلت و عظمت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے یہ کئی وجوہ سے محترم ٹھہری لیکن سب سے بڑا باعث تو ہمارے آقا و مولا کائنات کے آقا و مولا ﷺ کا اس سرزمین میں تشریف فرما ہونا ہے۔

اور ہم جیسے گنہگاروں کو تو سرکار ﷺ نے اپنے کھاتے میں ڈال رکھے ہیں کہ ''الطالح لی'' جن سے کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے ان کے لئے حکم یہی ہے کہ سرکار ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوں۔ سورۂ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفر و الله و استغفر لهم الرسول لوجد و الله توابا رحيما.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور رسول اللہ ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

پھر جب غلطی کرنے والے کسی جرم یا گناہ کے مرتکبین بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو گئے تو اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو فرمادیا کہ ایسوں کو رحمت و بخشش کی نوید سنا دیں۔ سورۂ الانعام میں ہے

و اذا جاء ک الذين يومنون بايتنا فقل سلم اليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء ابجها لة ثم تاب من بعده و اصلح فانه غفور رحيم.

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جو مومن اپنی غلطیوں پر شرمندہ توبہ کرتا ہوا آستانہ نبی کریم ﷺ حاضر ہوگا اسے حضور سید عالم ﷺ کی جانب سے السلام علیکم کا تحفہ نصیب ہوگا تو اس کی بخشش وغفران میں کیا شک رہ جائے گا۔

وہ شخص تو بہت خوش قسمت ہے جسے مدینۃ النبی ﷺ میں حاضری نصیب ہو اور وہاں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز حاصل کرلے لیکن جب تک وہاں حاضری کی تمنا پوری نہ ہو غلطی کے مرتکب مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دربارِ مصطفوی ﷺ میں حاضر کر کے خضوع وخشوع اور محبت وعقیدت کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ سرکار ﷺ اپنے محبّ امتی کے درود وسلام کا جواب عطا فرماتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے بھی آپ کو آقا حضور ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز نصیب ہو گیا تو سمجھے کہ آپ نے غفران وبخشش کی حد کو چھولیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کے قصد سے مدینہ منورہ میں حاضری دینے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جاتی ہے۔ دارقطنی میں ہے آقا ومولیٰ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری سفارش لازم ہو جاتی ہے

من زار قبری وجبت له شفاعتی.

طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جو زائر میرے پاس آئے اور اس کا مقصد محض میری زیارت ہو اور وہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور مقصد سفر نہ ہو تو میرے لئے لازمی ہے کہ میں اس سفارشی شفیع بن جاؤں۔

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث پاک مروی ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کرے وہ روزِ حشر میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کا سفارشی ہونگا۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ پاک میں حاضر ہو کر روضۂ مقدسہ کی زیارت کرنا خود حضور ﷺ ہی کی زیارت کرنا ہے۔

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکین حسن ترا جانِ عجم شانِ عرب

شرح

اے محبوب عرب وعجم ﷺ آپ کی میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں ہی عجم والوں کا دین اور عرب والوں کا ایمان ہے اور آپ کا حسن نمکین عجم والوں کی روح و جان اور عرب والوں کی سراپا شان ہے۔

گفتگوئے مصطفی ﷺ

حضور سرورِ عالم ﷺ کی میٹھی اور پیاری پیاری گفتگو عجمیوں کا دین اور عربوں کا ایمان کیوں نہ ہو جب خود اللہ تعالیٰ کو محبوب کی گفتگو مرغوب ومحبوب بلکہ اس کی قسمیں یاد فرماتا ہے۔

قرآن مجید

وقیله یارب ان هولاء قوم لایومنون (پارہ ۲۵)

مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وماینطق عن الهویٰ ان هو الا وحی یوحی. (سورۂ النجم، رکوع ۱، پارہ ۲۷)

اور یہ نبی (ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتا اس کی گفتگو تو وحی ربانی ہے۔

احادیث مبارکه

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں لکھ لیتا تھا تاکہ یاد کرسکوں۔ ایک دفعہ قریش کے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا عمل درست نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کے مختلف احوال ہوتے ہیں کبھی خوش، کبھی رنج، کبھی غصہ وغیرہ وغیرہ اور انسان جو بات غصہ میں کہہ دیتا ہے دوسری حالت میں نہیں کہتا اس لئے تمہارا ہر گفتگو کا لکھنا درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے میں متاثر ہو کر

فاسکت عن الکتاب فذکرت ذلک الی النبی ﷺ.

میں نے آپ کی گفتگو کو لکھنا چھوڑ دیا اور حضور ﷺ سے عرض بھی کر دیا۔

آپ نے اپنے منہ اقدس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا

اکتب فو الذین نفسی بیده مایخرج منه الاحق.

لکھ لیا کر اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے حق کے سوا کچھ خارج نہیں ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ جو خبر میں دیتا ہوں وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا۔ صحابہ نے عرض کی

انک تداعبنا یارسول الله.

یارسول اللہﷺ ہم سے کبھی کبھی آپ خوش طبعی تو فرماتے ہیں

آپﷺ نے فرمایا

انی لا اقول الاحق.

فائدہ

دراصل یہ مسئلہ فنائیت کا ہے یہ وہ سمجھے گا جو مقامِ فنائیت سے واقف یا کم از کم اس پر یقین رکھتا ہے یہ مسئلہ حدیث مذکور سے بھی ثابت ہے۔

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی لله لابره.

بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے بال الجھے ہوئے اور گردوغبار میں اٹے ہوئے ہوتے ہیں ایسے خستہ حال ہوتے ہیں کہ اگر وہ لوگوں کے دروازوں پر جائیں تو لوگ حقارت سے انہیں دھکا دے کر نکال دیں لیکن خدا کے دربار میں ان کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو پروردگارِ عالم ضرور ضرور ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے اور ان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے اس کا خلاصہ یہ بہت ہے۔

گفته او گفته الله بود　　　گرچه از حلقوم عبدالله بود

ان کا کہا ہوا کلام اگرچہ اللہ کے بندے کی زبان سے نکل رہا ہے مگر تم یہ سمجھو کہ وہ اللہ کا فرمان ہے جو ایک بندے کی زبان سے نکل رہا ہے گویا جو کچھ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے وہی تقدیرِ الٰہی ہوا کرتی ہے۔ حضرت مولانا روم انہی لوگوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

بے ادب هرگز باشی باملنگ　　　هست ادوریائے وحدت رانهنگ

خبردار

ہرگز مجذوبوں کے ساتھ کبھی بے ادبی مت کرنا یہ لوگ دریائے وحد کے مگر مچھ ہیں جس طرح مگرمچھ دریا میں بے خوف و خطر پھرتا ہے اسی طرح یہ لوگ ہر خوف و غم سے بے نیاز ہو کر دنیا میں چلتے پھرتے رہتے ہیں

گرچہ　ظاہری　شوواز　خاکسار

باطنش　از　نور　معنی　برشمار

اگرچہ ظاہر میں یہ لوگ خاک آلود میلے کچیلے ہوتے ہیں مگر ان کے باطن کو نورِ حق سے مالا مال سمجھو

قبل مردن خویش راقانی کند　　　　درجهان دین سلطانی کند

مرنے سے پہلے بندہ خودکوفانی کرے پھر جہان دین ودنیا میں شاہی کرے

اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامانِ عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

حل لغات وشرح

گریہ،آنسو۔ دامانِ عرب،عرب کے دامنوں کے گہر (موتی)۔لعل،لال کا معرب،سرخ قیمتی پتھر،یاقوت۔زہرا، لخت جگر رسول ﷺ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب مبارک اس لئے کہ ان کا رنگ پھول کی طرح تھا۔کانِ عرب،عرب کے دامن میں رکھ دیا تھا جنہیں عرب ہی لوگوں نے ظلماً مار کر شہید کر دیا اس کے بعد عرب کے دامن میں خون کے آنسو ہی گوہر نایاب بنے ہوئے ہیں یعنی ہر شخص جوان دو لعلوں سے محبت وعقیدت رکھتا ہے ان کی شہادت اور ان پر کئے گئے ظلم وستم پر دو آنسو ضرور بہا دیتا ہے۔

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے وہ حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

شرح

دراصل دل وہی کہلانے کے لائق ہے جو اپنی آنکھوں سے عرب کے عجائبات وزرین اشیاء کا نظارہ کرکے حیرت زدہ "ہکا بکا" رہ جائے اور آنکھیں درحقیقت وہی کہلائیں گی جو دل وجان سے عرب کے قربان ہو جائیں اس لئے کہ عرب محبوبِ کریم ﷺ کا دیس ہے اور محبوب کا دیس بھی محبوب ہوتا ہے۔خود حضور ﷺ نے فرمایا

احبوا العرب فانی عربی و القرآن ولسان اهل الجنة عربی.

عرب سے پیار کرو اس لئے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی میں ہے اور اہل جنت کی بولی بھی عربی ہے۔

ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
کہ بہت دور رہے خار مغیلانِ عرب

حل لغات

ہائے،کلمہ،افسوس،اس سے درد واندوہ کا پتہ چلتا ہے۔لگی پھانس،پھانس لگنا،تنکا چبھنا،لکڑی کا ریشہ،جسم میں گڑ جانا۔الم،درد۔

شرح

میرے دل میں دیارِ محبوب کی یاد کے درد کی پھانس ہائے کیسے عجیب وقت میں چبھی ہے کہ عرب کے ببولوں کے کانٹے تو ابھی بہت دور دراز ہیں ابھی سے درد واضطراب قلق اور تڑپ بہت ہی جانکاہ ہے۔

فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

حل لغات

فصل گل،موسم بہار۔وصل،محبوب سے ملاپ۔آس،امید۔

شرح

بہار کا موسم نہیں ہے تو نہ سہی لاکھ مرتبہ نہ ہو مگر محبوب سے ملاپ کی ایک ہزار مرتبہ امید رکھو کیونکہ عرب کے باغ سدا بہار ہیں بے فصل بھی پھولتے پھلتے رہتے ہیں موسم بہار کے محتاج نہیں۔

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

حل لغات

کچھ عجب رنگ سے،کچھ عجیب کیفیت ہے۔

شرح

چمنستان عرب کچھ ایسی عجیب کیفیت سے پھولا (کھلا) ہے کہ ہر روز لاکھوں چمن (فرشتے) اس پر قربان ہونے کے لئے چلے آتے ہیں۔

اس میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی محبوبی کشش کا ذکر ہے کہ آپ کے طفیل عرب کی جانب لاکھوں بندگانِ خدا ہر دور میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں مثلاً موسم حج میں کیسے بندگانِ خدا حاضری دیتے ہیں اب تو عمرہ کا بہانہ کرکے بے شمار عاشقانِ رسول ﷺ حاضری سے مشرف ہورہے ہیں بالخصوص مدینہ طیبہ کی بیتابی دیدنی ہے کہ سعودی اپنے قانون کو جتنا زیادہ متحرک کرتے ہیں اس سے بڑھ کر ہزاروں کی تعداد میں روزانہ آ جارہے ہیں ادھر وہ بے قانون نے لوگوں کو ٹرکوں پر لاد کر جدہ تک پہنچتے ہیں تو ان کی واپسی پر لے جانے والوں سے بڑھ کر نئے آنے والے آجاتے ہیں۔

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں

گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

حل لغات

عندلیبی پہ،عندلیب ہونے پرنغمہ سرائی پر۔

شرح

پھل اور بلبل دونوں گلستانِ عرب کے عندلیب ہونے اوراس کی ثناء میں نغمہ سرا ہونے پرلڑ تے جھگڑ تے اور آپس میں کٹے مرے جارہے ہیں۔گلستانِ عرب میں کچھ ایسا پر کیف ہے کہ جس کی وجہ سے گل و بلبل دونوں ہی بے قرار کئے ہوئے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کا حسن و جمال

شعر میں اشارہ ہے کہ جملہ حسینان عالم سے حسین تر حبیب خدا ﷺ کی ذات ہے کہ جن کے حسن و جمال پر جملہ عشاق بلکہ خودان کے معشوق اپنے حسن و جمال کے باوجود حبیب خدا ﷺ کے حسن و جمال کے گرویدہ ہیں۔

رُخ انور

حضورِ اکرم ﷺ کا روئے مبارک جو جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انور تجلی حق کا مظہر تھا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے ہی پکار اُٹھے

رخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

فائدہ

خداوند ذوالجلال نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی خلقت اپنے نور سے فرما کر بشری لباس میں اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ انسان رشد و ہدایت کی دولت سے سرفراز ہوسکیں۔اگر حضور ﷺ اپنے حقیقی حسن و جمال میں جلوہ گر ہوتے تو انسان نہ صرف فیض و برکت سے بلکہ دیدار پُر انوار کی سعادت سے بھی محروم رہتے۔چنانچہ محققین علماء فرماتے ہیں

(۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ جلد ۱صفحہ ۹،۱۰،۱۱ میں ارقام فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ از فرق مابقدم همه نوربود كه دیده حیرت در جمال وكمال خیره می شود مثل ماه وآفتاب تابان روشن بود واگر نقاب بشریت پنوشیده بودے هیچ كس را مجال نظر وادراك حسن او ممكن بنو دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو حسن تمام عطا فرمایا ہے۔

(۲) امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے ورنہ آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں۔

(۳) علامہ علی قاری محدث جمع الرسائل بشرح الشمائل جلد۲ صفحہ ۷ پر سرورِ عالم ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں

قالبعض المحققين ان جمال نبينا ﷺ كان في غاية الكمال و ان من جمله صفائه و كثرة ضيائه على ماروى ان عبودته كان يقع نورها على الجدار بحيث يصير كالمراة يحلى على ماقابله من مره ولكن الله ستر عن اصحابه كثيرا من ذلك الجمال الزهر والكمال اليا هر اذلوبرز اليهم لصعب النظر اليه عليهم.

بعض محققین نے بیان فرمایا کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کا حسن و جمال انتہائی درجہ کمال پر تھا۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ کی تصویرِ منیر کا نور دیواروں پر پڑتا تھا اور وہ دیواریں آئینہ کی طرح حضور ﷺ کے نور کی حکایت کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ اگر وہ پوری آب وتاب سے جلوہ فگن ہوتا اور مکمل جمال ظاہر ہوجاتا تو صحابہ کو آپ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھنا مشکل ہوجاتا۔

(۴) یہی علامہ موصوف اسی کتاب کے جلد ا صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں

قال بعض اصوفية اكثر الناس عرفوالله عزوجل وما عرفوا رسول الله ﷺ لان حجاب البشرية عظى ابصارهم.

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی معرفت نامہ کسی کو بھی حاصل نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا بشری حجاب ان کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے

یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت نفس الامری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

(۵) خود رسول اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا

یاابابکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی.

اے ابوبکر مجھے جیسا حقیقت میں میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ (مطلع المسرات)

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

(٦) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عجیب وغریب خواب اپنی کتاب درالثمین فی مبشرات النبی الامین میں نقل کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد جب سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ مصر کی دوشیزاؤں نے عالم وارفتگی میں اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں مگر جناب کو دیکھ کر کسی پر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوئی یہ کیا بات ہے؟

فقال النبی ﷺ جمالی مستور عن اعین الناس غیرۃ من اللہ عزوجل ولوظھر لفعل الناس اکثر مافعلوا احین راؤ یوسف.

حضور ﷺ نے فرمایا! اے عبدالرحیم اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اگر میرا حسن و جمال آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال بھی اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا

اک جھلک دینے کی تاب نہیں عالم کو
وہ گر جلوہ کریں کون تماشائی ہو؟

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند نے کیا خوب کہا

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

ہمارے علاقہ سرائیکی کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد یار صاحب گڑھی اختیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

حقیقت محمد ﷺ دی پا کوئی سکدا
اتھاں چپ دی جاہے الا کوئی نہیں سکدا

حضور سرورِ عالم ﷺ کی حقیقت کو کوئی پا نہیں سکتا یہاں خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کش بلبل گل خندانِ عرب

حل لغات

کہاں پھول کہاں خار کا کام، کہاں پھول جیسی نرم و نازک چیز اور کہاں ان پھولوں سے کانٹوں کا کام۔ دامن کش، دامن کھینچے والا۔ گل خندان، کھلا ہوا پھول۔

شرح

اے پیارے محبوب میں آپ کی رحمت کے قربان جاؤ کیسی خوبی کے ساتھ نرم و نازک پھولوں سے کانٹوں کا کام لیا گیا ہے۔

یعنی عرب کے کھلے ہوئے پھولوں نے خود بلبلوں کے دامن دل کھینچ لئے کہ ہر حسین اور ہر بلند خواہ وہ نبی (علیہ السلام) ہو یا فرشتہ (اولیاء اور دیگر عوام کی بات ہی کیا ہے) حضور سرورِ عالم ﷺ کے سرشار ہونے کو بے تاب ہے۔

انبیاء علیہ السلام

ہر نبی علیہ السلام کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔ چند حضرات کے متعلق عرض کردوں

آدم علیہ السلام

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کا حضور سرورِ عالم ﷺ کی یاد میں وقت بسر کرنا سب سے زیادہ منقول ہے مثلاً آپ سے اکثر سنا جاتا تھا

یا ابنی ظاهر ویا ابای معنی

میرے بیٹے ظاہر میں اور باطن میرے رب (اصل)

(۲) پیدا ہوتے ہی حضور ﷺ کا اسم گرامی ہر جگہ منقوش و مرقوم دیکھا۔

(۳) ملائکہ کے سجدہ کی وجہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کا بتادیا عرض کی میں بھی زیارت کروں تو نورِ محمدی ان کے انگوٹھوں کے مقام پر ظاہر کردیا۔ آدم علیہ السلام نے انگھوٹھوں کو چوما جو تا حال آپ کی اولاد میں سنت (طریقہ) جاری ہے۔ (کنز العباد)

(۴) جب زمین پر تشریف لائے محزون و مغموم تھے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اذان سنانے کا فرمایا آدم علیہ السلام نے آپ کو اسم گرامی سن کر سکون پایا۔ (مدراج)

(۵) تین سو سال رونے کے بعد اپنی معافی کے بعد نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی وسیلہ پیش کیا۔ (المستدرک جلد ۲ صفحہ

٦١٥) مزید واقعات اور تفصیل فقیر کتاب ''شہد سے میٹھا نام محمد (ﷺ)'' میں ہے۔

کشتی نوح

معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے فرمانِ الٰہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی تمام تختوں پر انبیاء علیہم السلام کے نام لکھے صبح اٹھ کر سب کو محو پایا نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر محو پایا بہت مضطر ہوئے کہ روز محنت رائیگاں ہوتی ہے۔ وحی الٰہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح علیہ السلام ان اسماء کو ہمارے نام سے ابتدا کرو اور ہمارے حبیب ﷺ پر ختم کرو یہی نام محو ہونے سے محفوظ رہیں گے اس کے بعد آپ روزانہ کی پریشانی سے بچیں گے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پہلے نامِ الٰہی لکھا اور بعد ازاں حضور سید عالم ﷺ کا نام منقوش کیا جب حضور اکرم ﷺ کا نامِ نامی منقوش فرما چکے تو ملاءِ الاعلیٰ نے ندا دی

یانوح الان قدتمت سفینتک

یعنی اے نوح علیہ السلام اب آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

رجودش گرنگشتی راہ مفتوح بجودی کے رسیدے کشتی نوح

کشتی نوح کے تمام تختے جوڑ دیئے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ الانبیاء سرکارِ دو عالم ﷺ کے چار دوست ہونگے ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے جائیں یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں ان اسماء کی برکت سے آفاتِ سماوی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام کے اسماء گرامی اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ناموں سے معمور ہوگئی ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان سے محفوظ رہی۔

اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکار دو عالم ﷺ کی اتباع اور چہار صحابہ رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہوگا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفانِ برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جائے سکے گا۔ معارجِ النبوۃ جلد اول

اگر نام محمد را نیاور دے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

(عارف جامی قدس سرہ)

اسی طرح شیث وادریس اوران کے بعد آنے والے انبیاء نبینا وعلیہم السلام یہاں تک ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب و دیگر حضرات اپنے دور میں گل خندانِ عرب کی یاد کے دیئے جلائے رکھے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

لم یبعث اللہ نبینا من ادم فمن دونہ الا اخذ علیہ العھد فی محدم لئن وھو حی لیؤمنین بہ ولینصرتہ ویا خذالعھم بذلک علے قومہ.

فائدہ

جن پر حسن کوناز تھا وہ بھی ہمارے حضور ﷺ کے حسن کے متوالے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو نجات ملی

حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے چنانچہ درجاتِ جنت حور وقصور دیکھے، عرش مجید کوملائکہ کی نوری جماعتوں کے ساتھ دیکھا عرش کے اردگرد کے ماحول کو ملاحظہ کیا، بہت سے ملائکہ کو مشغولِ استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے بتایا حضور نبی الرحمۃ و شفیع الامۃ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کنوئیں میں ایک ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھورہی تھیں میوے پکے اور یوسف علیہ السلام کی صبر وقناعت کا ثمرہ بن کر خوراک بنے اور پھر حضور ﷺ کی برکت سے اس چاہ قناعت سے نجات پائی اور حضرت کی دولت اور عزت ومنزلت کے مقام پر پہنچے۔ (معارج النبوۃ جلد ا)

موسیٰ علیہ السلام کی تمنا

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دیں کہ جو احمد نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی اے میرے پروردگار احمد کون ہیں فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے عزت والی نہیں بنائی میں آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک ان کی امت بہشت میں داخل نہ ہولے میں نے تمام مخلوق پر جنت حرام کی۔ عرض کی الٰہی اس کی امت کون ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور بھی ان کے صفات جلیلہ ہیں عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر فرمایا آپ ان سے مقدم

ہیں اس لئے ان کے نبی نہیں بن سکتے پھر عرض کی مجھے اس نبی کا امتی بنا اللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں ہوگا ہاں دار الخلد میں انہیں اور آپ کو جمع کروں گا۔

کرد نقش خدا بخلق عظیم

گفت برمومناں روف ورحیم

حضرت داؤد علیہ السلام کا وجد

حضرت داؤد علیہ السلام کا بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اے اللہ میں جب زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر آتا ہے میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میرا قلب وجگر انتہائی راحت محسوس کرتا ہے میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے اللہ وہ نور کیسا ہے؟ فرمایا یہ نورِ محمدی ہے میں نے اس نور کے طفیل دنیا وآخرت، آدم وحوا، جنت ودوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔حضرت داؤد علیہ السلام نے بلند آواز سے نامِ محمد ﷺ کہا تو پرندے جنگلی وحشیوں کی، کوہِ دہشت، بیابانِ صحرا سے ایک گونج آئی کہ "صدقت یا داؤد" اے داؤد آپ نے صحیح کہا اسی مضمون کو کلامِ الٰہی سے بیان کیا۔

ولقد اتینا داؤد منافضلا یا جبال اوبی معه و الطیر.

اس دن کے بعد جب کبھی زبور کی تلاوت فرمانے لگتے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھ لیتے۔آپ آگ میں اترے جب کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو اپنے میں امانت دار تھے تو وہ کیونکر جل سکتے تھے۔

فائدہ

قصیدۂ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہر محدث اور کتب سیر کے ہر مصنف نے نقل فرمایا ہے یہاں تک بیمار گروہ کے حکیم الامت نے بھی نشر الطیب میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۸ میں درج کیا ہے۔

مہر سلیمان پر نامِ نبی آخر الزمان

اخرج الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ کان فض خاتم سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) القی الیه فوضعه فی خاتمه وکان نقشه انا اللہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) تھا۔

ان فض خاتم سلیمان بن داؤد کان سما ویاالقی الیه فوضعه فی خاتمه (وکان نقشه) انا اللہ الاالٰہ الا للہ محمد عبدی ورسوله.

بیشک سلیمان علیہ السلام کی مہر آسمان سے اتری جسے انہوں نے اپنی انگشتری میں ڈال رکھا تھا اس پر"........

محمد عبدی ورسولی "منقوش تھا۔

سلیمانی سلطنت اسم محمد ﷺ کی مرہونِ منت

اس کی شرح میں علامہ نورالدین حلبی لکھتے ہیں کہ آپ کی سلطنت اور ملکی انتظام کا دارومدار اسی مہر پر تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ وہ سلطنت درحقیقت ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے اسم گرامی کی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ادب برائے اسم محمد ﷺ

موصوف ایصد تحریر فرماتے ہیں وہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اس مہر کو قضائے حاجت اور جماع کے وقت اتار لیتے تھے۔ غور کیجئے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کتنا ادب تھا لیکن افسوس ایک معمولی انسان بدبختی سے ادب کے بجائے خود بھی بے ادب اور اوروں کو بھی بے ادبی کا سبق دیتا ہے۔

برکات کا کیا کہنا

حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگشتری انگلی میں رہتی تو اس وقت وہی کیفیت ہوتی جو سب کو معلوم ہے یعنی کل کائنات زیر قبضہ ہے لیکن جب انگشتری اتار لیتے تو پھر شاہی امور میں تغیر و تبدل اور معاملات دگرگوں ہوجاتے۔ چنانچہ ہم اس کی تفصیل ابھی لکھتے ہیں۔

انس الجلیل میں ہے سلیمان علیہ السلام کی مہر پر مکتوب تھا "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمدا عبدہ ورسولہ (سیرۃ حلبی جلد ا صفحہ ۳۵۴) اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی تمام روئے زمین پر شاہی تھی اور جن وانس اور چرند و پرند و پریاں تمام آپ کے زیر نگین تھے اور یہ انگشتری چندروز کے لئے گم ہوگئی تو وہ شاہی بھی نہ رہی۔ جب انگشتری واپس ہوئی تو پھر وہی راج قائم ہوا جس کا نتیجہ نکلا کہ حقیقۃً شاہی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تھی۔

نار بجھ گئی تیرا نام سن کر

حضرت الشیخ الامام محمد المہدی الفاسی مطالع المسرات میں لکھتے ہیں

ان قوما من حملة القرآن يدخلونها فينسيهم الله تعالىٰ اسم محمد ﷺ حتى ذكرهم جبرئيل عليه السلام فيذكرونه فتخمد النار وتيزوى عنهم. (صفحہ ۴۹)

حفاظ قرآن کی جماعت دوزخ میں داخل ہوگئی ان کے دل سے اسم گرامی بھلا دیا جائے گا لیکن بعد کو حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں یاد دلائیں گے تو پھر جب وہ حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی زبان پر لائیں گے تو ان پر آگ بجھ جائے گی اس کے بعد انہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

فائدہ

اور یہ حق ہے کہ جب ایک کامل مومن کے گزرنے سے (آگ کہے گی "جذیا مومن فان نارعشقک تطفی ناری") نارِ جہنم بجھ سکتی ہے تو اس کے آقا کے نام سے کیوں نہ بجھے۔

ایک ظالم کو محمد ﷺ کے نام نے مار مٹایا

ایک پاک نفس کہتا ہے کہ میں ایک جابر و ظالم بادشاہ سے بھاگ کر ایک جنگل میں نکل گیا اور ایک زمین میں چند قدم چل کر ٹھہر گیا اور وہاں ایک خاک کے تو دے کو جنابِ محمد ﷺ کی مزار فرض کر کے آپ پر ہزار دفعہ درود پڑھ کر الٰہی میں مزار والے کو اپنا سفارشی بنا کر تیری جناب میں پیش کرتا ہوں اور اس کے وسیلے سے التجا کر کے کہتا ہوں کہ تو مجھے بحرمت محمد ﷺ اس ظالم بادشاہ سے بے خوف اور مطمئن کر دے۔ اس وقت ایک ہاتف نے زور سے مجھے آواز دی کہ محمد ﷺ اچھے سفارشی ہیں اور اگر چہ وہ مسافت کے اعتبار سے بہت دور ہیں مگر منزلت و کرامت سے بہت قریب ہے جا ہم نے تیرے دشمن کو برباد کر ڈالا۔ میں جو اس شہر میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مر گیا۔ (نزہتہ المجالس جلد ۲)

فائدہ

اس حکایت سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کو اتنا پیار ہے کہ معمولی سے تعلق کے وسیلہ سے بڑی سے بڑی مشکلیں حل فرماتا ہے لیکن عقیدہ کی پختگی اور خلوصِ عقیدت لازمی ہے۔

اسم محمد ﷺ سے ہبل کا سر جھک گیا

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان حالات کا مشاہدہ کیا تو میں نے آپ کو مکہ واپس لے جانے کا عزم کیا تا کہ میں امانت سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ جب میں عازمِ مکہ ہوئی تو منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے سرزمین بطحا تجھے مبارک ہو کہ آج نور و یقین، حسن و جمال، دین کمال، بلندی و اقبال اور عزت و جلال تیری طرف لوٹ رہا ہے اور ابدالآباد تک تمام آلام و مصائب چلے گئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا رشک

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لاؤلشکر سمیت اصطغر سے یمن جا رہے تھے یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا کہ مدینہ پاک کی سرزمین کے نزدیک ہو کر گزرا تو فرمانے لگے

ان هذا وارهجرة نبی آخر الزمان طوبی لمن امن به وتبغه.

یہ مقامِ نبی آخرالزمان کا دارالہجرت ہے وہ بڑا خوش نصیب ہو گا جو آپ کی اتباع کرے اور آپ پر ایمان لائے گا۔

وادی مدینہ سے گزر کر جب آپ سرز مین مکہ میں پہنچے تو نیچے دیکھا کہ مشرکین مکہ ہزاروں بت خانے آباد کررہے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے خاموشی سے آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ بارگاہِ رب العزت میں رویا اور عرض کیا کہ اے اللہ یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے اور تیرے نیک بندوں کا مجمع ہے وادی مکہ سے گزر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا نہ نماز ادا کی نہ تسبیح وذکر کیا حالانکہ مشرکین اپنے بتوں کو پوج رہے ہیں۔ خداوند نے فرمایا اے کعبہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرز مین کو سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا اور اپنا آخری کلام قرآن مجید اسی سرز مین پر نازل کروں گا اور عظیم اور پیارا نبی اس شہر میں مبعوث کروں گا وہ نبی جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہوگا میں ایک ایسی جماعت بھیجوں گا جو تعمیر کعبہ میں لگ جائے گی اور پھر کعبۃ اللہ کا طواف کریں گے اور زیارت کو آیا کریں گے حتی کہ اس خطہ پاک کو پرامن بنادوں گا اور سرز مین سے بتوں کی آلائش اور نجاست کو صاف کردیا جائے گا اور شیاطین یہاں سے بھاگ جائیں گے اور مشرکین کا خاتمہ کردیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں .... کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دنبے قربان کئے اور اپنی قوم کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی ﷺ پیدا ہونگے اللہ کی نصرت اور تائیدانہیں حاصل ہوگی آپ کا حسن اور تازیانہ مخالفین پر نافذ ہوگا، آپ کی ہیبت اور شوکت سے مخالف ایک ماہ کی راہ تک دور رہیں گے، دوروزدیک کے لوگ اپنے بیگانے سب حکم حق پر ایمان لائیں گے، انکار کرنے والوں کے تختے اور پیغامِ رسالت کی راہ میں کھڑے ہونے والی رکاوٹیں ان کے مقاصد کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے، وہ کتنے خوش نصیب ہونگے جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت موجود ہونگے اور دولت ایمان سے مالا مال ہونگے۔ حاضرین نے دریافت کیا یا نبی اللہ آپ کے اور نبی آخرالزمان کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا آپ نے بتایا تقریباً ایک ہزار سال یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور وادی نمل سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے۔ (عرائس)

حضرت ابراهیم علیه السلام کو امتی بننے کا شوق

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا بہشت کی وسعت زمین وآسمان دونوں کی وسعت کے برابر ہے آپ نے پوچھا یہ مبارک جگہ اور پرامن مقام کس کی ملکیت ہے؟ آواز آئی

اعدت لمحمد ﷺ وامة.

اسے حضور ﷺ اور ان کی امت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

جنت کے باغوں کی جڑوں کی تلاش کی گئی تو وہ شہادت ”لاالہ الا اللہ“ بنائی گئیں تھیں، کونپلیں دیکھی گئیں تو ”محمد رسول اللہ“ سے بنی تھیں پھلوں کو دیکھا گیا تو وہ ’سبحان اللہ والحمدللہ“ بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی قوم کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا قوم نے پوچھا کہ یا خلیل اللہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی امت کا پورا پورا تعارف کرائیں تا کہ ان کی جلالت اور قدر و منزلت کا ہمیں بھی علم ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجانب اور حضور ﷺ اور آپ کی امت کے فضائل بتائے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی۔

یا رب اجعلی من امت محمد ﷺ.

اے رب مجھے آپ کی امت بنا۔

شادی حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوت مہمانِ عرب

حل لغات

شادی، خوشی۔ حشر، جلاوطن کرنا، اپنے وطن سے، دوسری جگہ جانا۔ دھوم سے، نہایت خوشی سے۔ مہمان، مراد سرورِ عالم ﷺ۔

شرح

معراج کی شب میں سفر معراج کرنے کی خوشی میں حضور منبع نور ﷺ کے صدقے میں قیدی رہا کئے جائیں گے یعنی گنہگار امت کو جہنم سے رہائی ملے گی اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

عرشِ اعظم پر عرب کے مہمان سرورِ کونین ﷺ کی بڑی دھوم دھام سے دعوت ہو رہی ہے یعنی بلایا جا رہا ہے۔

معراج کی علت غائی

حضور سرورِ عالم ﷺ کا شب معراج عرش پہ پھر اس کے بعد لامکاں پہ تشریف لے جانے پر محدثین کرام و علمائے محققین عظام رحمہم اللہ نے متعدد وجوہ بیان فرمائے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس شب امر کی بخشش کے عہد و پیان ہوئے۔

چرچے ہوتے ہیں یہ کھملائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

شرح

مرجھائے اور سوکھے ہوئے پھولوں میں تذکرہ عام ہے کہ اے کاش ہم کو عرب کے بیابان میں پھولنے کا موقع میسر

آیا ہوتا تو آج ہم یہ مرجھانے کے دن نہ دیکھتے اس لئے کہ مدینہ پاک میں مرجھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے مدینہ پاک کے اسماء میں سے اسم مبارک جابرہ و جبارہ بھی ہے۔

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے

للمدینة عشرة اسماء

یعنی مدینہ پاک کے دس نام ہیں۔

اس میں ایک نام جابرہ ہے اگر جبر بمعنی نقصان کی تلافی سے ہو تو اس لئے کہ مدینہ پاک بہت سے نقصانات کی تلافی کر رہا ہے، گداگروں کو تونگر بنا رہا ہے اگر بمعنی غلبہ سے ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے ہی اسلام نے بلاد پر غلبہ پایا۔

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسان عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزاران عرب

حل لغات

بے دام، بے قیمت، مفت۔ بندے، غلام، مملوک۔ رئیسان، رئیس کی جمع، دولت مند۔ عجم، عرب کے سوا سارے ملک۔ بندی، قیدی۔ ہزاران، ہزار کی جمع، بلبل۔

شرح

اے حبیب پاک، صاحب لولاک ﷺ عجم کے بڑے بڑے دولت مند روسا آپ کے بے قیمت کے غلام ہیں اور عرب کے آزاد منش لوگ جو بلبلوں کی طرح خوش الحانی کرتے ہیں خود بخود مفت کے آپ کے قیدی بن گئے ہیں جو آپ کا در چھوڑ کر جاتے ہی نہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب

حل لغات

ہشت خلد، آٹھ جنتیں یہ ہیں (۱) دارالخلد (۲) دارلسلام (۳) دارالقرار (۴) جنت عدن (۵) جنت الماوی (۶) جنت النعیم (۷) علیین (۸) جنت الفردوس۔ کسب لطافت، تازگی و پاکیزگی حاصل کرنا۔

شرح

عرب کی بہاروں کے بادل جہاں کہیں بھی برسیں تو اے رضا (امام اہل سنت) در لطافت حاصل کرنے کے لئے آٹھوں بہشت اتر آتی ہیں کیونکہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں۔

اس قاعدہ پر ہشت خلد واقعی حضور سرورِ عالم ﷺ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں صرف وہ حکم خداوندی اور اس کی اجازت کی پابند ہیں۔

تمت بالخیر

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی

دارالحدیث جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاول پور (پاکستان)

تاثراز ماھنامہ انوارِ لاثانی ، اگست ۱۹۹۵ء

نام کتاب

الحقائق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش جلد۲

مصنف

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی

مظہرِ شانِ کبریا، تاجدارِ لولاک لما، سرورِ کون و مکاں، وجہِ عالم و عالمیان حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کائنات ہستی کی عظیم ترین دولت ہے مبدءِ فیاض جس خوش نصیب کو اس دولت لازوال سے ہمکنار کرتا ہے زمانے بھر کی عظمتیں اس کا طواف کرتی ہیں اور علم و عمل کی بہترین صلاحیتیں اس پر نثار ہوتی ہیں۔ دورِ آخر میں اس کی روشن مثال اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی ذاتِ ستودہ صفا ہے۔ انہوں نے حبیب حق (ﷺ) سے سچی لو لگائی اور قدرتِ کاملہ نے انہیں علوم و فنون کا گنجینہ بنا دیا۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف ان کے بے پایاں علم و فضل کا منہ بولتا

ثبوت ہے مگران کے فتاوی خصوصیت سے اپنی مثال آپ ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے مفتی، سب سے بڑے مفسر، سب سے بڑے محدث، سب سے بڑے فقیہہ، سب سے بڑے متکلم ہیں۔اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کسی استاد کے حضور زانوئے تلمذ تہ کئے بغیر اردو کے سب سے بڑے نعت گو شاعر بھی ہیں۔ان کے مختصر سے مجموعہ کلام حدائق بخشش کا ہر شعر انتخاب ہے عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ عارف کامل اور عاشق صادق بھی تھے اس لئے ان کا ہر قال، حال اور ہر شعر سوز و گداز اور اثر کا مرقع ہے عموماً عقل اور عشق کو اور یونہی حکمت وسوز کو ایک دوسرے کا متضاد سمجھا جاتا ہے مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ایسے مجمع کمالات ہیں جہاں عقل وعشق اور سوز و حکمت اپنی پوری جلوہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ان کی عالمانہ جلالت کا عالم یہ تھا کہ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے فتاوی کا مطالعہ کر کے انہیں دورِ حاضر کا امام گردانا اور شاعرانہ عظمت یہ کہ ان کی نعت کے چند اشعار سن کر (خود حضرت اقبال اور حفیظ جالندھری جیسے) بڑے بڑے شاعر دم بخود رہ گئے۔

یوں تو حدائق بخشش شاعرانہ نکتہ آفرینیوں، بیان و بدیع کا مرصع کاریوں اور فصاحت و بلاغت کی کرشمہ سازیوں کا شاہکار ہے پھر بھی اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پوری کتاب کا ایک شعر، مصرعہ یا مضمون بھی شرح متین سے متصادم نہیں۔یہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر کتاب وسنت کی ترجمانی ہی محسوس ہوتی ہے بعض اشعار میں تو قرآن وحدیث کے الفاظ نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں مثلاً

ایسا امی کس لئے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقرار ربک الاکرم نہیں

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

نہ عرش ایمن نہ انی ذاھب میہمانی ہے
نہ لطف ادن یا احمد نصیب لن ترانی ہے

ان کے علاوہ دوسرے اشعار میں کتاب وسنت کی معنوی ترجمان ہے جسے سمجھنے سمجھانے کے لئے وسیع علم وفضل کی ضرورت ہے خصوصاً ایسے مواقع جہاں صنائع و بدائع کا استعمال ہو، کسی فن کی مخصوص اصطلاح ہو یا کتاب وسنت کے مضمون

کی صراحت ہوشرح کی زیادہ ہی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک مدت سے حدائق بخشش سے شغف رکھنے والے احباب اس کا مطالعہ کرتے تھے خود اس عاجز کو بھی فرمائش ہوئی ایک دو نا تمام کاوشیں بھی ہوئیں مگر جو ہونا چاہیے تھا نہ ہوا۔ آخر شیخ الحدیث والتفسیر ،فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی چنانچہ انہوں نے حدائق بخشش کی شرح الحقائق فی الحدائق کے نام سے شروع کی الحمدللہ اس شرح کے دو حصے چھپ چکے ہیں باقی کتابت کے مرحلے میں ہیں اور امید ہے کہ عرسِ اعلیٰ حضرت (۲۵صفر ۱۴۱۶ھ) تک وہ بھی بازار میں آجائیں گے۔

میرے سامنے اس وقت اس کا دوسرا حصہ ہے یہ حصہ میرے پاس ان دنوں آیا جب میں یرقان کے موذی مرض میں مبتلا تھا ایسی حالت میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ تو نہ ہوسکا تاہم چیدہ چیدہ مقامات ضرور نظر سے گزرے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فیض ملت نے بڑی محنت سے اسے تحریر فرمایا ہے اور اشعار کی تشریح میں آیات وروایت ،سلف صالحین کے ارشادات اور دیگر دلائل وشواہد کے انبار لگادیئے ہیں۔ مولانا اُویسی صاح کی کسی لفظی تشریح سے اختلاف ممکن ہے مگر شعروں کی عمومی توضیح میں جوانہوں نے بے مثال کدوکاوش کی ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ یہ شرح پڑھ کر اطمینان قلب ہوجاتا ہے کہ واقعی حدائق بخشش کا کوئی شعر بھی کتاب وسنت سے متصادم نہیں نیز یہ کہ کس مصرعہ میں کس علم میں کون سی اصطلاح آئی ہے اس کی تفہیم بھی مولانا اُویسی موصوف نے نہایت ہی اچھے انداز میں کردی ہے اور گویا اس طرح یہ مختلف علوم وفنون کا انسائیکلو پیڈیا بن گئی ہے۔ مختصر یہ کہ جس طرح حدائق بخشش پڑھ کر عشق رسول ﷺ کا ولولہ پیدا ہوتا ہے یونہی یہ شرح پڑھ کر اس ولولے میں مزید قوت آجاتی ہے۔

وہ لوگ جو حضور نبی کریم ،رؤف رحیم ﷺ کے فضائل وکمالات پڑھ کر خوش ہوتے ہیں انہیں حدائق بخشش اور اس کے ساتھ یہ شرح ضرور پڑھنی چاہیے۔

آخر میں دعا ہے کہ ربِ کریم وجلیل اپنے حبیب عظیم وجمیل ﷺ کے طفیل شاعر وشارح کو جزائے جزیل عطاء فرمائے اور حدائق وحقائق کو قبولِ عام وخاص کا شرف بخشے۔ (آمین)

تبصرہ نگار

پروفیسر محمد حسین آ